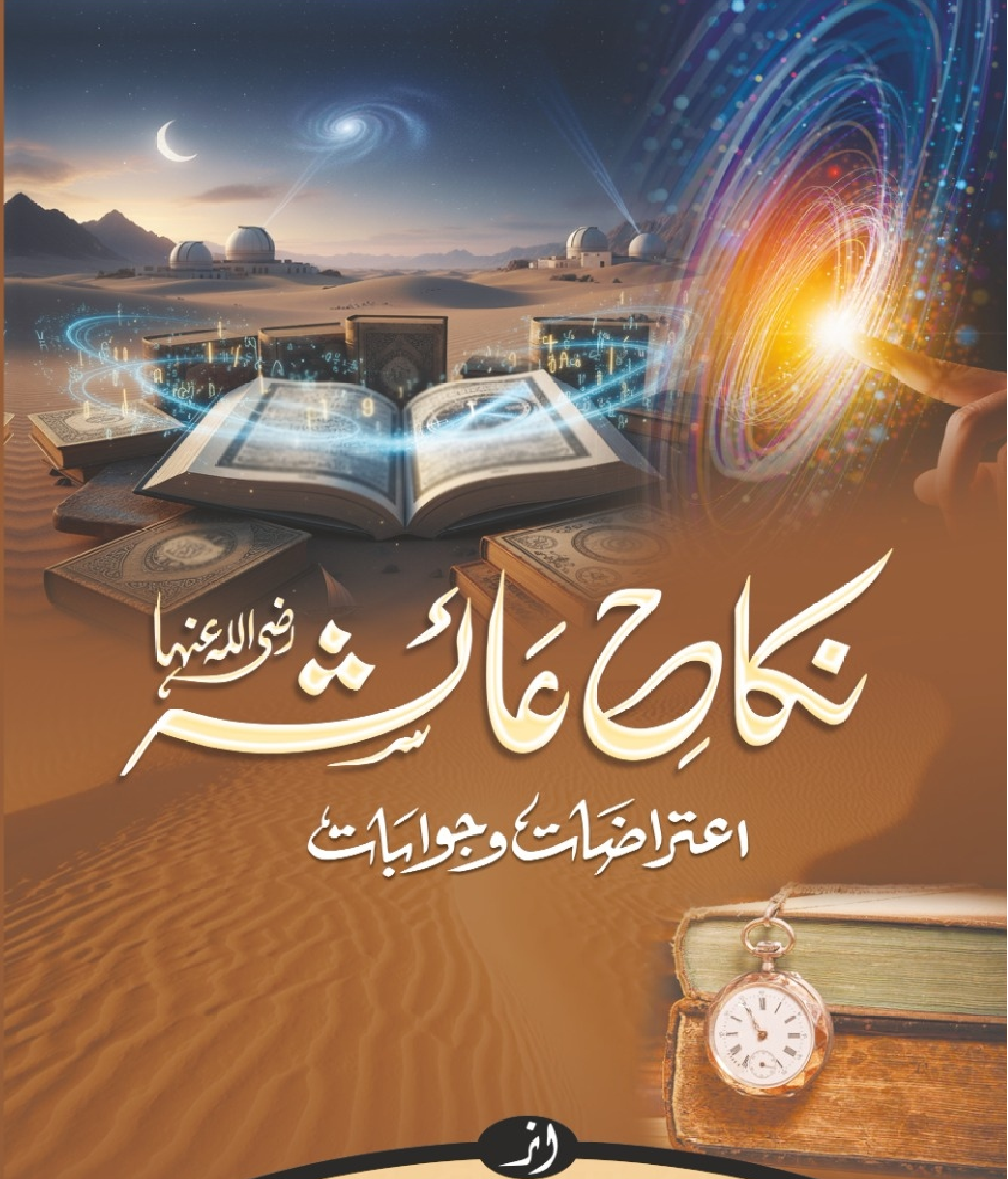


نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا

اعتراضات و جوابات

از

محمد نعمان مکی

کنگ عبداللہ میڈیکل سٹی مکہ مکرمہ

اجازت نامہ برائے طباعت، اشاعت و تقسیم

الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علیٰ سیدنا و نبینا محمد وعلى آله وصحبه أجمعین۔

موجودہ دور میں جب کہ اغیار کی جانب سے سیدنا و نبینا محمد ﷺ کی شانِ اقدس اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاکیزہ کردار کو نشانہ بنا کر نوجوان نسل کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی مذموم کوششیں کی جا رہی ہیں؛ ان حالات میں یہ کتاب 'نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا: اعتراضات و جوابات' ناموسِ رسالت ﷺ کے دفاع اور خالصتاً علمی خدمت کی نیت سے تالیف کی گئی ہے۔

اس کتاب کے حوالے سے درج ذیل امور کی عام اجازت (Open Access) دی جاتی ہے:

۱. ڈیجیٹل اشاعت: اس کتاب کی پی ڈی ایف (PDF) فائل کو واٹس ایپ، فیس بک اور دیگر تمام ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر بلا جھجک شیئر کرنے کی مکمل اجازت ہے۔

۲. طباعت و تقسیم: جو بھی صاحبِ خیر اس کتاب کو اپنی طرف سے طبع کروا کر ہدیتاً یا صرف لاگتی قیمت (No Profit) پر تقسیم کرنا چاہیں، وہ متن، حوالہ جات اور مؤلف کے نام میں کسی بھی تبدیلی کے بغیر (مع سرورق) اسے طبع کروا سکتے ہیں۔

۳. شرط: کتاب کے مواد میں کسی بھی قسم کی کمی، بیشی یا ترمیم کی اجازت نہیں ہے تاکہ اصل تحقیق اور مؤلف کی نسبت برقرار رہے۔

اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔

مؤلف: محمد نعمان مکی

نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا

اعتراضات وجوابات

از

محمد نعمان مکی

کنگ عبداللہ میڈیکل سٹی مکہ مکرمہ

تفصیلات

نام کتاب : نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا
اعتراضات و جوابات

مصنف : محمد نعمان مکی (کنگ عبداللہ میڈیکل سٹی مکہ مکرمہ)

طباعت : پہلا ایڈیشن 01-10-2025
دوسرا ایڈیشن : 01-01-2026

صفحات : 248

قیمت : 300/-

Nikah -e- Ayesha Razi Allah Anha
Aitrazat -o- Jawabat

By

Mohammed Noman Makki
King Abdullah Medical City Makka Mukarramah
Cell:+966594935615 / +91 9620027282
Email: nomanmakki.mfa@gmail.com
YouTube channel: https://youtube.com/@nomanmakki19
Blog: https://nomanmakkiblog.wordpress.com

فہرست مضامین

	عناوین	صفحہ
●	**کلماتِ تائید و تبریک** نمونۂ اسلاف حضرت اقدس مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم (مہتمم دارالعلوم دیوبند)	11
●	تقریظ: حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم (امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ)	13
●	تقریظ: حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم (مہتمم الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم بنگلور)	15
●	تقریظ: فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب دامت برکاتہم (ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ)	20
●	دعائیہ کلمات: حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب قاسمی نقشبندی دامت برکاتہم	24
●	تقریظ: حضرت مولانا مفتی محمد عمر شفیق حجازی دامت برکاتہم	25
●	تقریظ: حضرت مولانا یاسر ندیم الواجدی صاحب دامت برکاتہم	28
●	سبب تالیف	30
●	**نکاح عائشہ رضی اللہ عنہا-اعتراضات وجوابات**	42
●	سب سے پہلا اشکال کب اور کس نے کیا؟	42
●	**کیا تاریخ انسانیت میں کم سنی میں نکاح کرنا ایک عام سی بات تھی؟**	48
●	اہم نکتہ	48

●	عیسائیت اور مغربی دنیا سے مثالیں	49
●	**یہودی مذہب میں شادی کی عمر**	51
●	یہودی قانون میں شادی کے اہم پہلو	51
●	باپ کا اختیار	51
●	تین سال اور ایک دن کی لڑکی سے شادی	52
●	یہودی قانون میں مرد اور عورت کے درمیان عمر کا فرق	52
●	یہودی قانون اور کتابوں کے حوالے	53
●	یہودیت میں کم عمری کی شادی کی وجوہات	54
●	یہودی لڑکیوں کی نو سال کی عمر میں شادی	54
●	**ہندوستان اور ہندو مذہب سے مثالیں**	56
●	ہندو دھرم میں نکاح کی عمر	56
●	شری رام نے سیتا جی سے چھ سال کی عمر میں شادی کی	57
●	خلاصہ	59
●	**ماضی قریب سے مثالیں**	60
●	**ہندوستان کی تاریخ میں شادی کی عمر** Age of Marriage in India	63
●	یونیسکو کی تحقیق	64
●	**رضامندی سے تعلق قائم کرنے کی قانونی عمر**	65
●	انڈیپینڈنٹ Independent نیوز کی حیران کن رپورٹ	67
●	انڈیا میں ''ایج آف کنسینٹ'' کی تاریخ	69
●	موجودہ ہندوستان میں کم عمری کی شادیاں	70
●	ایک ریسرچ رپورٹ	70
●	خلاصۂ کلام	73

●	**1400 سال قبل ملک عرب میں**	74
●	تاریخ اور جدید سائنس میں بلوغت کی عمر	74
●	جلدی شادی کی وجوہات	76
●	نکاح کی توجیہ غیر مسلم مؤرخین کے قلم سے	76
●	**پیڈوفیلیا کا بہتان**	80
●	پیڈوفیلیا کیا ہے؟	81
●	آیئے پہلے اس لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں	82
●	بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے والوں کی نفسیات کیسی ہوتی ہے؟	82
●	نابالغ بچوں کا جنسی استحصال کرنے والوں میں چار بنیادی خصوصیات ہوتی ہیں	82
●	متاثرہ بچوں پر مرتب ہونے والے اثرات	83
●	رپورٹ ہونے والے سب سے عام مسائل	83
●	کیا آپ جانتے ہیں؟	85
●	ایک تاریخی حقیقت	88
●	حضرت عائشہؓ کی والدہ کا ان کی جسمانی نشو و نما کا خیال رکھنا	89
●	حضرت عائشہؓ کی کامیاب اور خوشحال ازدواجی زندگی	89
●	حضرت عائشہؓ کی علمی قدر و منزلت	91
●	حضرت عائشہ سے نکاح پر اعتراض؛ مگر کس کو؟	94
●	**حضرت محمد ﷺ اور حضرت عائشہ کے درمیان عمر کا فرق**	96
●	آرٹیفیشل انٹیلیجنس یا مصنوعی ذہانت	97
●	صرف یہی قصہ زیر بحث کیوں؟	99
●	عمر کے درمیان تفاوت کی تاریخ سے چند مثالیں	100
●	غیر مسلم پروفیسروں کی وضاحت	102
●	**تاریخ سے مزید چند مثالیں**	103

●	شیشے کے گھروں سے پتھر	106
●	**تورات اور بائبل کے مطابق انبیاء علیہم السلام کے نکاح**	107
●	1-ابراہم (ابراہیم علیہ السلام)	107
●	2 -کنگ ڈیوڈ (داؤد علیہ السلام)	108
●	3- آئی زیک (اسحاق علیہ السلام)	109
●	4- جیسس (عیسیٰ علیہ السلام)	110
●	کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کہتا ہے	111
●	سینٹ میری کیتھولک چرچ کے پادری نے کہا:	112
●	کیا عیسائی بادشاہ اور شہزادوں کی شادی چرچ کی اجازت کے بغیر ہوتی تھی؟	113
●	تاریخ سے مزید چند مثالیں	113
●	**خود ساختہ ضابطہ اخلاق کو دوسروں پر تھوپنا**	115
●	ضابطہ اخلاق کی دو قسمیں	115
●	1 -ضابطہ اخلاق کا دوامی نقطہ نظر	116
●	2-ضابطہ اخلاق کا انفرادی یا تخصی نقطہ نظر	116
●	دادی اور پڑدادی کی عمر شادی کے وقت	117
●	بیٹی کی شادی موجودہ دور میں	117
●	اعتراض: جھولے اور گڑیوں سے کھیلنے کا شوق	118
●	اعتراض کا جواب	119
●	سوال: کیا مسلمان اس وقت نو سال کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟	120
●	تاریخ سے مزید چند مثالیں	121
●	شادی ایک روحانی معاہدہ	125
●	خواب کے ذریعے اشارہ	125
●	بے دینوں کے ایک اعتراض کا جواب	127

●	**نگاہ مومن سے اس نکاح کی متعدد مصلحتیں**	127
●	اعتراض: مردوں والے شوق کی شادیاں	130
●	تاریخی پس منظر اور مقاصد	131
●	اعتراض: کیا تاریخ میں اس طرح کی شادیوں کی مثال ملتی ہے؟	132
●	کچھ تاریخی مثالیں:	133
●	حضرت خدیجہ سے نکاح	134
●	حضرت خدیجہ کی یاد	134
●	بیویوں سے علیحدگی اختیار کرنا	135
●	عورتوں کی طرف سے نکاح کی پیش کش اور آپ ﷺ کا انکار	136
●	ازواج مطہرات کا نبی ﷺ کا ساتھ نبھانا	136
●	قریش مکہ کی پیش کش	137
●	علمی دہشت گردی	137
●	**بعض نام نہاد "مسلم محققین" کی تحقیقات اور اُن کے اشکالات کا جائزہ**	139
●	ابتدائیہ	139
●	پہل کس نے کی ہے؟	139
●	نفسیات	142
●	صحیح موقف	142
●	ذکر کردہ روایت کی سند	144
●	یہ دعویٰ نیا ہے	146
●	**نام نہاد محققین کے اشکالات اور اُن کے جوابات**	146
●	اشکال نمبر 1: حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ہجرت (حبشہ) کے وقت، سے استدلال	146
●	اشکال کا جواب	147

●	اشکال نمبر 2: امّی عائشہؓ کا اپنے والدین کو اسلام میں پانا	151
●	اشکال کا جواب	152
●	اشکال نمبر 3: لفظ "بِکْر" سے استدلال	153
●	اشکال کا جواب	154
●	اشکال نمبر 4: سورۃ القمر کی آیات کے نزول کے وقت سے استدلال	156
●	اشکال کا جواب	157
●	لفظ "جاریۃ" کی تحقیق	158
●	اشکال نمبر 5: تاریخ طبری کی ایک عبارت سے استدلال	161
●	اشکال کا جواب	162
●	طبری کی روایت کا خلاصہ	162
●	ممکنہ اشکال	162
●	ابن جریر طبری رَحِمَهُ اللهُ کے متعلق	163
●	تاریخِ طبری کا اجمالی جائزہ	163
●	دروغ گو اور متہم بالکذب راویوں کی روایات کا اجمالی خاکہ	164
●	ثقہ راویوں کی روایات کا اجمالی خاکہ	164
●	علامہ طبری کا اعتراف	165
●	خلاصۂ بحث	165
●	اشکال نمبر 6: حضرت ہشام بن عروہ کے حافظے پر اشکال	166
●	اشکال کی تفصیل	167
●	اشکال کا جواب	168
●	درج ذیل وضاحتوں پر بھی غور کریں	171
●	اشکال نمبر 7: مرسل حدیث قابل حجت نہیں	175
●	اشکال کا جواب	175

●	اشکال نمبر 8: اسماء بنت ابو بکر کی عمر سے مقارنہ	182
●	اشکال کا جواب	182
●	اشکال نمبر 9: حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کی عمر سے مقارنہ	183
●	اشکال کا جواب	184
●	اشکال نمبر 10: امی عائشہؓ کی تاریخ وفات سے استدلال	186
●	اشکال کا جواب	186
●	اشکال نمبر 11: پیارے آقا ﷺ کی حضرت عمر بن خطاب کے اسلام کی دعاء سے استدلال۔	187
●	اشکال کا جواب	188
●	اشکال نمبر 12: حضرت خولہ کے نکاح کے پیغام کے وقت سے استدلال	190
●	اشکال کا جواب	190
●	اشکال نمبر 13: غزوہ احد میں شرکت سے استدلال	190
●	اشکال کا جواب	191
●	اشکال نمبر 14: حبشیوں کے کھیل دیکھنے سے استدلال	192
●	اشکال کا جواب	192
●	اشکال نمبر 15: حضرت عائشہؓ کا دوسروں سے سُن کر اپنی عمر کا پتہ کرنا	193
●	اشکال کا جواب	193
●	اشکال نمبر 16: جبیر بن مطعم کے بیٹے سے منگنی	193
●	اشکال کا جواب	194
●	اشکال نمبر 17: کنواری سے اجازت لینے کی حدیث سے استدلال	194
●	اشکال کا جواب	195
●	اشکال نمبر 18: سیرت کی کتابوں میں حضرت عائشہ کے اسلام لانے کے ذکر سے استدلال	196

●	اشکال کا جواب	197
●	اشکال نمبر 19 اور 20: یہ روایت عقل اور نقل کے خلاف ہے۔	197
●	اشکال کا جواب	198
●	تاریخ اسلامی سے جلدی بلوغت کی مثالیں	199
●	مثالیں	199
●	اسلامی تاریخ سے نکاح کی مثالیں	201
●	مزید مثالیں	206
●	ماضی قریب کی مثالیں	207
●	اشکال نمبر 20: یہ روایت نقل کے خلاف ہے	209
●	اشکال کا جواب	209
●	ان روایات سے فقہاء کا استدلال	212
●	اشکال نمبر 21: چھ سال والی روایت خطرناک غلط ہے اور کسی اسلام دشمن عناصر نے اسے بخاری کے اندر داخل کر دیا ہے!	213
●	اشکال کا جواب	213
●	حضرت عائشہ کی عمر کا تعین اجتہادی نہیں ہے	213
●	امام ذہبیؒ فرماتے ہیں	215
●	حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں	215
●	آخر میں چند مؤدبانہ گذارشات	218
●	چھوٹی عمر میں بچی کا نکاح کر دینے پر اہل علم کا اتفاق، نیز امّی عائشہ کا چھوٹی عمر میں نکاح پر اجماع	220
●	امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی	225
●	کم سنی کی شادیوں کی 100 ناقابل تردید مثالیں	227
●	مراجع	247

کلماتِ تبریک

نمونۂ اسلاف عالم ربانی حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب دامت برکاتہم
(مہتمم دارالعلوم دیوبند)

بسمہ سبحانہ وتعالیٰ

حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی کے وقت ان کی عمر 9 سال تھی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور مضبوط ترین حوالوں سے ثابت ہے اور یہ چیز کسی بھی درجہ میں باعث اعتراض اور موجب اشکال نہ اس وقت تھی اور نہ اب ہے۔ اس کا سب سے واضح ثبوت یہ ہے کہ ابتدائے بعثت سے لے کر وفات تک مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے مخالفین اور معترضین کی بڑی تعداد موجود تھی۔

اور ان مخالفین نے عداوت اور ایذارسانی کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ آپ کو شاعر، مجنون اور ساحر تک کہا گیا، لیکن مشرکین مکہ، ویہود مدینہ یا منافقین میں سے کسی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کم سنی کی شادی کو موضوع بحث نہیں بنایا۔

لیکن مستشرقین کے اٹھائے ہوئے اس شوشے نے منفی پروپیگنڈے کو اتنی وسعت دی کہ بعض اہل علم بھی متاثر ہو گئے اور اعتراضات سے مرعوب ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں مسلمہ حقیقت سے انحراف کر کے دوسرے مفروضے پیش کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے عزیز گرامی جناب ڈاکٹر محمد نعمان کو کہ انھوں نے اس مسئلہ کو موضوع بحث بنا کر تمام اعتراضات کا مدلل اور مسکت جواب مرتب کر دیا۔

فہرست مضامین سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ڈاکٹر محمد نعمان صاحب نے موضوع سے متعلق کسی بھی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔

اس عظیم خدمت پر میں ان کو مبارک باد دیتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمادے اور مصنف کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔



ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۴۴۶/۸/۴ھ = ۲۰۲۵/۲/۳ء



تقریظ

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم
(امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ)

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحدَہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَانَبِیَّ بَعْدَہ أَمَّا بَعْد

تاریخ انسانیت میں وہ واقعات جو عظیم ترین شخصیات کی حیات سے منسلک ہوں انہیں سمجھنے کے لیے نہ صرف تاریخی سیاق و سباق کو مد نظر رکھنا ضروری ہے، بلکہ ان معاشرتی اور تہذیبی پہلوؤں کا بھی گہرا ادراک درکار ہے جو اُس وقت کی انسانی اقدار کو تشکیل دیتے تھے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا واقعہ بھی انہی موضوعات میں سے ایک ہے جس پر عصر حاضر میں بہت کچھ لکھا اور کہا جارہا ہے۔ یہ نکاح اپنی اصل میں ایک تاریخی حقیقت اور معاشرتی حکمت پر مبنی اقدام تھا، جسے اُس دور کے معاشرے نے مکمل طور پر قبول کیا اور کسی قسم کی تنقید کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

آج جب مغربی تہذیب اور جدید افکار کی روشنی میں اسلامی تاریخ کو جانچنے کی کوشش کی جاتی ہے، تو بعض لوگوں کی جانب سے اس واقعے پر بے جا سوالات اور اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ اعتراضات در حقیقت نہ تو تاریخ کے گہرے مطالعے پر مبنی ہیں اور نہ ان معاشرتی اصولوں کی سمجھ پر جن میں یہ نکاح وقوع پذیر ہوا۔

زیر نظر کتاب ”نکاح عائشہ رضی اللہ عنہا؛ اعتراضات و جوابات“ اس موضوع پر میرے شاگرد عزیزم ڈاکٹر محمد نعمان مکی حفظہ اللہ کی تصنیف ہے۔ ان کی تصنیف صرف

ایک رد عمل نہیں، بلکہ ایک علمی معرکہ ہے جس میں انہوں نے تحقیق کے اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے تاریخی، شرعی اور معاشرتی پہلوؤں کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں صرف اسلامی تاریخ کے مستند ماخذ سے استفادہ نہیں کیا، بلکہ دیگر مذاہب اور ثقافتوں کے ان اصولوں کا بھی حوالہ دیا ہے جو کم عمری کے نکاح کو نہ صرف قابل قبول بلکہ معمول کا حصہ سمجھتے تھے۔ ان شاء اللہ یہ کتاب ایسے افراد کے لیے روشنی کا ایک مینار ہے جو اس موضوع کو انصاف اور حقیقت پسندی کے ساتھ سمجھنا چاہتے ہیں۔ یہ تحریر بھی دیانت داری اور تحقیق کے معیار کو ایک نئی بلندی عطا کرتی ہے جو قاری کو نہ صرف مطمئن کرتی ہے بلکہ فکری سطح پر مضبوط دلائل بھی فراہم کرتی ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ یہ کتاب امت مسلمہ کے لیے فہم و شعور کا ذریعہ ہے اور اس افراتفری کے دور میں رہنمائی کا کردار ادا کرے جہاں تاریخی حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اس خدمت دین پر جزائے خیر عطا فرمائے اور قارئین کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

والسلام
محتاج دعا
محمد الیاس گھمن
16/ دسمبر 2024

تقریظ

فقیہ العصر محدث کبیر

حضرت مولانا مفتی **محمد شعیب اللہ خان صاحب** دامت برکاتہم

(مہتمم الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم بنگلور)

الحمدُ للّٰہِ رَبّ العَالَمِیْن، والصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی أشْرفِ الأنْبیَاء والمُرْسَلِین وعَلَی آلِہ و صَحْبِہ أجْمَعِیْن، ومَنْ تَبعَہُم بإحْسانٍ في کُلِّ زَمَانٍ و مَکَانٍ إلٰی یَوْم الدِّیْن، أمّا بَعْدُ:

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام کی سچائیوں اور صداقتوں، اس کا حیرت انگیز اثر و رسوخ اور دنیا کے خطے خطے پر اس کے پھیلاؤ اور تسلط نے شروع دور ہی سے مخالفین و معاندین کو خوف زدہ اور ہکا بکا کر دیا تھا اور کفر و الحاد کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا تھا، جس کا رد عمل مخالفین کی جانب سے یہ آنا ہی چاہیے تھا کہ وہ اسلام کی سچائیوں و صداقتوں اور اس کی تاثیرات کو مخدوش کرنے کے لیے جھوٹی سچی کہانیاں گھڑیں یا غلط تعبیرات و تاویلات سے کام لیں اور اسلام کی تعلیمات اور اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ اور اسلام کی اہم شخصیات کو داغ دار کرنے کی ناپاک سازشیں کریں، چناں چہ یہی ہوا اور اس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

علامہ اقبال نے اسی بات کو اپنے بلیغ شعر میں پیش کیا تھا کہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

مخالفین و معاندین اسلام - جن میں اس وقت سر فہرست اہل مغرب ہیں - نے جن باتوں کو اسلام کے خلاف حربے کے طور پر استعمال کیا تھا، ان میں سے ایک حضرت

نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ سے کم عمری میں نکاح کرنے کا قضیہ بھی ہے؛ کہ چھ سال کی کم عمر لڑکی کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنی ادھیڑ عمری میں کیوں اور کس طرح نکاح کر لیا؟

یہ اعتراض عیسائی مشنریوں، بل کہ عام عیسائیوں، مستشرقین اور اہل مغرب کی جانب سے بار بار اٹھایا جاتا ہے اور سوشیل میڈیا کے اس دور میں ہر کس و ناکس کی جانب سے اس کو اچھالا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی شخصیت کو مطعون و مجروح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے؛ جس کو سن کر یا پڑھ کر بہت سے سادہ لوح لوگ بھی متاثر ہو جاتے ہیں؛ حتیٰ کہ بعض جدید تعلیم یافتہ اہل اسلام بھی اپنی ناواقفیت یا کم علمی کی وجہ سے ان کے دام فریب میں گرفتار ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض اپنا ایمان بھی کھو بیٹھتے ہیں؛ حالاں کہ یہ اعتراض کسی طور پر بھی قابل لحاظ نہیں ہے، نہ تاریخی لحاظ سے، نہ معاشرتی پہلو سے، نہ عقلی اعتبار سے، نہ عرف و رواج کے لحاظ سے، مگر جن کے پاس علم کا سرمایہ نہیں ہوتا، عقل کی دولت سے وہ محروم ہوتے ہیں، تاریخ سے ناواقفیت ان کا مقدر بنی ہوتی ہے، وہ صرف اعتراض سن کر بلا تحقیق و تفتیش قبول کر لیتے ہیں۔

اس اعتراض پر قدیم دور میں بھی اور عصر حاضر میں بھی متعدد حضرات علمائے کرام نے معقول و مدلل و مسکت جوابات دے کر معاندین کو لاجواب کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ کم عمر لڑکی سے نکاح یا مرد و عورت کا متفاوت عمروں کے باوجود آپسی نکاح نہ عقلاً قابل اعتراض ہے، نہ عرفاً معیوب اور نہ معاشرتی پہلو سے لائق بحث و تکرار ہے، نہ تاریخی لحاظ سے قابل تعجب۔

اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی: "نکاح عائشہ: اعتراضات و جوابات" نامی کتاب ہے، جو اس وقت احقر کے پیش نظر ہے، جسے ڈاکٹر محمد نعمان مکی (کنگ عبد اللہ مڈیکل سٹی مکہ المکرمہ) نے نہایت عرق ریزی و تحقیق سے تالیف کیا ہے۔

ڈاکٹر نعمان مکی ایک باوقار، سنجیدہ، علم دوست، صالح، تحقیقی مزاج کے حامل نوجوان ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے، وہ "مستشفی الملک عبد اللہ،

مکۃ المکرمۃ“میں بہ حیثیت آپریشن تھیٹر ٹیکنالوجسٹ کے کام بھی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر نعمان مکی نے اس کتاب میں اسی اعتراض کا نہایت تحقیقی و مدلل و مکمل جواب رقم کیا ہے، اور ہر ہر لحاظ سے اس اعتراض کا جائزہ لے کر اس کا بودہ پن اور مضحکہ خیز ہونا ثابت کیا ہے۔

جناب مؤلف کو اس موضوع پر لکھنے کا خیال کچھ واقعات کے سامنے آنے پر پیدا ہوا، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شہر میسور میں ایک اچھے خاندان کی ایک پڑھی لکھی لڑکی نے عیسائیت کو اس لیے قبول کر لیا کہ بعض عیسائیوں نے یہی اعتراض کر کے اس کے ذہن کو مسموم کر دیا تھا، اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو معصوم نہیں، بل کہ مذموم سمجھنے لگے، یہاں تک کہ وہ اور اس کی بہن دونوں نے اسی کو بنیاد بنا کر اسلام کو خیر باد کہہ دیا تھا اور عیسائیت میں داخل ہو گئے۔

میں نے اس کتاب کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا اور محسوس کیا کہ ڈاکٹر موصوف نے ہر پہلو سے بحث کی ہے، تاریخ کے مستند حوالوں سے بتایا ہے کہ کم عمری میں شادی یا متفاوت عمروں کے ساتھ شادی قوموں اور ملتوں کی تاریخ میں ایک معروف و مروج چیز رہی ہے، اور دنیا میں مختلف ادوار میں بعض بڑی بڑی اہم شخصیات نے اس کو اختیار کیا ہے اور کبھی کسی نے اس کو نہ موضوع بحث بنایا، نہ قابل اعتراض سمجھا۔ ان شخصیات میں مذہبی و روحانی شخصیات بھی ہیں اور سیاسی و دنیوی شخصیات بھی ہیں۔ چناں چہ اس کتاب میں حضرات انبیاء کے حوالے بھی کوٹ کیے گیے ہیں، ہندو مذہب کے اہم شخصیات کے احوال بھی زیر بحث لائے گئے ہیں، عیسائی قوم کے نمایاں افراد کا حوالہ بھی پیش کیا گیا ہے اور بادشاہاں و سیاسی رہنماؤں کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور عام لوگوں میں سے بھی اس حوالے سے نو عمری و متفاوت عمروں کی شادی کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح انھوں نے مذہبی لحاظ سے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ کئی مذاہب جیسے ہندو مذہب اور عیسائی مذہب میں کم سنی میں شادی کا جواز رہا ہے، اور اس پر عمل بھی

ہوتا چلا آیا ہے۔ اسی طرح مختلف ملکوں: یورپ، ایشیا، افریقہ، امریکہ اور ہندوستان کے قوانین کے حوالے سے بھی یہ واضح کیا ہے کہ نوعمری میں شادی کا قانون دائرہ جواز میں مانا گیا ہے اور خود ہندوستان میں اس کا رواج ایک طویل زمانے سے رہا ہے اور مختلف قوموں اور ہندو اقوام میں بھی اس کا رواج آج بھی جاری ہے۔

نیز سائنسی لحاظ سے بھی یہ بات ثابت کی ہے کہ کم سنی میں نکاح کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے؛ کیوں کہ مختلف علاقوں میں لڑکیاں الگ الگ عمر میں بالغی کی حد کو پہنچتی ہیں اور بعض علاقوں میں نو سال میں بھی بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتی ہیں۔

پھر اخیر میں مؤلف موصوف نے تاریخ سے کم سنی کی شادیوں کے ایک سو ناقابل تردید واقعات کا ذکر کیا ہے۔

احقر بلا کسی مبالغے کے یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت محقق و مدلل اور جامع کتاب ہے اور اس موضوع پر ماضی میں لکھی جانے والی تمام کتابوں سے فائق و بلند ہے اور اپنے مواد و مضامین کے لحاظ سے ایک تاریخی دستاویز ہے، اس میں مؤلف نے حق تحقیق ادا کرتے ہوئے ایک جانب علمی اعتبار سے نہایت قابل قدر تاریخی مواد جمع کیا ہے تو دوسری جانب اعتراض مذکور کے نہایت تشفی بخش و مسکت جوابات بھی دے دیے ہیں اور اہل انصاف و اصحاب دانش کو دعوت غور و فکر بھی دی ہے۔ یہ کتاب اگر علمی و تحقیقی مواد کے لحاظ سے اہل ایمان کے لیے باعث تسکین قلوب و راحت نفوس ہے تو اپنے الزامی دلائل کے لحاظ سے معاندین و مخالفین کے لیے دنداں شکن و مسکت جواب ہے۔

یہاں میں مؤلف موصوف کی خدمت میں سویدائے قلب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالی نے ان سے ایک بڑا اور اہم و مفید کام لے لیا، جو امید ہے کہ باعث نجات و رفع درجات ہو گا اور یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ احقر کی رائے ہے کہ

اس کتاب کو عام سے عام کیا جانا چاہیے اور عوام سے لے کر خواص تک بھی اس کو پہنچانا چاہیے اور مختلف زبانوں میں اس کے تراجم بھی ہونے چاہئیں۔

اخیر میں بار گاہ عالی میں بندہ بصد عجز و نیاز اس کتاب کی قبولیت و افادیت کے لیے دعا کرتا ہے اور مؤلف کے حق میں بھی کہ اللہ تعالی ان کی اس خدمت کو ان کے لیے سرمایۂ نجات اور ذریعۂ رفع درجات بنائے۔

20/ رجب المرجب، 1446ھ
21/ جنوری، 2025ء

فقط
محمد شعیب اللہ خان شروانی
مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

تقریظ

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم

(ناظم: المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد و صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

نبی جیسے اللہ کا منتخب بندہ ہوتا ہے، اس میں انسانی محنت اور کاوش کا دخل نہیں ہوتا، اسی طرح نبی کی رفاقت کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے افراد کا انتخاب ہوتا ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے اس کو بہت خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو پیروی کرنی ہو تو ایسی شخصیت کی کرو، جو دنیا سے گذر چکی ہو، اور وہ ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جن کو اللہ ہی نے حضور ﷺ کی صحبت اور رفاقت کے لئے منتخب فرمایا تھا: من كان منكم مستنا فليستن بمن قدمات فان الحي لا تومن عليه الفتنة اولئك اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اختارهم الله صحبة نبيه فاعرفوا لهم حقهم وتمسكوا بهديم ، وفي رواية : اتبعوا في أثرهم أو على اثرهما- (البداية والنهاية :20/ 434 ، جامع بيان العلم وفضله لابن عبدالبر، حديث نمبر: 1810)

انسان کی سب سے زیادہ قریبی رفاقت شوہر و بیوی کی ہوتی ہے؛ اس لئے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات اللہ کی طرف سے منتخب کی ہوئی ہیں، اور منجانب اللہ حضور ﷺ کے رشتہ ازدواج کے لئے ان کے حق میں اللہ کا فیصلہ تھا۔

یہ تمام ہی ازواج فضل و تقوی، کردار کی طہارت و پاکیزگی اور اخلاقی کمالات کے اعتبار سے نمایاں تھیں لیکن ان میں بعض کو اللہ تعالی نے ذہانت و ذکاوت اور فہم دین کا خصوصی حصہ عطا فرمایا تھا تاکہ وہ اُمت کے لئے جلوت کی طرح رسول اللہ ﷺ کی خلوت کی تعلیمات کو بھی محفوظ کرسکیں اور پہنچاسکیں، ان میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام سرفہرست ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم قرآن کا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ اکابر صحابہ ان سے استفادہ کرتے تھے، روایت حدیث کے اعتبار سے ان کا شمارہ کثرت سے روایت کرنے والے صحابہ میں ہوتا ہے، اور دو ہزار دوسو دس (2210) حدیثیں ان سے مروی ہیں، اور فقہ اسلامی میں تو ان کا مقام بہت ہی بلند و بالا تھا، ان کے بھانجے عروہ بن زبیرؓ جو خود بڑے ذکی اور فہیم تھے، ان کا بیان ہے کہ میں نے فقہ میں ان سے بڑھ کر صاحب علم نہیں پایا، اور مشہور محدث امام ذہبیؒ کا بیان ہے کہ وہ خواتین اُمت میں سب سے بلند پایہ فقیہ تھیں: أفقه نساء الأمة على الاطلاق ۔

(سیر اعلام النبلاء :12/135)

حضرت عائشہؓ کم عمری میں آپ ﷺ کے نکاح میں آگئی تھیں صحیح قول یہ ہے کہ 6 سال کی عمر میں نکاح ہوا تھا اور 9 سال کی عمر میں رخصتی، اس پر بعض اسلام دشمن عناصر اعتراض کرتے ہیں کہ اتنی کم عمری میں کیسے ایک لڑکی کا نکاح کیا جاسکتا ہے؟ اور وہ بھی ایک ایسے مرد سے جن کی عمر ان سے بہت زیادہ ہو؛ لیکن یہ اعتراض بالکل بے معنی ہے، اس سلسلہ میں تین نکات پیش نظر رکھنا چاہئے: اول یہ کہ اس زمانہ میں عربوں کا عرف کیا تھا؟ دوسرے: ایک لڑکی کے نکاح سے اصلا اس لڑکی کا اور اس کے والدین کا تعلق ہوتا ہے، کیا اس نکاح پر ان حضرات کو کوئی اعتراض تھا؟ تیسرے: کیا دوسرے مذاہب میں بھی اس کی مثال ملتی ہے؟

جہاں تک پہلے نکتہ کی بات ہے تو عربوں میں کم عمر لڑکی کی شادی کا پہلے سے رواج پایا جاتا تھا، حضرت زبیر کی نومولود لڑکی سے اس کی پیدائش کے دن ہی حضرت قدامہ

بن مظعون نے اپنے لڑکے کا نکاح پڑھا دیا تھا(مرقاۃ المفاتیح:3/417)حضرت ام سلمیٰؓ کے صاحبزادے مسلمہ کا نکاح حضرت حمزہؓ کی نابالغ اور کم عمر کی لڑکی سے ہوا تھا (احکام القرآن:2/55)اور اہل علم نے لکھا ہے کہ بہت سے صحابہ نے اپنی نابالغ اور کم عمر لڑکیوں کا نکاح کر دیا تھا۔

''وزوج غير واحد من الصحابة ابنته الصغيرة''

(ترکمانی علی البیهقی:2/ 79،76)

اس عرف کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے نکاح کا مشورہ سب سے پہلے ایک قریشی خاتون حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے دیا تھا، اگر یہ بات معیوب ہوتی تو وہ کیسے اس کا مشورہ دیتیں، یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے جبیر بن مطعمؓ کے بیٹے سے منسوب ہو چکی تھیں؛لیکن حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابو بکر صدیق کے اسلام لانے اور اسلام کے پُرزور حامی اور داعی ہونے کی وجہ سے ان کی والدہ نے بعد میں اس رشتہ کو رد کر دیا، اگر یہ بات اس زمانہ کے عرف اور معمول کے خلاف ہوتی تو یہ رشتہ کیسے طے پاتا؟

دوسرے نکتہ پر غور کیا جائے تو اس رشتہ سے حضرت عائشہؓ کو بھی ناراضگی نہیں ہوئی؛ بلکہ وہ اس رشتہ پر فخر کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ کے والدین کو نہ اس رشتہ کے قبول کرنے کے وقت کوئی تامل ہوا نہ بعد میں ادنی درجہ کا پچھتاوا، اگر یہ رشتہ قابل اعتراض ہوتا بھی تو اس پر حضرت عائشہؓ اور ان کے والدین کو ناراض ہونا چاہئے تھا۔

تیسرے نکتہ پر غور کیجئے! کیا اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں کم سنی کی شادی نہیں ہوئی ہے؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی ہے؟ اس لئے حضرت مریمؑ کے کوئی شوہر نہیں تھے؛ لیکن عیسائی دنیا کا خیال ہے کہ ان کا نکاح

یوسف نجار سے ہوا، جب حضرت مریمؑ کی عمر 12 سال اور یوسف نجار کی عمر 90 سال تھی، اور ہندو مذہبی ماخذ کے مطابق جب رام جی کی شادی سیتا جی سے ہوئی تو رام جی کی عمر 12 سے 15 سال اور سیتا جی کی عمر صرف 6 سال کی تھی، غرض کہ دیگر مذاہب میں بھی شوہر و بیوی میں تفاوت اور لڑکی کی کم سنی میں شادی کا تصور موجود ہے۔ اس لئے یہ اعتراض جہالت و ناواقفیت پر مبنی ہے۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ محب عزیز ڈاکٹر محمد نعمان صاحب نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور بہت اطمینان بخش گفتگو کی ہے، جو ان شاء اللہ غلط فہمیوں کے ازالہ میں مفید و معاون ثابت ہوگی، میں نے اس کتاب کو متعدد مقامات سے دیکھا اور بڑی خوشی ہوئی، ماشاء اللہ انھوں نے محنت سے لکھا تقابل ادیان کو بھی سامنے رکھا ہے اللہ تعالی اسے قبول فرمائے اور مزید ایسی خدمت کی توفیق میسر ہو۔

27 شعبان المعظم 1446	خالد سیف اللہ رحمانی
26 فروری 2025ء	(خادم المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب قاسمی نقشبندی دامت برکاتہم

الحمد لله والسلام على سيدنا رسول الله وعلى اله وأصحابه ومن والاه۔

بیماری کی وجہ سے کسی طویل تحریر سے معذور ہوں۔

عزیزم نعمان مکی صاحب سلمہ اللہ المنان نے بہت محنت اور تحقیق کے بعد یہ کتاب لکھی ہے۔ جس کو پڑھ کر اس موضوع سے متعلق سارے وساوس ختم ہو جاتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے، مزید علمی اور تحقیقی کاموں کی توفیق عطا فرمائے

کتبہ:

سید محمد طلحہ قاسمی نقشبندی مجددی

خادم خانقاہ دارالاحسان بنگلور- و بھیونڈی

10/12/2025ء-6/جمادی الاخری 1446ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد عمر شفیق صاحب حجازی دامت برکاتہم
(سابق ریسرچر انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ)

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين ، وعلى آله وصحبه أجمعين- أما بعد

اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے جہاں اپنی کتاب آپ ﷺ کی ذات پر نازل فرمائی وہیں اس کی تشریح وتوضیح کے لیے آپ ﷺ کو نمونہ اور اسوہ بنا کر بھیجا ہے، گویا کہ شریعت کے تمام احکام کا دار ومدار آپ ﷺ کی ذات والا صفات پر ہے۔

اسی لیے اسلام کے دشمنوں نے ہمیشہ آپ ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا ہے کیونکہ آپ ہی کی ذات پر دین کی بنیاد ہے اگر آپ کی شخصیت مجروح و مشکوک ہوگئی تو دین کی پوری بنیاد منہدم ہوجائے گی اور لوگ اسلام سے متنفر ہوجائیں گے، چنانچہ اس کام کے لیے انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف حقائق کو مسخ کرکے چند نامعقول اعتراضات تراش لیے اور ان کو عوام میں پھیلانا شروع کردیا تاکہ ان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوجائیں اور پیغمبر اسلام سے وہ بدظن ہوجائیں اور اسلام سے دور ہوجائیں۔

انہی اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے چھ سال کی عمر میں نکاح کیا اور جب ان کی عمر نو سال ہوگئی تو رخصتی کرلی، اور وہ یہ جھوٹا

دعوی کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ ایک کمسن بچی کے ساتھ زیادتی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

اور اس طرح کی ہرزہ سرائی سن کر بعض سیدھے سادھے مسلمان حقائق سے ناواقفیت کی بناپر دھوکے میں پڑ جاتے ہیں اور شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر ان کا ایمان متزلزل ہونے لگتا ہے، بلکہ بعض تو ارتداد کا شکار ہو جاتے ہیں؛ جیسا کہ خود مصنف زید مجدہ نے اس طرح کے چند واقعات کا تذکرہ کیا ہے، حالانکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بہت سی لڑکیاں نو سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں اور شادی کے لائق ہو جاتی ہیں، بلکہ اس عمر میں شادیوں کا ماضی قریب تک عام رواج تھا اور دنیا کی مختلف تہذیبوں اور خطوں میں اور تاریخ کے مختلف زمانوں میں یہ ایک مسلمہ حقیقت تھی۔

اور مغرب کا حال یہ ہے کہ اسے کمسن لڑکے اور لڑکیوں کی شادی پر اعتراض ہے اور اس کے لیے باقاعدہ عمر کی حد طے کر دی گئی ہے، لیکن اس سے پہلے دونوں جو کچھ بھی کر گزریں وہ قابل اعتراض نہیں ہے، بلکہ ان کے یہاں کم سن بچوں کو اسکولوں میں باقاعدہ جنسی تعلیم دی جاتی ہے، لیکن حلال طریقے سے نکاح کرنے پر اعتراض ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

الحمد للہ علمائے اسلام ہر زمانے میں اس طرح کے فتنوں اور الزام تراشیوں کا پوری قوت کے ساتھ تعاقب اور قلع قمع کرتے رہے ہیں، ضرورت اس بات کی تھی کہ موجودہ دور کی نئی نسل کی نفسیات کو سامنے رکھ کر ان شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جائے اور ان کا سائنٹیفک طریقے سے تشفی بخش جواب دیا جائے، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے عزیز ساتھی ڈاکٹر محمد نعمان مکی حفظہ اللہ کو کہ انہوں نے یہ کام بحسن خوبی انجام دیا، اور بڑی جستجو کے ساتھ اس مسئلہ پر اٹھائے گئے تمام اشکالات اور اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لیا، اور اس موضوع پر لکھے گئے مقالات اور مضامین کا بغور مطالعہ کیا اور مستند اسلامی مآخذ کے

ساتھ دیگر مذاہب اور ثقافتوں کا بھی مطالعہ کیا اور مختلف تاریخی مصادر اور یونسکو اور دیگر ماہرین کی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا، اور پھر بڑی محنت و عرق ریزی کے ساتھ یہ خوبصورت گلدستہ سجایا ہے، جو کہ ان کے علمی اور تحقیقی ذوق کا شہ پارہ ہے۔

امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے اغیار کا اٹھایا ہوا گرد غبار کافور ہو جائے گا اور مضطرب دلوں کو سکون پہنچے گا۔

اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع پہنچائے، اور ان کو مزید علمی اور تحقیقی کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عمر شفیق حجازی جدۃ

تقریظ

مفتی ڈاکٹر یاسر ندیم الواجدی صاحب دامت برکاتہم

(مقیم حال امریکہ)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم أما بعد

دنیا نے جب سے لبرل اقدار کے سامنے سر جھکایا ہے تب سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد خاندانی معاشرتی اور تہذیبی روایات کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہے، لبرل نظام کے پروردہ افراد یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھ رہا ہے ہم اخلاقی اعتبار سے بہتر سے بہتر ہو رہے ہیں، اس نظریے کو پروگریسیو ازم کہا جاتا ہے۔ اس نظریے کے درست ہونے کی کوئی بھی منطقی یا عقلی دلیل لبرل نظام کے پاس نہیں ہے، وہ اہل مذاہب پر ڈوگما (بغیر دلیل کسی چیز کو ماننا) کا الزام لگاتے ہیں، لیکن اپنے اس نظریے کو بغیر کسی دلیل کے ہی تسلیم کرتے ہیں۔ پروگریسیوازم کے تحت لوگوں کو یہ باور کرایا گیا کہ نکاح کی کم سے کم عمر طے کرنے کا حق صنعت اور سرمایہ پرست حکومت کو ہے، معاشرے یا مذہب کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ جب لوگوں نے اس بات کو اپنا عقیدہ بنا لیا، تو انہیں کم عمر میں کیے جانے والے نکاح کی روایت (جو کہ قدیم معاشروں میں ایک متواتر روایت تھی) اخلاقی اعتبار سے غلط معلوم ہونے لگی۔ اس غیر فطری تصور کی بنیاد پر اسلام مخالفین نے رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کو بھی نشانہ بنایا۔

کچھ مسلم اسکالرز نے اس حملے کا جواب معذرت خواہانہ انداز میں دینے کی کوشش کی۔ بجائے اس کے کہ وہ یہ ثابت کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا سے نکاح جبکہ وہ چھ سال کی تھیں اور رخصتی جبکہ وہ نو سال کی تھیں ایک درست اور اخلاقی عمل تھا، وہ یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگے کہ حضرت عائشہ نکاح کے وقت 16 سال کی اور رخصتی کے وقت 19 سال کی تھیں۔

ڈاکٹر نعمان مکی صاحب کی یہ کتاب ان دونوں گوشوں پر سیر حاصل مواد پیش کرتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب ہر عالم دین کو پڑھنی چاہیے، سوشل میڈیا کے اس دور میں اسلام مخالفین کا سب سے آسان اعتراض حضرت عائشہؓ کی کم عمری کے نکاح کو لیکر ہی ہوتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء کے ساتھ ساتھ عوام الناس کو بھی اس اعتراض کا تحقیقی اور الزامی جواب دینا آتا ہو۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب جستہ جستہ دیکھی ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالی ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کی اس کتاب کو امت کے لیے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین

یاسر ندیم الواجدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سببِ تالیف

سن 2003 میں ہندوستان کے شہر میسور کے تبلیغی مرکز میں، داڑھی ٹوپی اور کرتہ پاجامہ میں ملبوس ایک سیدھے سادھے تبلیغی نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ پھر ہم دونوں ایک طرف کو ہو کر بیٹھ گئے۔

انہوں نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ میں بورے سلنے کا کام کرتا ہوں، میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، البتہ میری بہنیں پڑھی لکھی ہیں۔ ان میں جو میری بڑی بہن ہیں وہ شہر کی ایک معروف ڈایاگناسٹک سینٹر میں جاب کرتی ہیں، اچھی پوزیشن پر ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے متنفر ہورہی ہیں اور عیسائیت کی طرف راغب ہورہی ہیں۔ ان کا جو باس ہے وہ عیسائی ہے، شاید اسی کی طرف سے میری بہن کی ذہن سازی ہورہی ہے۔ ابھی تو وہ چرچ بھی جانے لگی ہیں اور عیسائی مبلغین کے ساتھ متحرک ہوگئی ہیں۔ اور اسلام کے خلاف عجیب عجیب باتیں بھی کرتی ہیں۔ اور اسی عیسائی سے شادی بھی کرنا چاہتی ہیں۔ یہ سن کر بندے کو کافی حیرت ہوئی اور افسوس بھی ہوا، لہذا ان سے دکھ کا اظہار کیا۔ پھر بندے نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ اپنی بہن کو سمجھاتے کیوں نہیں، اسے روکا کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک تو ہمارے والد صاحب زندہ نہیں رہے،

دوسرا ان کے انتقال کے بعد ہمارے رشتے داروں نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، اس کا اثر میری بہن کے دل و دماغ پر ہے۔ پھر اگلی بات یہ کہ میں اور میری والدہ پڑھے لکھے نہیں ہیں، اس کے بالمقابل وہ بہن ذہین اور پڑھی لکھی ہے۔ لہذا ہماری گفتگو کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا ہے۔ اور دوسری بات گھر کا اکثر خرچ، اور چھوٹی بہن کی پڑھائی کا خرچ وغیرہ سب وہی بہن اٹھاتی ہے، لہذا اس بنا پر بھی ہمارے گھر میں اس کا کنٹرول اور دبدبہ ہے۔ ہم کچھ نہیں کرسکتے ہیں۔

لہذا میں آپ کے پاس ایک درخواست لے کر آیا ہوں۔ مجھے کسی نے بتایا کہ آپ کی عیسائی مذہب پر کافی تحقیق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بہن سے بات کریں، شاید اس کے کچھ اشکالات دور ہو جائیں، اور ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام کی طرف واپس لوٹ آئے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری چھوٹی بہن کا دماغ بھی خراب نہ کردے۔

یہ دراصل بندے کی طالب علمی کا زمانہ تھا، جس وقت بندہ "آپریشن تھیٹر ٹیکنالوجی" کی تعلیم حاصل کررہا تھا۔ اس وقت میری عمر شاید انیس سال تھی۔ یہ وہ دور تھا جس میں بندہ انفرادی طور پر، ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ کررہا تھا، اور بالخصوص عیسائیت پر انگریزی میں کافی مطالعہ تھا۔ شیخ احمد دیدات صاحب نور اللہ مرقدہ کی انگریزی کی ساری تصانیف پڑھ ڈالی تھیں، اور اس میں سے کافی کچھ یاد کر لیا تھا، یہاں تک کہ ان کی کتاب "What the Bible says about Prophet Muhammad PBUH" تقریباً حفظ یاد تھی۔ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف تصنیف "اظہار الحق"، جس کا اردو ترجمہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے کیا ہے، وہ بھی زیر مطالعہ تھی۔ لہٰذا دوران تعلیم ہاسپٹل میں، انسٹی ٹیوٹ میں اور اسفار وغیرہ کے موقع پر بندہ عیسائیوں کو دعوت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

بندے نے اس بھائی سے کہا کہ پہلے ہم اپنے بڑوں سے مشورہ کرتے ہیں، پھر کچھ ترتیب بناتے ہیں۔ پھر ہم نے شہر کے کچھ سنجیدہ اور صاحب فہم حضرات سے مشورہ کیا اور ساری تفصیلات ان کے سامنے رکھیں، تو کچھ غور و خوض کے بعد ان حضرات نے بندے کو ان کے گھر جانے اور ان کی بہن سے بات کرنے کی اجازت دے دی۔ میرے ساتھ ایک شادی شدہ ساتھی کو بھی طے کیا کہ وہ بھی میرے ساتھ جائیں۔ بندے نے پہلے نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی، اور ساتھ ساتھ اس لڑکی کے لیے بھی ہدایت کی دعا کی۔

اس بھائی سے ان کے گھر کا پتا پوچھ کر اگلے دن فجر کی نماز کے بعد، بندہ اپنے طے شدہ ساتھی کے ساتھ ان کے گھر کے قریب پہنچ کر ان کو کال کیا۔ وہ بھائی گھر سے باہر آئے، پھر ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اندر کون کون جائے، جو میرے ساتھ تبلیغی ساتھی تھے انہوں نے کہا کہ میں باہر ہی بیٹھتا ہوں اور ذکر میں لگا رہتا ہوں۔ صرف آپ ان کے ساتھ گھر کے اندر جائیں۔ اس بھائی نے اپنی بہنوں کو پہلے ہی سے میرے آنے کی اطلاع دے رکھی تھی۔

بہر حال بندہ اس بھائی کے ساتھ گھر کے اندر چلا گیا۔ سیدھا سادھا پرانے طرز کا مکان تھا۔ کچھ پرانی کرسیاں رکھی ہوئیں تھیں۔ بندہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ پہلے ان کی والدہ سے سلام دعا ہوئی، انہوں نے پینے کے لیے پانی اور کافی وغیرہ پیش کیا۔ کچھ دیر کے بعد ان کی وہ بڑی بہن بھی آ گئیں، اور سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئیں۔ وہ مجھ سے عمر میں بڑی تھیں۔ ان سے انگریزی میں کچھ رسمی گفتگو اور تعارف وغیرہ ہوا۔ جاب کرنے کی وجہ سے وہ لڑکی کافی پُر اعتماد تھی اور گفتگو وغیرہ میں کوئی جھجک نہیں تھی۔

پھر انگریزی میں ہی ہماری گفت و شنید شروع ہوئی، اس دوران ان کا بھائی اور ان کی والدہ بھی موجود تھیں، اتنے میں ان کی چھوٹی بہن جو اس وقت کالج میں پڑھتی تھی وہ

بھی گفتگو سننے کے لیے پیچھے ایک کونے میں آکر بیٹھ گئی۔

بندے نے اس لڑکی سے ان کی عیسائیت میں دلچسپی کے متعلق معلوم کیا، اور اس دلچسپی کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کی۔ توحید اور رسالت پر کافی باتیں ہوئیں۔ اسلام کی حقانیت اور اہمیت پر بات ہوئی۔ پھر عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور ان کے درمیان اختلافات، بالخصوص قرآن کے مقابلے میں بائیبل کے مختلف نسخوں کے مابین تضاد اور اس میں تحریفات پر بات ہوئی۔ خاص طور پر یہ بات کہ در حقیقت موجودہ دور میں مسلمان، عیسائیوں سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے قریب ہیں۔

اس طرح سوالات اور جوابات کا سلسلہ جاری تھا۔ اس لڑکی کے ہر سوال کا الحمدللہ بندے نے جواب دیا۔ اس طرح تقریباً تین گھنٹے تک ہماری گفتگو چلتی رہی۔ بندے نے قرآن کے ساتھ ساتھ بائبل کی کئی آیتوں کو ان کے حوالاجات کے ساتھ پیش کیا۔ بائبل میں موجود آپ ﷺ کی آمد کی پیشین گوئیوں کو پیش کیا۔ بالآخر بائبل اور عیسائیت کے متعلق بندے کی معلومات پر اس نے کچھ تعریفی کلمات بھی کہے لیکن شاید وہ عیسائیت کے دلدل میں کافی اندر تک پھنس چکی تھی۔ لہذا اوپر ذکر کردہ عنوانات پر جب وہ لاجواب ہوتی رہی، اور ان پر بات کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں بچا تو اس لڑکی نے آخر میں جو عنوان اٹھایا وہ بندے کے لیے نیا تھا اور بندہ اس کے لیے بالکل تیار نہیں تھا۔

اس لڑکی نے کہا؛ تمہیں پتہ ہے محمد ﷺ کی کتنی بیویاں تھیں۔؟ میں نے کہاہاں۔

اس نے کہا اتنی شادیاں کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔؟ پھر اس نے کہا تمہیں پتہ ہے جب انہوں نے حضرت عائشہؓ سے شادی کی تو اس وقت ان کی عمر کیا تھی؟ اتنی بڑی عمر میں اتنی کم سن لڑکی سے شادی کرنے کا کیا مقصد تھا۔؟

کچھ دیر کے لیے میرے اوپر سکتہ طاری ہو گیا، مگر میں نے اپنے جذبات کو

سنبھالتے ہوئے جواب دیا: اس لیے کیا تھا، تاکہ نبوت کی تعلیمات سکھائی جا سکیں، اور لوگوں تک ان علوم کو پہنچایا جا سکے۔ میرے اس جواب پر اس لڑکی نے عجیب سی ناراضگی اور بیزارگی والا چہرہ بنا کر کہا کیا شادی کے بغیر تعلیمات نہیں دی جا سکتی تھیں۔؟

بندہ ان سوالات کے لیے تیار نہیں تھا، اور نہ ہی اس عنوان پر کوئی مطالعہ تھا۔ اور بغیر علم کے کوئی غیر معقول جواب بھی دینا نہیں چاہ رہا تھا۔

اس لڑکی کی باتوں سے ایسا لگ رہا تھا کہ گویا اسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کم سنی میں نکاح کو لے کر کافی غصہ اور اعتراضات ہیں۔ اور اس کے انداز گفتگو سے محسوس ہو رہا تھا کہ عیسائی مشنریوں نے بڑے موثر طریقے سے اس کے دماغ میں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کو لے کر حضرت محمد ﷺ کے خلاف کافی زہر بھرا ہوا تھا، جس نے اس کے دل و دماغ کو پراگندہ کر دیا تھا۔ وہ حضرت محمد صلی االلہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے بدگمان ہو گئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ گویا وہ اس نکاح کے خلاف بہت کچھ کہنا چاہ رہی تھی، اور دل کی بھڑاس نکالنا چاہ رہی تھی، لیکن شاید میرا غیر شادی شدہ لڑکا ہونا، اور اس کے گھر والوں کا موجود ہونا اس کے لیے مانع بنا ہوا تھا۔

بہر حال بندے نے اس سے کہا کہ وہ جلدی نہ کرے؛ بلکہ مزید تحقیق کرے اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرتی رہے۔ لیکن اس کے حرکات و سکنات اور چہرے کے اتار چڑھاؤ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ مزید کچھ سوچنا نہیں چاہتی ہے، گویا وہ سب کچھ طے کر چکی ہے، اور اس میں بہت دور نکل چکی ہے۔ اس نے آخر میں کہا میں نے عیسائی مذہب میں خدا کو پا لیا ہے۔ لہذا مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بالآخر ہماری یہ گفتگو بغیر کسی حتمی نتیجے کے اختتام پذیر ہو گئی۔ اور ہم معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے، استغفار کرتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد اس بھائی نے بتایا کہ دراصل یہ میری بہن سب سے زیادہ حضرت عائشہؓ والے عنوان پر بات

کرتی ہے، اسی کو لے کر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی ہے، میرا اس سے اس بات پر کئی مرتبہ جھگڑا ہو چکا ہے۔

پھر ایک عرصے کے بعد پتہ چلا کہ اس لڑکی نے ایک عیسائی سے شادی کرلی، اور اس سے بھی دکھ کی بات یہ تھی کہ اس نے اپنی چھوٹی بہن کو بھی عیسائی بنا دیا۔ اور اس ارتداد کی وجوہات میں ایک اہم وجہ عیسائی مشنریوں کی طرف سے حضرت عائشہؓ کے نکاح کو غلط رنگ سے پیش کرنا، اور ہمارا اس کو صحیح طریقے سے دفاع نہ کرنا تھا۔

اس "سبب تالیف" کو لکھنے کے دوران بھی راقم الحروف نے اس بھائی سے رابطہ کیا اور احوال پوچھے، تو انہوں نے بتایا کہ اس وقت ان کی بہنیں عیسائیت کی مبلغہ ہیں۔ ان کے شوہر اور بچے سب عیسائی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پھر انہوں نے بتایا کہ چند دن پہلے میں نے اپنے بھانجوں سے پوچھا، جو کہ اس وقت کافی بڑے ہو گئے ہیں، کہ تم چرچ میں جہاں جاتے ہو، وہاں کیا گفتگو ہوتی ہے۔ تو ان بچوں نے بتایا کہ اسلام کے خلاف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں ہوتی ہیں، خصوصاً وہاں کا پادری حضرت عائشہؓ سے شادی کے متعلق گفتگو ضرور کرتا ہے، کہ کس طرح مسلمانوں کے پیغمبر نے ایک چھ سال کی بچی سے شادی کی اور نو سال کی عمر میں رخصتی کرائی۔ پھر ان بچوں نے یہ بھی بتایا کہ چند دن قبل اسی چرچ میں کورگ کرناٹک سے تعلق رکھنے والا ایک مسلمان عیسائی بنا، تو اس نے بھی اپنی تبدیلئ مذہب کا یہی سبب بتایا۔

بہر حال ارتداد کے اس واقعے نے دل و دماغ پر ایک گہرا اثر چھوڑا اور اس موضوع پر کام کرنے کی ایک تڑپ دل میں پیدا ہوئی۔ پھر مئی 2017 میں اس عنوان پر سب سے پہلے قلم اٹھایا اور اللہ کی توفیق سے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "ام المومنین حضرت عائشہ سے آپ ﷺ کے نکاح کو لے کر کیے جانے والے اعتراضات کا مدلل جواب"۔ اس مضمون پر استاذ محترم متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن

صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے پذیرائی اور ہمت افزائی ہوئی، تو بندے کو کافی حوصلہ ملا۔ پھر اس کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا، پھر ہندی اور کنڑ زبان میں ترجمہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مضمون کافی مقبول ہوا اور سوشل میڈیا پر خوب وائرل بھی ہوا۔ اور متعدد علماء کرام نے اس عنوان پر اپنی اپنی تحریروں میں بندے کی تحریر سے اقتباسات نقل فرمائے۔ اور الحمد للہ آج بھی یہ مضمون مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے ویب سائٹس پر موجود ہے۔ اس عنوان کی اہمیت، حساسیت اور ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر تفصیلی کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ دنیا بھر میں، خصوصاً برصغیر میں، بہت سے تعلیمی ادارے اسلامی تعلیم کے لئے مختص ہیں اور ان کے ISLAMIC INSTITUTE کے پُر کشش لیبل سے ہر عام و خاص کو دھوکہ لگ جاتا ہے، جبکہ یہ مراکز دشمنانِ اسلام کے قائم کردہ ہوتے ہیں اور ایک خاص پروپیگنڈہ کے تحت ان کو چلایا جاتا ہے۔ ان مراکز کا مقصد اسلام کے بنیادی اصولوں پر شکوک و شبہات کا پیدا کرنا اور مستشرقین کے پیش کردہ اسلامی تصویر کو عام کرنا اور ان کو منظم طریقے پر پھیلانا ہے۔

اسی عنوان سے متعلق مزید ایک مختصر کارگزاری ملاحظہ فرمائیں جس سے باطل کی محنت کا اندازہ ہوگا۔ ماضی قریب میں یعنی سن 2023ء میں جب بندہ ہندوستان میں چھٹی پر تھا، تو ایک نوجوان ملاقات کے لیے گھر تشریف لائے، وہ غالباً سافٹ ویئر انجینئر ہیں۔ انہوں نے ایک کارگزاری سنائی، جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

وہ فرماتے ہیں کہ لنکیڈن نامی ایک مشہور پروفیشنل ویب سائٹ پر، ان کی پروفائل اور اسلامی طرز کے پیغامات کو دیکھ کر، ایک گجراتی مسلمان لڑکی نے ان کو میسیج کیا، وہ کسی انجینیرنگ کالج میں پڑھتی تھی، اس نے کہا میں مسلمان ہوں لیکن اسلام کے تعلق سے میرے کچھ اشکالات ہیں۔ کیا آپ میرے ڈاؤٹس کلیر کر سکتے ہیں؟ اس پر

انہوں نے اس لڑکی کو اپنے اشکالات بھیجنے کو کہا۔ اس نے ان کو جو چند اشکالات بھیجے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یہ بتائیں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ نے اپنی عمر کے اس حصے میں رہتے ہوئے ایک کم عمر لڑکی حضرت عائشہ ؓ سے شادی کیوں کی تھی؟

قارئین آپ اندازہ لگائیں کہ باطل کس طرح اپنی قوم کی بچیوں کے دلوں میں اس عنوان کو بنیاد بنا کر ایمان کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ وہ انجینئر صاحب فرماتے ہیں کہ اس لڑکی کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی غیر مسلم باقاعدہ اس سے رابطے میں ہے اور یہ سوالات پوچھ رہا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس لڑکی کو ان اشکالات کے جوابات بھیجے، اور حضرت عائشہ والے سوال پر انہوں نے بندے کی انگریزی والی تحریر بھیجی۔ ان سب کو پڑھ کر اس لڑکی نے ان کو واپس شکریہ کا میسیج بھیجا کہ کافی حد تک اس کا دل صاف ہوا ہے اور اس کو ان جوابات سے تشفی ہوئی ہے۔

بہر حال یہ سارے واقعات تو سامنے تھے ہی، پھر اس کے ساتھ ساتھ انڈیا میں ماضی قریب میں، نبی ﷺ کی شان میں ہونے والی پے در پے گستاخیاں بھی سامنے آئیں، جن کے پیچھے کہیں نہ کہیں اسی نکاح کو موضوع تنقید بنایا گیا تھا۔ لہذا اس عنوان پر مزید تفصیلی اور موثر کام کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ایک ایسا کام جس کی بنیاد جذباتیات پر نہ ہو بلکہ پراکٹیکل اور حقائق پر مبنی ہو۔ ایسا جواب ہو، جو موجودہ دور کی نئی نسل کی نفسیات کو سامنے رکھ کر دیا جائے۔ عالم عیسائیت کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے غیر مسلموں کی سوچ اور نفسیات کو بھی مد نظر رکھا جائے، پھر اس کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

الحمدللہ جب اس عنوان پر مزید مطالعہ اور تحقیقی کام کی شروعات ہوئی، تو ایک

بات جو کھل کر سامنے آئی وہ یہ کہ اس طرح کا نکاح تاریخ میں کوئی انوکھا نہیں ہے، بلکہ اس طرح کی شادیاں تاریخ میں عام تھیں اور تقریباً ہر مذہب کے لوگوں نے کی ہیں۔ اس کی سینکڑوں مثالیں ان کی مذہبی کتابوں اور تاریخی حوالوں میں موجود ہیں۔ بالآخر اس کتاب کو تحریر کرنے کی خاطر، اس عنوان پر جو کچھ مواد حاصل کرنا ممکن ہو سکا، ان سب کو تلاش کیا اور اس کا مطالعہ کیا۔ اپنوں کا کام بھی دیکھا اور غیروں کے اعتراضات کو بھی پڑھا۔ مشرقی اور مغربی مصنفوں کی کتابوں کو کھنگالا، بر صغیر کے معتبر دارالافتاء کے فتاوی جات اور ساتھ میں علماء عرب کے جوابات بھی دیکھے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ جن جن مسلم محققین نے کم عمری میں نکاح والی روایات کو غلط قرار دیا ہے ان کی تحقیقات کو بھی دیکھا، اور جن علماء نے اس کا رد کیا ہے اس کا بھی مطالعہ کیا۔ غرض مذہبی کتابیں، تاریخی مصادر، یونیسکو کی تحقیق، نفسیاتی مسائل، ویکیپیڈیا، نیوز پورٹلز، اور اس عنوان پر موجود یوٹیوب ویڈیوز اور ان ویڈوز کے کمینٹ سیکشن میں کیے جانے والے اعتراضات، کوراویب سائٹ کے تبصرے اور جدید ٹیکنالوجی جیسے آرٹیفیشل انٹیلیجنس (مصنوعی ذہانت) وغیرہ، ان سب کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو قلمبند کیا ہے، اللہ کی توفیق سے۔

اس کتاب کی ایک اہم بات، اس میں پیش کردہ معروف مذہبی اور تاریخی شخصیات کی شادیوں کی مثالیں ہیں۔ جن میں مغربی دنیا کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی معروف شخصیات کے نام بھی شامل ہیں۔

ایک سو سے زائد مثالیں ایسی ہیں کہ جن میں ایسی کم سن دلہنوں کا ذکر ہے جن کی شادیاں معروف شخصیات سے ہوئی ہیں۔ اور اس کے علاوہ چالیس سے زیادہ مثالیں ایسی شادیوں کی ہیں جن میں دولہا اور دلہن کی عمروں کے درمیان کافی فرق پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی معترض ایسا ہو جو پوری کتاب نہ پڑھ سکتا ہو، اور سارے جوابات اور دلائل نہ دیکھ سکتا ہو، تو اس سے کہا جائے کہ وہ بس ان مثالوں کو پڑھ لے، اور ان کو گوگل پر چیک کر کے

اچھے سے اطمینان کرلے اور یہ جان لے کہ اس طرح کی شادیاں تاریخ میں کتنی عام تھیں، کہ ہزاروں سال تک لوگ اس پر عمل پیرا رہے ہیں اور کوئی اس کو معیوب نہیں سمجھتا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ اگر کوئی معترض صرف مثالیں ہی پڑھ لے گا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس کے دل میں بھڑکائے گئے شولے ماند پڑ جائیں گے۔ اور اگر پوری کتاب پڑھ لے گا تو اس کے سارے ہی اشکالات ختم ہو جائیں گے، ان شاء اللہ۔

کتاب کی اس ترتیب کو دیکھ کر ہمارے بعض احباب کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ دین کے کسی معاملے کو حل کرنے کے لئے یہودی اور عیسائی پادریوں اور بادشاہوں کی مثالیں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ یا کسی بھی غیر مسلم کے قول اور فعل سے استدلال کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کتاب میں جو ہم نے متعدد جگہ **معروف** غیر مسلم شخصیات کی مثالیں پیش کی ہیں، اس سے دنیا کو یہ پیغام دینا مقصود ہے، کہ اس طرح کم سنی میں نکاح کرنا تاریخ میں اور قدیم معاشروں میں کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں تھی؛ بلکہ اس کا عام رواج تھا، صرف عربوں میں ہی نہیں؛ بلکہ یہ دنیا کے مختلف تہذیب اور تمدن کا حصہ رہا ہے۔ اسی کے ضمن میں عیسائی اور یہودی حکمرانوں اور پادریوں اور اسی طرح ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی مثالیں، مع ان کی مذہبی کتابوں اور تاریخی حوالوں کے پیش کیے ہیں، تاکہ غیر مسلم معترضین کو یہ احساس ہو کہ اس طرح کے نکاح کے واقعات تو ان کی اپنی تاریخ اور ان کی مذہبی کتابوں کے لحاظ سے بھی قابل مذمت نہیں ہیں؛ لہذا ان کا نبی ﷺ کی پاک ذات پر اعتراض کرنا بے بنیاد ہے، جس کی لپیٹ میں ان کے اپنے معزز اور مذہبی شخصیات بھی آسکتی ہیں۔ کسی کو سمجھانے کے لئے یہ طریقہ کار اختیار کرنا یہ تو اسلوبِ قرآنی ہے۔ چنانچہ قرآن میں کئی مثالیں اس کی موجود ہیں۔ مثلاً مشرکینِ مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے، جبکہ خود بیٹوں کو پسند کرتے تھے یہاں تک کہ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، اِس پر اللہ فرماتا ہے

"فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ " (الصافات 149)

(پس پوچھیں ان سے، کیا تیرے رب کے لئے بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے؟)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ وہ مثالیں غیر مسلم معترضین کو جواب دینے کے لیے ان کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کی گئی ہیں، نہ کہ سیرت کی کسی بات کو ثابت کرنے کے لیے اور نہ ہی بطور دلیل کے۔

اس کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ حضرت عائشہ سے نکاح پر کیے جانے والے حتی الامکان سارے ہی اعتراضات کے بنیادی جوابات پیش کر دیے جائیں۔ اور ساتھ ساتھ جن 'نام نہاد مسلم محققین' نے ان روایات کو غلط قرار دیا ہے، اس کے پیچھے کی نفسیات اور اس کا رد بھی پیش کر دیا جائے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے ہمیں یہ امید ہے کہ، یہ کتاب اُردو میں اس عنوان پر ایک جامع کتاب ثابت ہو گی، ان شاء اللہ۔

اس کام کی تکمیل میں ہمارے بڑوں کی دعائیں اور توجہات شامل رہیں، خصوصاً استاد محترم متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ استنبول ترکیہ، شیخ محترم مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد طلحہ صاحب نقشبندی دامت برکاتہم بھیونڈی انڈیا، اور استاد محترم مفتی محمد عمر شفیق حجازی حفظہ اللہ، سابق ریسرچر انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ سعودی عرب وغیرہ۔ بندہ ان سب حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

ان حضرات کے علاوہ بھی ہمارے جن معزز اکابر علمائے کرام نے تقاریظ اور کلماتِ تائید اور تبریک سے نوازا ہے، بالخصوص نمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر یاسر ندیم الواجدی صاحب دامت برکاتہم وغیرہ حضرات کا بندہ تہہ دل سے ممنون و مشکور ہے۔ یہاں ایک بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ جب بندے

نے اپنی کتاب تقریظ کے لیے متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بھیجی تو حضرت کی ذرہ نوازی کہ چار یا پانچ گھنٹوں کے اندر اندر ہی حضرت نے نہ صرف یہ کہ تقریظ لکھ کر بھیجی، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اغلاط کی نشاندہی، اور کتاب میں موجود بعض روایات کی تخریج کے ساتھ ساتھ کتاب کا نام بھی تجویز کر کے بھیج دیا۔ لہذا حضرت ہی کے تجویز کردہ نام پر یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ بندہ متکلم اسلام دامت برکاتہم العالیہ کا اس ذرہ نوازی پر شکریہ ادا کرتا ہے۔

اس کے علاوہ بندہ، محترم مولانا ڈاکٹر نعمان خان صاحب مکہ مکرمہ (خلیفہ مجاز متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم) کا خصوصیت سے اور دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنہوں نے آخر میں اس کتاب کی تصحیح اور ترتیب کو بدلنے میں، اور بعض حوالاجات کو تلاش کرنے میں کافی مخلصانہ محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ اور میرے برادر محترم قاری محمد لقمان صاحب مفتاحی قاسمی میسوری حفظہ اللہ (استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور) کا بھی ممنون و مشکور ہے جنہوں نے اس کتاب کو شائع کرنے میں کافی مدد فرمائی۔ اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے والد محترم حضرت مولانا حافظ محمد فضل الرحمن صاحب رشادی میسوری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ پر اپنی خصوصی رحمتوں کا نزول فرمائے کہ یہ آپ ہی کی دعاؤں اور نیکیوں کا ثمرہ ہے کہ جو ہمیں ان کاموں کی توفیق ملتی ہے، ورنہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ"۔ ان شاء اللہ عنقریب اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا جائے گا۔

جزاکم اللہ خیرا
احقر محمد نعمان مکی
کنگ عبد اللہ میڈیکل سٹی مکہ مکرمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا

اعتراضات وجوابات

الحمدُ للهِ ربّ العالمين والصَّلاةُ والسَّلامُ على سَيِّدِ الأنبياءِ والـمُرسَلين و عَلى اٰله وصَحْبِهِ أجـمعينَ ، أمّا بعدُ:

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کم عمری میں نکاح، یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر تقریبا ایک ہزار سال تک کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ تاریخی اعتبار سے اس نکاح پر نہ مشرکین مکہ نے کبھی کوئی اعتراض کیا، نہ مخالفین عرب نے اس پر اشکال کیا، نہ ہی اُس زمانے کے یہود و نصاریٰ نے کبھی اس کو غلط رنگ سے پیش کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ ماضی قریب تک۔ آخر ایسا کیوں ہے۔؟ کیونکہ ان میں سے کسی کے بھی نزدیک یہ کوئی انوکھی یا قابل اشکال بات نہیں تھی کہ جس کو غلط کہہ کر پیش کیا جاسکتا تھا۔

سب سے پہلا اشکال کب اور کس نے کیا؟

بنیادی طور پر اس موضوع پر دو قسم کے اشکالات ہوئے، ایک میں اس موضوع کو لے کر استہزاء اور گستاخ آمیز لہجہ استعمال گیا، اور دوسرے میں کچھ لوگوں نے سرے

سے اس تاریخی واقعہ کا ہی انکار کر دیا! آیئے تاریخ کی روشنی میں دیکھتے ہیں دونوں میں پہل کس نے کی!

تاریخی دستاویزات کے مطابق اطالوی پادری لوڈووِکو ماراکی (LODOVICO MARACCI)، مبینہ طور پر وہ پہلا شخص تھا جس نے 1698 میں پیغمبرِ اسلام رحمۃ للعالمین محمد ﷺ کے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کو لے کر کیچڑ اُچھالنے کی ناکام کوشش کی تھی، جو اس نے یمنی شاعر اور ادیب ابونصر محمد بن عبدالرحمٰن الھمدانی کی کتاب 'السبعیات' میں مذکور ایک من گھڑت اور بے سند روایت کو لے کر کیا تھا۔ اس نے 1698 میں پاڈوا میں 'ویٹا محومیٹی' (Vita Mahumeti) کے نام سے لاتینی زبان میں قرآن کا ترجمہ (ALCORANUS) اور اس کے ساتھ ایک رسالہ قرآن کے رد میں (PRODROMUS) لکھا تھا جس کے صفحہ نمبر 23 پر اس نے سب سے پہلی گستاخی کی تھی۔

اس سے قطع نظر کہ اس نے ایک من گھڑت روایت کا سہارا لیا تھا، اس بدبخت نے عربی متن کا صحیح ترجمہ بھی نہیں کیا تھا۔ بہر حال یہ مستند تاریخ میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے اس نکاح کو استہزاء کا رنگ دیا۔ اس کے بعد 'سیمون اوکلے' (SIMON OCKLEY) نے 1708 میں 'ماراکی' کے ان عبارات کو نہ صرف دوبارہ نقل کیا بلکہ نقل کرنے سے پہلے پیغمبرِ اسلام محمد عربی ﷺ کے خلاف اپنا بغض بھی ظاہر کیا تھا۔

اِن دو بدبختوں کے بعد پھر 1905 میں ڈی ایس مارگولیتھ (D. S. Margoliouth (d. 1940)) نے اس شادی کا ذکر توہین آمیز انداز میں کیا اور وہ بھی ایک جملہ معترضہ کے طور پر، جس کا اصل مقصد رسول اللہ ﷺ کی غزوہ بدر کے بعد غریبی کے حالات کو اجاگر کرنا تھا۔ نہ کہ کم عمری میں نکاح پر اعتراض کرنا تھا۔ وہ لکھتا ہے:

"How parsimonious the Prophet was compelled to be is shown by the fact that when, seven months after his arrival, he married Ayeshah, there was no wedding feast. Since her father, the faithful Abu Bakr, provided the bridegroom with the indispensable gift to the bride, perhaps this ill-assorted union (for as such we must characterise the marriage of a man of fifty-three to a child of nine, dragged from her swing and her toys) was accelerated by the desire to obtain some ready money."

Reference : (Margoliouth, D. S., Mohammed and the Rise of Islam, (London: G. P. Putnam's Sons, 1905) 234-235; this was highlighted by Dr. Jonathan Brown as well. See, Brown, Jonathan, Misquoting Muhammad, (London: OneWorld Publications, 2014) 144; Dr. Brown also discusses (p. 291-293) the account of the marriage given by Lodovico Maracci (d. 1700) and Simon Ockley (d. 1720)).

ترجمہ: پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کس قدر کفایت شعار تھے، اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ مدینہ آنے کے 7 ماہ بعد جب ان کی شادی حضرت عائشہؓ سے ہوئی تو ولیمہ نہیں کیا۔ چونکہ ان کے والد، ابو بکر صدیقؓ نے دولہا کو دلہن کے لئے حق مہر دیا تھا، شاید یہ بے جوڑ اتحاد (اس طرح ہمیں اس 53 سال کے آدمی کی 9 سال کی لڑکی سے، جسے جھولے اور کھلونوں میں سے اٹھا کر شادی، کی تصویر کشی کرنی ہو گی) اس لئے جلدی جلدی کیا گیا تاکہ کچھ پیسے فوراً حاصل ہو جائیں۔(نقل کفر، کفر نہ باشد)۔

آپ حیران ہوں گے کہ ان تینون بد بختوں کے علاوہ دوسرے مستشرقین میں سے کسی نے بھی یہ مسئلہ نہیں اٹھایا، اور نا ہی اس نکاح کو خلاف عادت یا قابل اشکال سمجھا۔ اس کے بر عکس وہ لکھتے ہیں کہ

“According to the ideas of the times, the age nine was seemingly not too young for marriage.”

(Some of them actually were able to make sense of it. See, McDonald, M.V., The History of al-Tabari, Volume VII – The Foundation of the Community, (Albany, State University of New York Press, 1987) xviii (Translator's Foreword);
also Turner, C., Islam: the Basics, (New York: Routledge, 2006) 34-35))

ترجمہ: اس دور کے نظریات کے مطابق، نو سال کی عمر بظاہر شادی کے لیے کم نہیں سمجھی جاتی تھی۔

اس کے برخلاف میڈیا اور سوشل میڈیا کے اس پر فتن دور میں، گزشتہ چند سالوں سے اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے واقعات کے درمیان یہ یقیناً اسلام پر تنقید کا ایک اہم موضوع بن چکا ہے۔ اس وقت دشمنان اسلام کی طرف سے جس واقعے کو سبب بنا کر سب سے زیادہ رسالت مآب ﷺ کی شان اَقدس میں گستاخی کی جارہی ہے، وہ آپ ﷺ کے اس نکاح کو لے کر ہے، جو امی جان حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ان کی کم عمری میں ہوا تھا۔

ابتداءً مغربی میڈیا نے حضرت عائشہ کے نکاح کو، موجودہ زمانے کے حالات زندگی اور قانونی اصول وضوابط کے پیمانے پر ناپتے ہوئے، ایک غلط رنگ دینے کی شروعات کی تھی، تاکہ عوام کے دلوں میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے متعلق بدگمانی پیدا کی جاسکے۔ پھر وہاں سے یہ زہر ہندوستان منتقل ہوا۔

اس وقت خصوصاً ہمارے ملک ہندوستان میں وقتاً فوقتاً اسی عنوان کے تحت حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا ایک سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ ایک طرف سوشل میڈیا پلاٹ فارمز جیسے ٹویٹر اور فیس بک وغیرہ کے کمنٹ سیکشن میں ایک مخصوص گروپ کی طرف سے مسلسل اور جگہ جگہ انتہائی گھٹیا اور نازیبا کمنٹس کا سلسلہ جاری ہے۔ دوسری طرف سیاسی مفادات کی خاطر بڑے میڈیا پلاٹ فارمز سے قصداً

اس کو عنوان بنا کر مسلمانان ہند کے جذبات کو مجروح کرنے اور ان کو مشتعل کرنے کی مستقل کوششیں جاری ہیں۔

مسلمان چونکہ اپنی جانوں سے زیادہ اپنے نبی حضرت محمد مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے محبت کرتے ہیں، تو ظاہر سی بات ہے کہ ان گستاخانہ باتوں کو سن کر بہت زیادہ مشتعل، جذباتی اور پریشان ہو جاتے ہیں اور شان اقدس میں ہونے والی گستاخی کو برداشت نہیں کر پاتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ کہیں نا کہیں اس اعتراض پر اپنے آپ کو لاجواب محسوس کرتے نظر آتے ہیں، یہاں تک کہ بعض مسلمان نوجوان خود تعجب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے امی عائشہ سے اتنی کم عمری میں نکاح کیوں کیا تھا۔؟

اس کتاب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نکاح کو لے کر کیے جانے والے اشکالات اور اعتراضات کا علمی، تحقیقی، منطقی، تاریخی اور سائنسی نقطہ نظر سے جائزہ لے کر ان اعتراضات کے اطمینان بخش جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان شاء اللہ اس کو پڑھنے کے بعد آپ کے سارے اشکال دور ہو جائیں گے، اور آپ خود اپنے مسلم اور غیر مسلم بھائیوں کی غلط فہمی کو دور کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے اس کو کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھیں؛ تاکہ پوری زندگی آپ کو اس عنوان کے متعلق تذبذب میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔

کیا ام المومنین حضرت عائشہ کا نکاح حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ کم سنی میں ہوا تھا؟

جواب: صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہ کا نکاح ان کی چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی کے وقت ان کی عمر شریف نو برس تھی۔
(رواه البخاري :3894 ومسلم :1422)

یہ ساری روایات صحیح ہیں ان کی صحت پر کلام نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے بعض مسلمان، معترضین اور حالات سے متاثر ہو کر ان روایات ہی کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ کی عمر مبارک نکاح کے وقت چھ نہیں؛ بلکہ سولہ سال تھی اور رخصتی کے وقت نو نہیں؛ بلکہ انیس سال تھی، حالاں کہ ان حضرات کی یہ تحقیق صحیح نہیں ہے۔ دراصل اس انکار کے پیچھے نفسیات یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم اسلام کا دفاع کر رہے ہیں۔ تاریخ انسانیت میں عمومی طور پر لڑکیوں کے لیے شادی کی عمر کیا سے کیا رہی ہے، اس علم سے ناواقفیت کی بنیاد پر وہ خود بھی اس طرح کم عمری میں نکاح کو غلط، خلاف عادت یا معیوب سمجھتے ہیں، لہذا انہوں نے دوسری چند تاریخی روایات کا سہارا لے کر ان متفق علیہ روایات ہی کو غلط کہہ دیا ہے، تاکہ اشکال ہی ختم ہو جائے۔ لیکن ظاہر سی بات ہے کہ یہ کوشش غیر مسلم معترضین کو پھر بھی مطمئن کرنے والی نہیں ہے۔ بہر حال ہم پہلے صرف غیر مسلم معترضین کی نفسیات کو سامنے رکھ کر ان کے اعتراضات کے جوابات پیش کرتے ہیں۔

کیا تاریخِ انسانیت میں کم سنی میں نکاح کرنا ایک عام سی بات تھی؟

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حضرت عائشہؓ سے کم سنی میں نکاح کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس واقعے کو تاریخی پس منظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

نوٹ: اس کتاب کا مقصد کم عمری میں نکاح کو فروغ دینا نہیں ہے، ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ موجودہ دور میں بھی 9 سال کی بچیوں کی رخصتی کی جانی چاہیے۔ وہ تو ہر علاقے والے اپنے علاقے کا موسم، بچیوں کی صحت اور اس ملک کے قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے رخصتی کریں گے۔ دراصل ہم یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ موجودہ دور کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر چودہ سو سال پہلے کے عرب معاشرے کو قیاس کرنا غلط ہو گا۔

اہم نکتہ

وقت کے ساتھ ساتھ انسانوں کی غذا اور ان کے استعمال کی چیزوں میں بڑی تبدیلیاں آئی ہیں اور اسی طرح انسانوں کے اندر بھی جسمانی تبدیلیاں (Anatomical and Physiological Changes) ہوئی ہیں۔

1400 سو سال پہلے اتنی کم عمری میں شادی ہونا ایک عام سی بات تھی اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یورپ، ایشیاء، افریقہ، امریکہ اور ہندوستان میں 9 سال سے 14 سال کی لڑکیوں کی شادیاں کر دی جاتی تھیں۔

پہلے چند مثالیں ملاحظہ فرمالیں، آگے تاریخ سے اس طرح کی مزید مثالیں پیش کی جائیں گی۔

عیسائیت اور مغربی دنیا سے مثالیں

مثال کے طور پر سینٹ آگاسٹین Saint Augustine - 350 AD نے جس لڑکی سے شادی کی اسکی عمر 10 سال تھی۔(سینٹ آگسٹین شمالی افریقہ کے ایک مسیحی فلسفی اور بشپ تھے۔ وہ مغربی عیسائیت کی ترقی میں سب سے اہم شخصیات میں سے ایک ہیں، جو اپنی مذہبی اور فلسفیانہ تحریروں کے لیے جانے جاتے ہیں۔)

راجا ریچرڈ2، KING RICHARD-II 1400 AD نے جس لڑکی سے شادی کی اس کی عمر 7 سال تھی۔

ہینری 8، HENRY 8 نے ایک 6 سال کی لڑکی سے شادی کی تھی۔

یہاں تک کہ عیسائیوں کی پڑھی جانے والی آج کی موجودہ بائبل میں ہے۔

"But Save for yourselves every GIRL who has never slept with a man"

(In the book of Numbers, chapter 31 and verse 17.)

"مگر ہر وہ لڑکی جو باکرہ ہے اس کو اپنے لیئے محفوظ کرلو"

عیسائیوں کی کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کے مطابق عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کا نکاح ان کی 12 سال کی عمر میں 90 برس کے جوسف سے ہوا تھا۔

1929 سے پہلے تک برطانیہ میں، چرچ آف انگلینڈ کے وزراء 12 سال کی لڑکی سے شادی کر سکتے تھے۔

1983 سے پہلے کیتھولک کینان کے قانون نے اپنے پادریوں کو ایسی لڑکیوں سے شادی کر لینے کی اجازت دے رکھی تھی کہ جن کی عمر 12 کو پہنچ چکی ہو۔

بہت سارے لوگ اس بات سے ناواقف ہیں کہ امریکہ کے اسٹیٹ آف ڈیلیورا میں 1880 میں لڑکی کی شادی کی جو کم سے کم عمر تھی وہ 8 سال تھی اور کیلیفورنیا میں 10 سال تھی۔

یہاں تک کہ پچھلے چند سالوں تک بھی امریکہ کے کچھ اسٹیٹس میں لڑکیوں کی شادی کی جو قانونی عمر تھی، وہ کچھ اس طرح ہے۔

- میسیچوسس میں 12 سال۔ (سن 2022 تک)
- اور نیو ہیمسفر میں 13 سال۔ (سن 2018 تک)
- اور نیویارک میں 14 سال کی عمر تھی۔ (سن 2017 تک)

یہاں تک تو عیسائیت اور مغربی ممالک میں لڑکی کی شادی کی مناسب عمر اور وہاں کے چند معروف شخصیات کے متعلق تھا، جس سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ تاریخی نقطہ نظر سے اس عمر کی لڑکی سے نکاح کرنا ایک عام سی بات تھی اور اس کو کوئی معیوب نہیں سمجھتا تھا۔

یہودی مذہب میں شادی کی عمر

تاریخ بھر میں، یہودی قانون (Jewish law) میں شادی کے طریقے اور شادی کی عمر کا معیار کافی مختلف رہا ہے، جن میں ایسی عمر کی لڑکیوں کی شادیاں بھی شامل ہیں جو آج کے معیار کے مطابق بہت کم سمجھی جائیں گی۔ کم از کم عمر، اکثر بلوغت سے منسلک ہوتی تھی، لیکن ایسی قانونی گنجائشیں بھی موجود تھیں جو اس سے بھی کم عمر میں شادی کی اجازت دیتی تھیں۔ اس کی تائید یہودی روایات (Jewish tradition) کے مختلف ذرائع سے ہوتی ہے، جن میں تلمود (Talmud)، مشنا (Mishnah)، اور قانونی ضابطے جیسے کہ شولخان آروخ (Shulchan Aruch) شامل ہیں۔

یہودی قانون میں شادی کے اہم پہلو

بلوغت اور شادی: روایتی طور پر، یہودی قانون میں لڑکوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر 13 سال اور لڑکیوں کے لیے 12 سال مقرر کی گئی تھی۔ یہ اس یقین پر مبنی تھا کہ ایک شخص کو بلوغت کو پہنچتے ہی شادی کر لینی چاہیے۔ درحقیقت، بہت سے یہودی علماء نے، بالغ لڑکیوں کے باپوں کو اپنی بیٹیوں کی جلد شادی کرنے کی ترغیب دی تاکہ انہیں جنسی گناہوں سے بچایا جا سکے۔

باپ کا اختیار

اگرچہ ایک لڑکی 12 سال کی عمر میں اپنی شادی کا فیصلہ خود کر سکتی تھی، لیکن باپ کو قانونی حق حاصل تھا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس سے بھی کم عمر میں اس کی رضامندی کے بغیر طے کر دے۔ یہ رواج قرونِ وسطیٰ (medieval times) میں عام تھا اور اسے بچوں کی فلاح و بہبود اور مستقبل کو یقینی بنانے کا ایک طریقہ سمجھا جاتا تھا۔

تین سال اور ایک دن کی لڑکی سے شادی

یہودی قانون کے کچھ ذرائع میں اس سے بھی زیادہ حیران کن طریقوں کا ذکر ہے۔ شولخان آروخ، جو ایک اہم یہودی قانونی ضابطہ (Jewish legal code) ہے، بیان کرتا ہے کہ ایک لڑکی کی پیدائش کے وقت منگنی اور تین سال کی عمر میں شادی ہو سکتی ہے۔ آپ یہ جان کر حیران ہونگے کہ اس سے مراد صرف شادی کی رسم نہیں بلکہ، تلمود اور مائمونائیڈز "تین سال اور ایک دن کی لڑکی" کے ساتھ شادی کے تصور پر بات کرتے ہیں، کہ اس کی منگنی اس کے والد کی رضامندی سے مباشرت کے ذریعے کی جا سکتی ہے۔ یعنی جس مرد سے اس "تین سال اور ایک دن کی لڑکی" کی منگنی ہونی ہے، اگر وہ مرد اس سے مباشرت کر لیتا ہے تو قانوناً وہ شادی مکمل سمجھی جاتی تھی۔ اور وہ دونوں میاں بیوی سمجھے جاتے تھے۔ اصل انگریزی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں،

> "A girl's intercourse is considered legal from the age of three years and one day and from that age she may be acquired by sexual relations. The rabbinic sages believed that her hymen would return and her virginity would re-establish itself if she had intercourse prior to that age"
>
> (BT Niddah 45a).

(https://jwa.org/encyclopedia/article/legal-religious-status-of-married-woman.)

یہودی قانون میں مرد اور عورت کے درمیان عمر کا فرق

یہودی قانون کے تحت، ایک بڑی عمر کا مرد کم سن لڑکی سے شادی کر سکتا ہے۔ ان کے درمیان عمر کا فرق کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اس موضوع پر دستیاب یہودی قانونی متون میں مرد کی عمر کی کوئی بالائی حد بیان نہیں کی گئی ہے۔ ان نصوص کے مطابق، ایک

بالغ مرد تین سال کی عمر کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پیدائش کے وقت بھی منگنی کی جاسکتی ہے۔ ان قوانین میں مرد کی عمر پر کوئی پابندی نہیں ہے، اہم نکتہ صرف لڑکی کی عمر ہے۔

یہودی قانون اور کتابوں کے حوالے

اوپر ذکر کردہ حیران کن، کم سنی کی شادیوں کو یہودی قانون کی کتابوں اور متعدد کلاسیکی اور قانونی متون سے تائید حاصل ہے۔ حوالے درج ذیل ہیں:

1. شولخان آروخ (Shulchan Aruch): جو سولہویں صدی میں ربی یوسف کارو (Rabbi Yosef Karo) نے مرتب کیا تھا۔ خاص طور پر، اس تصور کے متعلق شادی کے قانون کے سیکشن، ایوین ہاایزر (Even HaEzer) میں بحث کی گئی ہے، بالخصوص ایسی شادیوں کی قانونی حیثیت کے حوالے سے۔
2. تلمود (Talmud): "تین سال اور ایک دن کی لڑکی" سے مباشرت اور شادی کے تناظر میں قانونی طور پر اہم ہونے کا تصور تلمود (Talmud) میں تفصیل سے زیر بحث آیا ہے۔ اس کا خاص حوالہ تلمود، ٹریکٹیٹ یواموت (Talmud, Tractate Yevamot 57a) ہے۔ یہ متن اس عمر کی لڑکی کے ساتھ کسی بالغ مرد کے تعلقات کے قانونی مضمرات (legal implications) سے متعلق ہے، اور اس بحث کا مقصد یہ ہے کہ کس طرح ایسا عمل ایک قانونی شادی کی حیثیت اختیار کر سکتا ہے۔
1. مائیمونائیڈز (Maimonides): قرون وسطیٰ کے یہودی قانونی اسکالر مائیمونائیڈز (ربی موشے بن مائیمون-Rabbi Moshe ben Maimon) نے بھی اپنے قانونی ضابطے، مشنے تورات (Mishneh Torah) میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ اس سے متعلقہ حصے کتاب النساء (Book of

(Women - Sefer Nashim) میں دیکھے جاسکتے ہیں، خاص طور پر شادی کے قوانین (ہلچوت اِیشوت-Hilchot Ishut) میں۔ مائیمونائیڈز کا کام تلمود (Talmud) میں بیان کردہ اصولوں کو وسعت دیتا ہے، اور ایسی شادیوں کے قانونی نتائج کی وضاحت کرتا ہے۔

یہودیت میں کم عمری کی شادی کی وجوہات

یہودیوں کے یہاں کم سنی کی شادیوں کے جو وجوہات بیان کیے گئے ہیں، وہ کثیر الجہتی ہیں، جو محبت یا ذاتی کشش سے بڑھ کر ہیں۔ ان میں درج ذیل وجوہات شامل تھے:

- شادی سے پہلے کے جنسی تعلقات کو روکنا۔
- سماجی اور معاشی طور پر فائدہ مند جوڑے۔
- عدم تحفظ کے دور میں بچوں کے مالی مستقبل کو یقینی بنانا، خاص طور پر تارکین وطن یہودی برادریوں میں۔
- جلد از جلد ایک نئی نسل کو پروان چڑھا کر یہودی قوم کی بقا کی ضمانت دینا۔

یہودی لڑکیوں کی نو سال کی عمر میں شادی

یہودی لڑکیوں کی کم عمری میں شادی کے یہ طریقے صرف لکھے ہوئے قدیم قوانین نہیں تھے؛ بلکہ صدیوں تک یہودی اس پر عمل پیرا تھے۔ "یہودیت میں خواتین" پر ایک جریدہ (journal) اس بات کا ذکر کرتا ہے کہ یہودی لڑکیوں کی شادیاں نو سال کی عمر تک بھی ہوتی تھیں، یہ رواج 20ویں صدی کے اوائل تک برقرار رہا۔ شادی کی قانونی عمر کو صرف "پہلی عالمی جنگ کے آغاز" پر بڑھا کر 15 سال کیا گیا، جو ان روایتی طریقوں سے دوری کا اشارہ تھا۔ یہ تاریخی پس منظر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ کم عمری کی شادی صرف ایک مخصوص ثقافت یا مذہب تک محدود نہیں تھی بلکہ مختلف وجوہات

کی بنا پر یہ ایک وسیع سماجی اصول تھا۔ فراہم کردہ ذرائع یہ دلیل دیتے ہیں کہ بعض افراد کا پیغمبر محمد (ﷺ) کی حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے نو سال کی عمر میں شادی پر تنقید کرنا منافقت ہے، جبکہ وہ، یہودی قانون اور معاشرے میں، اسی طرح کی یا اس سے بھی زیادہ شدید تاریخی مثالوں پر خاموش رہتے ہیں۔

حوالہ جات : (References)

1. (G.U.S.: A World Reference Atlas, http: //www 2.rz.huberlin.de/ sexology/ GESUND/ARCHIV/GUS/MIDDLEEASTOLD.HTM)

2. (U.N. representative, http://www.right-to-education. org/ content/age/israel. html)

3. AskMoses.com

4. (Jewish Encyclopedia, ttp: //www. jewishencyclopedia. com / viewjsp? letter=M&artid=216)

5. (Women in Judaism: A Multidisciplinary Journal, http:// www. utoronto.ca /wjudaism/journal/vol3n2/sehayek.html)

6. (Mark E. Pietrzyk, http:// www. internationalorder. org/ scandal_response .html)

ہندوستان اور ہندو مذہب سے مثالیں

اب ہمارے ملک ہندوستان کی تاریخ اور ہندو مذہب کی مقدس کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں کہ ان میں لڑکی کی شادی کی مناسب عمر کے بارے میں کیا لکھا ہے۔

ہندو دھرم میں نکاح کی عمر

ہندو دھرم کے مطابق نکاح کی کم از کم عمر کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔

- ہندو مذہب کی کتاب منوسمرتی کے مطابق آدرش اور مثالی نکاح وہ ہے جس میں تیس سال کا آدمی اور بارہ سال کی نوخیز لڑکی ہو یا چوبیس سال کا جوان لڑکا، آٹھ سال کی کمسن خوبصورت کنیا سے شادی کرے اور اگر اگنیہوتری وغیرہ کو دین کے خراب ہونے کا خدشہ ہو تو وہ اس سے پہلے بھی نکاح کر سکتا ہے۔

(منوسمرتی / ادھیائے:9 / شلوک:93،94)

- منوسمرتی میں لکھا ہے:

"لڑکی بالغ ہونے سے پہلے اسکی شادی کر دینی چاہیے۔"

(گوتما18-21)

- "اس ڈر سے کے کہیں ایام حیض نہ شروع ہو جائیں، باپ کو چاہیے کہ اپنی لڑکی کی شادی اسی وقت کر دے جب کے وہ بے لباس گھوم رہی ہو، کیونکہ اگر وہ بلوغت کے بعد بھی گھر میں رہے تو اس کا گناہ

باپ کے سر ہو گا"

(واشسٹھا17:70)

(manu ix, 88; http://www.payer.de/dharmashastra/dharmash083.htm)

شری رام نے سیتا جی سے چھ سال کی عمر میں شادی کی

ہمارے برادران وطن رام جی کو سب سے آئیڈیل شخصیت مانتے ہیں۔ ان کی شادی کے متعلق ہمیں رامائن سے پتہ چلتا ہے کہ رام جی اور سیتا جی کی شادی کے وقت سیتا کی عمر صرف چھ سال تھی۔

(رامائن، ارینہ کانڈ، سرگ:47، اشلوک:11, 4,10)

- اس شادی کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں

والمیکی رامائن کے مطابق سیتا جی راون سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہتی ہیں:

- उषित्वा द्वादश समा इक्ष्वाकुणां निवेशने।
- भुञ्जाना मानुषान्भोगान्सर्वकामसमृद्धिनी।।3.47.4।।
- ततस्त्रयोदशे वर्षे राजामन्त्रयत प्रभुः।
- अभिषेचयितुं रामं समेतो राजमन्त्रिभिः।।3.47.5।।
- तस्मिन्सम्भ्रियमाणे तु राघवस्याभिषेचने।
- कैकेयी नाम भर्तारमार्या सा याचते वरम्।।3.47.6।।
- प्रतिगृह्य तु कैकेयी श्वशुरं सुकृतेन मे।
- मम प्रव्राजनं भर्तुर्भरतस्याभिषेचनम्।।3.47.7।।
- द्वावयाचत भर्तारं सत्यसन्धं नृपोत्तमम्।
- नाद्य भोक्ष्ये न च स्वप्स्ये न पास्येच कथञ्चन।।3.47.8।।

- एष मे जीवितस्यान्तो रामो यद्यभिषिच्यते।
- इति ब्रुवाणां कैकेयीं श्वशुरो मे स मानदः।।3.47.9।।
- अयाचतार्थैरन्वर्थैर्न च याञ्चां चकार सा।
- मम भर्तामहातेजा वयसा पञ्चविंशकः।।3.47.10।।
- अष्टादश हि वर्षाणि मम जन्मनि गण्यते।
- रामेति प्रथितो लोके
  गुणवान्सत्यवान्शुचिः।।3.47.11।।
- विशालाक्षो महाबाहुस्सर्वभूतहिते रतः।

ترجمہ: میں نے اکشواکو ونشی گھرانے (راجا دسرتھ کے محل) میں بارہ سال گزارے اور انسانوں کو حاصل ہونے والی ہر طرح کی لذتیں حاصل کیں۔

تیرھویں سال میں مہاراجا دسرتھ نے دوسرے بادشاہوں اور وزیروں سے رام کی تاج پوشی کے لیے مشورہ کیا۔

تاج پوشی کے انتظامات اس وقت جاری تھے جب ملکہ کیکئی نے بادشاہ سے ورثہ طلب کیا۔

میرے سچے سسر کی طرف سے پہلے کیکییئ سے کیے گئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے، جو میری خوش قسمتی سے، بادشاہوں میں سب سے بہترین تھے، اس نے دو چیزیں مانگیں۔ ایک میرے شوہر کی ملک بدری اور دوسرا، بھرت کی تاج پوشی۔

”میں نہ کھاؤں گی، نہ سوؤں گی اور نہ پیوں گی اگر رام کی تاج پوشی کی جائے گی اور میں خود اپنی زندگی کا خاتمہ کر دوں گی“ (کیکئی نے کہا)۔

بادشاہ، میرے سسر جو اس سے کئے گئے وعدے کا احترام کرتے ہیں، نے دولت کی پیشکش کی، جو اس نے قبول نہیں کی۔

میرے شوہر جو بہت بے باک تھے ان کی عمر پچیس سال تھی اور میں اپنی پیدائش کے اٹھارہ سال مکمل کر چکی تھی۔

میرے شوہر جسے دنیا میں رام کے نام سے جانا جاتا ہے، بڑی آنکھوں والے، لمبے لمبے، نیک، سچے، پاکباز اور ہمیشہ تمام مخلوقات کی بھلائی میں مصروف رہتے ہیں۔

(والمیکی رامائن / آرینکانڈ:47/4-11)

خلاصہ

رامائن کے اس بیان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیتا نے شادی کے بعد راجا دسرتھ کے محل میں بارہ سال گزارے اور شادی کے تیرھویں برس رام کی تاج پوشی کا مشورہ کیا گیا۔ راون سے تعارف کراتے وقت سیتا کی عمر اٹھارہ اور رام کی پچیس سال تھی۔ تو اس حساب سے شادی کے وقت سیتا کی عمر محض چھ 6 سال تھی۔

یاد رہے سیتا جی چھ 6 سال کی عمر میں رام جی کے گھر میں آ چکی تھیں۔ جبکہ حضرت عائشہ کا صرف نکاح چھ سال کی عمر ہوا تھا؛ لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی، جب وہ نو سال کی عمر میں بالغ ہو گئیں اور عرب کے ماحول اور روایات کے مطابق رخصتی کے قابل ہو گئیں تو اس وقت ان کی رخصتی ہوئی تھی۔ اب حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نکاح پر اعتراض کرنے والے پہلے یہ طے کریں کہ وہ سیتا جی کی چھ سال میں رخصتی کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

ماضی قریب سے مثالیں

مثال نمبر(1): Chhatrapati Shivaji Mahara

چھترپتی شواجی مہاراج بھونسلے، مراٹھا قبیلے کے ایک بہادر اور قابل قدر ہندوستانی راجا تھے، جنہوں نے بیجاپور کی زوال شدہ عادل شاہی سلطنت کے دروں خِطّہ پر مرہٹہ سلطنت قائم کی۔ ان کی 8 بیویاں تھیں۔ ان کی سب سے پہلی شادی 16 / مئی 1640ء میں پونہ کے لال محل میں مہارانی سائی بائی Maharani Saibai سے ہوئی۔ شادی کے وقت مہارانی سائی بائی صرف سات 7 سال کی تھیں۔ یہ شیواجی کی سب سے پہلی اور سب سے چہیتی بیوی تھیں، ان سے شیواجی کی چار اولادیں ہوئیں، تین لڑکیاں اور ایک لڑکا۔

1) Rana, Bhawan Singh (2004). Chhatrapati Shivaji (1st ed.). New Delhi: Diamond Pocket Books. p. 19.
2) B. Muddachari (1966). "Maratha Court in the Karnatak". Proceedings of the Indian History Congress. 28. Indian History Congress: 177–179
3) Balkrishna Deopujari, Murlidhar (1973). Shivaji and the Maratha Art of War. Vidarbha Maharashtra Samshodhan Mandal. p. 35.
4) Gordon, Stewart (1993). The Marathas 1600-1818. Cambridge University. p. (60)

مثال نمبر (2): Mahatma Gandhi

مہاتما گاندھی جی نے 1883 میں 14 سال کی لڑکی کستوربا سے شادی کی۔

مثال نمبر(3): Bhimrao Ramji Ambedkar

بابا صاحب امبیڈکر، جو کہ ایک بھارتی قانون دان، سیاسی رہنما، فلسفی، تاریخ دان، ماہر اقتصادیات تھے اور آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر قانون وانصاف تھے، انہوں

نے 1960ء میں 9 سال کی ایک لڑکی رامابائی سے شادی کی، جن سے ان کی پانچ اولادیں ہوئیں۔

مثال نمبر (4): Rabindranath Tagore

بھارت کا قومی ترانہ "جن گن من" لکھنے والے شاعر نوبل انعام یافتہ "رابندر ناتھ ٹیگور" نے 1883ء میں 9 سے 10 سال کی عمر کی لڑکی مرینالنی دیوی Mrinalini Devi سے شادی کی۔

مثال نمبر (5): Srinivasa Ramanujan

ہندوستان کے مشہور ریاض دان "سرینواسا رامانوجا" Srinivasa Ramanujan نے 1909ء میں ایک 10 سال کی لڑکی جاناکی امل اینگر Janakiammal Iyengar سے شادی کی۔

مثال نمبر (6): Rajendra Prasad Srivastava

ہندوستان کے سب سے پہلے صدر یا پریزیڈنٹ "راجیندرا پرساد سری واستو" Rajendra Prasad Srivastava جو ایک سیاستدان، وکیل اور جرنلسٹ تھے۔ انہوں نے جون 1896ء میں ایک 10 سال کی لڑکی، راج ونشی دیوی Rajvanshi Devi سے شادی کی۔

Reference:

1. Sinha, Tara (19 January 2021). Dr. Rajendra Prasad: A Brief Biography. Prabhat Prakashan.
2. "Rajendra Prasad Biography". Vedantu. 5 November 2022.

مثال نمبر(7): Krishnaraja Wadiyar IV

میسور کے مہاراجہ کرشناراجا وڈے یر نمبر Krishnaraja Wadiyar IV-4 کی شادی 6 جون 1900ء میں میسور کے جگن موہن پیلیس میں، گجرات کے کاٹھیاوار علاقے کی ایک 11 سالہ شہزادی پراتاپا کماری دیوی - Maharani Pratapa Kumari Devi سے ہوئی۔

مثال نمبر(8): Satyendra Nath Bose

پروفیسر "ستیندرا ناتھ بوس" انڈیا کے ایک مشہور سائنسدان، ریاضیاتی طبیعیات دان تھے۔ جنھیں لندن کی رائل سوسائٹی سے فیلو(Fellow of the Royal Society) کا اعزاز ملا تھا۔ پروفیسر ستیندرا ناتھ بوس نے 1914ء میں ایک گیارہ 11 سالہ لڑکی اشابتی گھوش Ushabati Ghosh سے شادی کی جن سے ان کی نو9 اولادیں ہوئیں۔

ہندوستان کی تاریخ میں شادی کی عمر

Age of Marriage in India

اس کے متعلق کیمبرج کے سنٹ جانس کالج کے Jack Goody نے اپنی کتاب The Oriental, the Ancient and Primitive میں لکھا ہے کہ ہندوستانی گھروں میں لڑکیاں بہت جلدی ہی بیاہ دی جاتیں تھیں۔

سری نواس ان دنوں کے بارے لکھتے ہیں جب کہ انڈیا میں بلوغت سے قبل شادی کرنے کا رواج چلتا تھا۔

(1984:11): لڑکی کو اس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اس کی شادی کر دینی ہوتی تھی، ہندو لا کے مطابق اور ملک کے رواج کے موافق لڑکی کے باپ پر یہ ضروری تھا کہ وہ بالغ ہونے سے پہلے اس کی شادی کر دے، گرچہ کہ رخصتی میں اکثر تاخیر ہوتی تھی، جو تقریباً 3 سال ہوتی تھی۔

(The Oriental, the Ancient, and the Primitive, p.208)

اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ ایسی کم عمری کی شادیوں کا انڈیا میں آج بھی رواج ہے۔

The Encyclopedia of Religion and Ethics میں لکھا ہے کہ، جس کی بیٹی اس حالت میں بلوغت کو پہنچتی تھی کہ وہ غیر شادی شدہ ہو تو اس کے (ہندو) باپ کو گنہگار سمجھا جاتا تھا، اگر ایسا ہوتا تو وہ لڑکی خود بخود "سدرا" (نچلی ذات) کے درجہ میں چلی

جاتی تھی اور ایسی لڑکی سے شادی کرنا شوہر کے لیے باعث رسوائی ہوا کرتا تھا۔ منو کی سمرتی نے مرد اور عورت کے لیے شادی کی جو عمریں طے کی ہیں وہ اس طرح کہ لڑکا 30 سال کا اور لڑکی 12 سال کی یا لڑکا 24 سال کا اور لڑکی 8 سال کی۔

مگر آگے چل کر بھر اسپتی اور مہا بھارتہ کی تعلیم کے مطابق ایسے موقعوں پر (ہندو) لڑکیوں کی جو شادی کی عمر بتائی گئی ہے، وہ 10 سال اور 7 سال ہے، جبکہ اس کے بعد کے شلوکاس میں شادی کی کم از کم عمر 4 سے 6 سال اور زیادہ سے زیادہ 8 سال بتائی گئی ہے۔ اور اس بات کے بے شمار شواہد ہیں کہ یہ باتیں صرف تحریر میں نہیں تھیں (یعنی ان پر عمل کیا جاتا تھا۔)

(Encyclopedia of religion and ethics, p.450)

یونیسکو کی تحقیق

یونیسکو (UNESCO) کی ہندوستان میں ایک تحقیق کے مطابق دیہی آبادی کا 40 فیصد حصہ 11 سے 14 سال کی عمر کو، لڑکیوں کی شادی کی مناسب عمر سمجھتا تھا۔ جبکہ ان میں سے 11 فیصد کے مطابق 8 سے 10 سال کی عمر لڑکیوں کی شادی کی بہترین عمر تھی۔ اور ان اعداد و شمار کا تقریباً آدھا ان لوگوں میں پایا گیا جو دیہی علاقوں سے شہری علاقوں کی طرف ہجرت کر چکے تھے۔

Refrence: Textor, Robert B., et al., The Social Implications of Industrialization and Urbanization: Five Studies of Urban Populations of Recent Rural Origin in Cities of Southern Asia, (Culcutta: Unesco).

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہندو مذہب کے ماننے والوں کی اپنی کتابوں کے مطابق بھی اس عمر میں شادی کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ لہذا جو لوگ حضرت محمد ﷺ کا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کم عمری میں نکاح، پر اعتراض کرتے ہیں یا تو وہ

جہالت کی بنیاد پر کرتے ہیں یا سیاسی مفاد کی خاطر، ان کو چاہیے کہ پہلے تاریخ انسانیت کا اور اس کے ساتھ خود اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں، پھر لب کشائی کریں، کیونکہ ان کی بدکلامی اور گستاخانہ اعتراضات کی زد میں خود ان کی اپنی مذہبی کتابیں اور شخصیات بھی آجائیں گی۔

رضامندی سے تعلق قائم کرنے کی قانونی عمر

اس کو انگریزی میں ''ایج اف کنسینٹ'' کہا جاتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اس کا مطلب ہے،

"The age at which somebody is legally old enough to agree to have a sexual relationship".

ترجمہ: وہ عمر جس میں کسی کو قانونی طور پر اتنا بڑا سمجھا جاتا ہو کہ وہ کسی کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے پر راضی ہو۔

اس حوالے سے معاصر دنیا کی صورتِ حال کا جائزہ بھی لینا چاہیے کہ مختلف ممالک میں لڑکی سے رضامندی کا تعلق (The Age of Consent) قائم کرنے کے لیے کتنی عمر کو قانونی حیثیت دی گئی ہے۔

مثلاً، شمالی امریکہ، فلپائن اور انگولا میں یہ قانونی عمر بارہ 12 سال ہے۔

جب کہ جاپان، ایران، نائیجیریا اور ارجنٹائنا میں یہ عمر قانونی طور سے تیرہ 13 سال ہے۔

جرمنی، آسٹریا، بلغاریہ، ہنگری، پرتگال، مقدونیہ، ایسٹونیا، البانیا، بوسنیا، اسرائیل، چین، بنگلہ دیش وغیرہ میں یہ عمر چودہ 14 سال ہے۔

پندرہ 15 اور سولہ 16 سال کی قانونی عمر تو آدھی سے زیادہ دنیا میں رائج ہے۔

(البتہ اب پچھلے چند ایک سالوں میں، ان میں سے کچھ ممالک میں ترمیم کر کے ان عمروں کو بڑھا کر 16 سے 18 سال کر دیا گیا ہے)

نام نہاد ترقی یافتہ معاشروں میں، جہاں شادی کی کم از کم عمر کو، بالغ ہونے کی عمر سے کھینچ تان کر بہت آگے کر دیا گیا ہے، وہ خود اس پر کتنے عمل پیرا ہیں۔؟

نینا ایپٹن Nina Epton، (d. 2010) اپنی تصنیف English and the Love (1960) میں جو لکھتی ہیں، اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

> "شیکسپیر کی جولیٹ (انگریزی میں جس کے عشق کا قصہ مشہور ہے) 14 سال کی تھی۔ آج کل کی جولیٹ بھی تقریباً اسی عمر کی ہیں۔ جبکہ والدین، اساتذہ اور سماجی کارکنان کو اس حقیقت کو سمجھنے میں اور اس کے قدرتی نتائج کا اندازہ لگانے میں بہت وقت لگا ہے، کہ لڑکیاں اور لڑکے جسمانی طور پر جلدی بالغ ہو رہے ہیں۔ کچھ ڈاکٹروں کے مطابق یہ فرق اس صدی کے شروع کے مقابلے میں 2 سال کا ہے۔
>
> آج کی جولیٹ، جو کہ، 14 سال کی عمر میں شادی نہیں کر سکتی، گو کہ وہ کب کی بالغ ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کے لیے سکول ختم کرنے کی عمر بڑھا دی گئی ہے، جبکہ اس کو مزید بڑھانے کا سوچا جا رہا ہے۔ جولیٹ سکول ختم ہونے سے بہت پہلے ہی دوستیاں اور آشنائیاں شروع کر دیتی ہے"۔

(Epton, Nina, Love and the English, (Middlesex: Penguin Books, 1964) page number 353).

مزید وہ ایک رپورٹ کا ذکر کرتی ہیں، جس میں بتایا گیا ہے کہ 50 میں سے ایک لڑکی 17 سال سے پہلے حاملہ ہو جاتی ہے، وہ کہتی ہیں کہ

"بہت سارے ایسے کیسز بھی ہیں جن میں 11 اور 12 سالہ لڑکیوں نے بچوں کو جنم دیا ہے"۔

Page number 354 (note 1)

وہ ایک ہیڈ ماسٹر کے قول کو بھی نقل کرتی ہیں کہ

"میرے سکول میں معاشقے 5 سال کی عمر میں شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ دوسروں کو پر کشش لگنا شروع ہو جاتی ہیں"۔

Page number 358-359

اس کے بعد وہ اعتراف کرتے ہیں کہ

"ویرانوں اور غیر آباد علاقوں میں رہنے والے نو عمر بچوں میں آزادانہ ناجائز تعلقات قائم ہوتے ہیں"۔

Page number 359

انڈیپینڈنٹIndependent نیوز کی حیران کن رپورٹ

ہفتہ 8 جولائی 2017 میں انگریزی کے مشہور و معروف نیوز ویب سائٹ "انڈیپینڈنٹIndependent" میں ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ جس کا خلاصۂ کچھ اس طرح ہے۔

اس رپورٹ کے مطابق "امریکہ میں گزشتہ 15 سالوں میں دو لاکھ (200,000) سے زیادہ بچوں کی شادیاں ہوئیں ہیں، جن میں 10

سال سے کم عمر کی لڑکیاں بھی ان نابالغوں میں شامل تھیں؛ جنہوں نے قانون میں گنجائش کے تحت شادی کی"۔

"تین 10 سالہ لڑکیاں اور ایک 11 سالہ لڑکا سب سے کم عمر میں شادی کرنے والوں میں شامل تھے، قانونی گنجائش کے تحت جو نابالغوں کو مخصوص حالات میں شادی کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔"

"زیادہ تر امریکہ میں شادی کی کم از کم عمر 18 سال ہے، لیکن ہر ریاست میں چھوٹ ہے، جیسے والدین کی رضامندی یا استقرار حمل، جو چھوٹے بچوں کو شادی کے بندھن میں بندھنے کی اجازت دیتا ہے۔"

بچوں کی شادی کے خاتمے کے لیے مہم چلانے والے ایک "ان چینڈ اٹلاسٹ" (Unchained At Last) نامی گروپ ، اور "فرنٹ لائن" (Frontline) نامی تحقیقاتی دستاویزی سیریز کے مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق، "امریکہ میں 2000 سے 2015 کے درمیان کم از کم، دو لاکھ سات ہزار چار سو اڑسٹھ (207,468) نابالغوں کی شادیاں ہوئیں۔

"ان چینڈ اٹلاسٹ" کی بانی، فرائڈے ریس (Fraidy Reiss) کہتی ہیں کہ جب انہوں نے پہلی بار نیو جرسی کے لیے ڈیٹا حاصل کیا، جہاں ان کی آرگنائزیشن واقع ہے، تو اسے پڑھ کر وہ کانپ گئی تھیں۔ اعداد و شمار کے مطابق اس ریاست میں 1995 سے 2012 کے درمیان تقریباً 3500 بچوں کی شادیاں ہوئیں۔

فرائڈے ریس نے فرنٹ لائن کو بتایا کہ "یہ تعداد میری توقع

سے کہیں زیادہ تھی" "پھر، در حقیقت وہ بچے 13 سال تک کی عمر کے تھے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں زیادہ تر لڑکیاں تھیں، جن کی شادی بالغ مردوں سے ہوئی تھی۔"

"ایک 14 سالہ لڑکی نے الاباما میں ایک 74 سالہ شخص سے شادی کی، جب کہ ایک 17 سالہ لڑکی نے ایڈاہو میں 65 سالہ دولہے سے شادی کی۔"

مزید تفصیلات آپ اس لنک میں دیکھ سکتے ہیں۔

https://www.independent.co.uk/news/world/americas/200000-children-married-us-15-years-child-marriage-child-brides-new-jersey-chris-christie-a7830266.html

انڈیا میں "ایج آف کنسینٹ" کی تاریخ

انڈیا میں لڑکیوں کے لیے شادی یا جنسی تعلق کے لیے رضامندی کی قانونی عمر وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہی ہے۔

1860ء میں ہندوستان میں "ایج اف کنسینٹ" دس10 سال کی عمر تھی۔

پھر 19 مارچ 1891ء میں سیکشن 375 کے تحت لڑکیوں کے لیے جنسی تعلقات کی رضامندی کی عمر کو (شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں کے لیے) بڑھا کر 12 سال کر دی گئ۔ جب اس کا بل 9 جنوری 1891ء میں گونر جنرل آف انڈیا کے لیجسلیٹو کونسل کلکتہ میں پیش کیا گیا، تو اسی دن وہاں بنگال کے کونسل میمبر، سر رومیش چندر متر،

Romesh Chunder Mitter Sir نے اس بل کی یہ کہہ کر مخالفت کی تھی کہ یہ ہندو مذہب کے عقائد میں مداخلت ہے۔ (یعنی ہندو لڑکیوں کے لیے بارہ سال سے کم عمر میں شادی کرنے کی لیے کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے)۔

(https://en.m.wikipedia.org/wiki/Age_of_Consent_Act,_1891)

پھر 1925ء میں لڑکیوں کے لیے رضامندی کی عمر کو بڑھا کر 14 سال کر دی گئی۔

پھر 1940ء میں اس کو مزید بڑھا کر 16 سال کر دیا گیا۔

1940ء سے لے کر، 2012 میں جب POCSO ایکٹ نافذ ہوا، اس وقت تک بھی لڑکیوں کے لیے رضامندی کی عمر 16 سال برقرار رہی اور جب کہ مرد کے لیے رضامندی یا شادی کی کوئی عمر متعین نہیں کی گئی تھی۔

2012 میں جا کر لڑکیوں کے لیے اس کو بڑھا کر 18 سال طے کیا گیا۔

(https://www.ndtv.com/india-news/10-years-to-18-the-history-of-age-of-consent-in-india-4436742)

موجودہ ہندوستان میں کم عمری کی شادیاں

عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہندوستان میں آج بھی صرف مسلمان اپنے بچوں کی شادیاں کم عمری میں کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ریسرچ رپورٹ

1/ جون 2016ء میں انڈیا اسپینڈ (India Spend) کی ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی، جس کا عنوان تھا۔

"84 % Of 12 Million Married Children Under 10 Are Hindus"

ترجمہ: 10 سال سے کم عمر کے 12 ملین شادی شدہ بچوں میں سے 84٪ ہندو ہیں۔

اس رپورٹ کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"Nearly 12 million Indian children were married before the age of 10 years-84% of them Hindu and 11% Muslim - reveals an India Spend analysis of recently released census data".

ترجمہ: تقریباً 12 ملین ہندوستانی بچوں کی شادی 10 سال کی عمر سے پہلے کر دی گئی تھی۔ جن میں سے 84٪ ہندو اور 11٪ مسلمان ہیں۔ حال ہی میں جاری کردہ مردم شماری کے اعداد و شمار کے انڈیا اسپینڈ کے تجزیہ سے پتہ چلتا ہے۔

"As many as 5.4 million (44%) married children under 10 were illiterate–80% of them female–indicating how lower levels of education correlate with early marriage".

ترجمہ: تقریباً 5.4 ملین (44٪) 10 سال سے کم عمر کے شادی شدہ بچے غیر تعلیم یافتہ تھے، جن میں سے 80٪ لڑکیاں تھیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کم عمری میں شادی کا ناخواندگی کے ساتھ کتنا تعلق ہے۔

رپورٹ میں آگے لکھتے ہیں کہ

"30% girls, 42% boys married before legal ages"

The Prohibition of Child Marriage Act states that a girl in India cannot marry before age 18, a boy before 21.

ترجمۃ: (انڈیا میں) 30% لڑکیوں کی ،اور 42% لڑکوں کی شادیاں قانونی عمر سے پہلے ہو گئیں:

جب کہ، بچوں کی شادی کی ممانعت کے قانون میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان میں لڑکی 18 سال کی عمر سے پہلے اور لڑکا 21 سال سے پہلے شادی نہیں کر سکتا۔

"As many as 102 million girls (30% of female population) were married before 18 in 2011; the number was 119 million in 2001 (44% of female population), a decrease of 14 percentage points over the decade.

Among boys, 125 million were married before 21 years of age (42% of male population) in 2011; the number was 120 million in 2001 (49% of male population), a decrease of 7 percentage points over the decade".

ترجمۃ: 2011ء میں 102 ملین لڑکیوں (خواتین کی آبادی کا 30%) کی شادی 18 سال سے پہلے کر دی گئی تھی۔ جب کہ 2001ء میں یہ تعداد 119 ملین تھی (خواتین کی آبادی کا 44%)۔ ان دس سالوں میں 14 فیصد کمی ہوئی ہے۔

”لڑکوں میں، 2011ء میں 125 ملین لڑکوں کی شادی 21 سال کی عمر سے پہلے کی گئی (مردوں کی آبادی کا 42%)۔ 2001 میں یہ تعداد 120

ملین تھی (مردوں کی آبادی کا 49٪)۔ ان دس سالوں میں 7 فیصد کی کمی دیکھنے کو ملی۔"

(مزید تفصیلات اس لنک میں ملاحظہ فرمائیں)

https://www.indiaspend.com/84-of-12-million-married-children-under-10-are-hindus-82446/

خلاصۂ کلام

یہ تو آج کی متمدن دنیا کے حالات و کوائف ہیں، جب کہ مختلف قوموں کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر قوموں میں ہزاروں سال تک لڑکیوں کے لیے شادی کی عمر 6 سے 16 سال کے درمیان رہی ہے، بشمول انگلینڈ کے شاہی خاندان کے۔ موجودہ دور میں جن ممالک میں قانونی طور پر جس عمر کا تقرر کیا گیا ہے، وہ درحقیقت ماضی قریب کی جدوجہد اور مغربی طاقتوں کے دباؤ کا نتیجہ ہے۔

1400 سال قبل ملک عرب میں

جو لوگ امی عائشہ صدیقہؓ کی شادی کے وقت کم عمری کو لے کر پریشان اور طعنہ زن ہیں، ان کے لیے یہ بات سوچنے کے لیے کافی ہے کہ جب ہندوستان جیسے ملک میں، قریب دو سو سال قبل تک، یعنی 1860 عیسوی تک بھی لڑکی کے لیے "ایج آف کنسینٹ"، یعنی رضامندی کی عمر، دس 10 سال تھی، تو 1400 سال پہلے عرب کے گرم اور صحرائی علاقوں میں، یہ عمر شادی کے لیے کیسے قابل اعتراض ہو سکتی تھی۔؟

دور حاضر میں صرف ہندوستان جیسے ملک میں، جب 12 ملین ہندوستانی بچوں کی شادی 10 سال کی عمر سے پہلے کر دی گئی تھی، تو 1400 سال پہلے حضرت عائشہ کی کم عمری میں شادی قابل اشکال کیسے ہو سکتی ہے۔؟

تاریخ اور جدید سائنس میں بلوغت کی عمر

ہر ملک وعلاقے کے ماحول کے مطابق لوگوں کے رنگ وروپ، جینیاتی عوامل، جسمانی و جنسی بناوٹ اور عادت واطوار جس طرح باہم مختلف ہوتے ہیں اسی طرح سن بلوغت میں بھی کافی تفاوت و فرق ہوتا ہے۔ جن ممالک میں موسم سرد ہوتا ہے وہاں بلوغت کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور جہاں موسم گرم ہوتا ہے وہاں بلوغت جلد وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔ مثلاً عرب ایک گرم ملک ہے۔ وہاں کی خوراک بھی گرم ہوتی ہے جو کہ عموماً کھجور اور اونٹ کے گوشت پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لیے وہاں لڑکیوں کا 9 برس کی عمر میں بالغ ہو جانا اور رخصتی کے قابل ہو جانا کوئی ناممکن یا بعید از عقل نہیں ہے۔

تاریخ اور جدید سائنس اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ بلوغت کی عمر مختلف زمانے

اور مختلف علاقوں کے حساب سے مختلف ہوتی رہی ہے۔

موجودہ سائنسی تحقیقات اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ "لڑکیاں مکمل بلوغت کی عمر کو 9 سے 15 سال کی عمر کے درمیان کسی بھی وقت پہنچ سکتی ہیں۔

(http://www.livescience.com/1824-truth-early-puberty.html)

"The average temperature of the country is considered the chief factor with regard to Menstruation and Sexual Puberty"

(Women : An Historical, Gynecological and Anthropological compendium, Volume I, Lord and Brandsby , 1998, p. 563)

ترجمہ: کسی بھی علاقے کی بچیوں کے ایام حیض کے شروعات اور ازدواجی بلوغت کی عمر کو پہنچنے میں اس ملک کا اوسط جو درجہ حرارت ہے، وہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ان سارے دلائل کی روشنی میں اگر اس واقعے کو دیکھیں تو یہ اشکال کہ امی عائشہ رخصتی کے وقت نابالغ بچی تھیں، بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اور ان سارے واقعات اور تاریخی پس منظر کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو کسی کو بھی اس نکاح پر اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔ہاں! اگر کسی کے دل میں پہلے ہی سے مرض ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔ تاریخ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی اس عمر میں نکاح اور رخصتی کے متعدد واقعات موجود ہیں (ان کی مثالیں آگے پیش کی جائیں گی، ان شاء اللہ)۔

عرب کے معاشرے میں نو (9) سال کی عمر میں نکاح کرنا، اور بچہ جنم دینے کا رواج تھا؛ لہٰذا ان لوگوں کے لئے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ اور ظاہر سی بات ہے

کہ تاریخ صرف معروف لوگوں کی زندگیوں کے حالات محفوظ کرتی ہے، عام لوگوں کے نہیں۔ لہذا اگر غور کریں تو تاریخ انسانیت میں اب تک اس طرح کی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں شادیاں ہوتی چلی آئی ہیں، جن کو تاریخ کے اوراق محفوظ کرنے سے قاصر ہیں۔

جلدی شادی کی وجوہات

آج کے دور کے برعکس، ڈیڑھ ہزار سال قبل کالج یا یونیورسٹی میں باضابطہ تعلیم مکمل کرنے کا کوئی تصور نہیں تھا اور نہ ہی کسی ایک یا دوسرے شعبے میں روزگار کے مواقع ڈھونڈنے کا کوئی دباؤ ہوتا تھا، خاص طور پر خواتین کے لئے اور وہ بھی مکہ کے قبائلی معاشرے میں۔ اس طرح کی "مجبور کُن" تاخیری وجوہات کی عدم موجودگی میں، شادی کے قدرتی مرحلے کو بلوغت کے آغاز اور مناسب جسمانی نشوونما کے بعد زیادہ نہیں لٹکایا جاتا تھا۔ عموماً بلوغت سے بہت پہلے ہی رشتے کی بات پکی ہو جاتی تھی، اور بلوغت کے فوراً بعد رخصتی ہوتی تھی۔

ساتویں صدی کے عرب میں شادی کی مناسب عمر کے بارے میں تصورات، اور بلوغت کے آغاز کے بارے میں ذہنی نظریات بالکل مختلف تھے۔ لہذا اس وقت کے عرب معاشرے کو ہمارے اس معاشرے پر قیاس کرنا فضول ہے، جس میں کمسن لڑکیوں سے نکاح کو معاشرتی جرم سمجھا جاتا ہے۔ درحقیقت حضرت عائشہ سے کم عمری میں نکاح پر اعتراض ماضی قریب کی، اسلام مخالف ذہنیت کی پیداوار ہے۔

نکاح کی توجیہ غیر مسلم مؤرخین کے قلم سے

جیسے ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ صدیوں تک کسی غیر مسلم محقق نے بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ ﷺ کے نکاح کو لے کر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بیسویں

صدی کے شروع تک حضرت عائشہ کی چھوٹی عمر میں شادی کے مسئلے کو کسی مغربی مصنف نے بھی نہیں اٹھایا۔ اس کے برعکس 17 ویں صدی کے آخر میں ایک غیر مسلم مورخ ہمفری پریڈاکس نے اپنی کتاب

"The True Nature of Imposture, Fully Displayed in the Life of Mahomet"

میں اس شادی کی توجیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"Ayesha was then but six years old, and therefore he did not bed her till two years after, when she was full eight years old. For it is usual in those hot countries as it is all India over, which is in the same clime with Arabia, for women to be ripe for marriage at that age, and also to bear children the year following".

ترجمہ: اس وقت عائشہ صرف 6 سال کی تھیں اور انہوں (رسول اللہ ﷺ) نے ان سے دو سال تک خلوت نہیں کی، جب تک کہ وہ مکمل آٹھ سال کی نہیں ہو گئیں۔ کیوں کہ ان گرم ممالک میں یہ ایک معمول کی بات ہے، جیسا کہ پورے ہندوستان میں ہوتا ہے، جو کہ عرب کے موسم سے مماثلت رکھتا ہے، کہ وہاں کی خواتین اس عمر میں شادی کے لائق ہو جاتی ہیں اور اس سے اگلے سال بچے پیدا کرنے کے لئے بھی تیار ہوتی ہیں۔

(Prideaux, Humphrey, The True Nature of Imposture, Fully Displayed in the Life of Mahomet, 10th ed. (London: W. Baynes, 1808)Page number 37).

اس عمر میں شادی اور ماں بن جانے کے مشاہدہ کی تصدیق ای ڈبلیو لین E.W. Lane (d. 1876) نے بھی کی ہے، جو 19 ویں صدی کے پہلے حصے میں مصر میں رہتے تھے۔

وہ لکھتے ہیں:

"The Egyptian females arrive at puberty much earlier than the natives of colder climates. Many marry at the age of twelve or thirteen years; and some remarkably precocious girls are married at the age of ten: but such occurrences are not common. Few remain unmarried after sixteen years of age. An Egyptian girl at the age of thirteen, or even earlier, may be a mother".

Reference:

(Lane, Edward William, An Account of the Manners And Customs of the Modern Egyptians, Fifth ed. (London: J.M. Dent & Sons, 1908) Page number 161)

ترجمہ: مصری خواتین سرد آب و ہوا کے مقامی باشندوں کے مقابلے میں بلوغت کو بہت پہلے پہنچتی ہیں۔ بہت سی لڑکیاں بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں شادی کر لیتی ہیں۔ اور کچھ غیر معمولی لڑکیوں کی شادی دس سال کی عمر میں کر دی جاتی ہے: لیکن ایسے واقعات عام نہیں ہیں۔ چند ہی (لڑکیاں) سولہ سال کی عمر کے بعد غیر شادی شدہ رہ جاتی ہیں۔ ایک مصری لڑکی تیرہ سال کی عمر میں، یا اس سے بھی پہلے، ماں بن سکتی ہے۔

(Washington Irving (d. 1859) and William Muir (d. 1905)

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ واشنگٹن ارونگ اور ولیم مویر، جو کہیں سے بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمدرد نہیں تھے، انہوں نے اس مشہور حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ حضرت عائشہ شادی کے وقت کم عمر تھیں، مگر انہوں نے بھی اس واقعے کا ذکر ایک قابل ملامت

واقعہ کی حیثیت سے بالکل نہیں کیا۔ اگر یہ قصہ قابل اعتراض ہوتا تو وہ اپنی کتابوں میں اس کا اظہار ضرور کرتے۔

(Irving, Washington, The Life of Mahomet, (London: Henry G. Bohn, 1850) 63; William Muir, The Life of Mohammad, (Edinburg: John Grant, 1923) page number 113)

دوسری طرف، جان ڈیونپورٹ ((John Davenport (d. 1877) "جنہوں نے ایک عاجزانہ اور سنجیدہ کوشش کی تاکہ تاریخ میں حضرت محمد ﷺ پر سے غلط اور تنگ نظر الزامات دور کیے جاسکیں" آپ حیران ہونگے کہ انہوں نے حضرت عائشہ کی شادی کی عمر کا ذکر کرنے کو ضروری ہی نہیں سمجھا۔

ان کے علاوہ مسلمانوں میں محمد اسد صاحب نے بھی ایسے ہی ملتے جلتے واقعات کا ذکر کیا ہے، جب وہ بیسویں صدی کے شروع میں عرب میں رہائش پذیر تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

> "For anyone, however, who knows something about the rapid physical development of Arabian women there is hardly anything astonishing in such marriages. During my long sojourn in Arabia I have come across one or two cases where a girl of twelve became mother; and I was told, on very good authority, that sometimes even younger mothers have given birth to living children".

> ترجمہ: تاہم، جو بھی عرب خواتین کی تیز رفتار جسمانی نشوونما کے بارے میں کچھ جانتا ہے، اس کے لیے ایسی شادیوں میں شاید ہی کوئی حیران کن بات ہو۔ عرب میں اپنے طویل قیام کے دوران میں نے ایک یا دو ایسے واقعات دیکھے ہیں جن میں بارہ سال کی لڑکی ماں بن گئی۔ اور

مجھے بہت مستند ذرائع سے یہ بتایا گیا، کہ بعض اوقات اس سے بھی کم عمر لڑکیوں نے صحیح سالم بچوں کو جنم دیا ہے۔

(Asad, Muhammad, Sahih al-Bukhari: The Early Years of Islam, (Gibraltar: Dar al-Andalus, 1981) Page number 199)

حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں جن لوگوں نے آپ ﷺ کے پیغام کو جھٹلایا تھا، انہوں نے ہر طریقے سے آپ ﷺ کو بدنام کرنے اور آپ کو نیچا دکھانے کی کوششیں کی، وہ ہر اس موقعے کی تاک میں رہتے تھے کہ جس سے وہ آپ ﷺ کی شخصیت پر وار کر کے آپ کو مجروح کر سکیں، اور کسی طرح معاشرے میں آپ ﷺ کی شبیہ کو بگاڑ کر پیش کر سکیں۔ یہ لوگ کبھی آپ ﷺ کو جادوگر کہتے، کبھی کاہن کہتے، کبھی آپ ﷺ کو جھوٹا تو کبھی مجنون کہتے تھے، نعوذ باللہ من ذالک. مگر کبھی بھی ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ حضرت عائشہ سے آپ ﷺ کے نکاح کو لے کر کوئی اعتراض کریں یا طعنہ دیں، ایسا کیوں...؟؟؟

کیونکہ اس وقت ان کے سماج میں ان کے معاشرے میں یہ عام سی بات تھی، اور ان کے نزدیک وہ کوئی ایسی عیب کی بات نہیں تھی کہ جس کو بنیاد بنا کر وہ آپ کو طعنہ دے سکتے تھے۔

پیڈوفیلیا کا بہتان

سوال: اس وقت سوشل میڈیا پلاٹ فارمز پر ملحدین اور اسلاموفوبیہ کی طرف سے کثرت سے پوچھا جانے والا سوال، کہ کیا حضرت محمد ﷺ ایک پیڈو فائل تھے؟ معاذ اللہ (نقل کفر، کفر نباشد)

جواب: یہ ایک انتہائی گستاخانہ اور جارحانہ سوال ہے اور اس کا مختصر جواب

ہے، ہر گز نہیں۔

کاش کہ ہمیں اس عنوان پر دفاع کے لیے بھی بات کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ ایسے حساس موضوعات پر قلم کو جنبش دینے سے بھی وجود تھراتا ہے کہ کہیں شان رسالت میں گستاخی نہ ہو جائے۔ پر کیا کریں اس وقت ہماری موجودہ نوجوان نسل کو ان سوالوں کا جابجا سامنا ہے۔ لہذا ان کے ایمان کی حفاظت کی خاطر وضاحت ضروری ہے۔ اور ناموسِ رسالت ﷺ کا تحفظ ہماری ذمہ داری بھی ہے اور سعادت بھی۔ ہماری جان قربان ہے آقا ﷺ کی پاکیزہ زندگی پر۔

سوشل میڈیا پلاٹ فورمز پر، بعض لوگ اپنے اسلام مخالف جذبے میں اس حد تک گر جاتے ہیں، کہ وہ اپنی انا کی تسکین کی خاطر، حضرت محمد ﷺ کے حضرت عائشہ سے کم عمری میں نکاح کو بنیاد بنا کر، مسلمانوں کو اس الزام کے ساتھ طعنہ دیتے ہیں کہ حضرت محمد (ﷺ) ایک پیڈوفائل تھے، معاذ اللہ۔

دراصل یہ لوگ اپنی جہالت ، تاریخ سے عدم واقفیت اور اپنی کم عقلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کیونکہ تاریخی حقائق اور شواہد کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو یہ الزام بے بنیاد ہے۔

پیڈوفیلیا کیا ہے؟

آسانی سے سمجھنے کے لیے ہم اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلے ہم مختصراً اس لفظ کا مطلب اور اس کی نوعیت کو سمجھتے ہیں۔

دوسرا اہم، پیڈوفیلیا سے متاثرہ بچوں پر مرتب ہونے والے اثرات کو دیکھتے ہیں۔

پھر اس کے بل مقابل ہم سیرت مطہرہ کے کچھ پہلوؤں کو اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عظیم شخصیت کو سامنے رکھتے ہیں، جس سے اس الزام کا بے بنیاد ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔

آیئے پہلے اس لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں

"Pedophilia (alternatively spelled paedophilia) is a psychiatric disorder in which an adult or older adolescent experiences a primary or exclusive sexual attraction to prepubescent children".

(Gavin, Helen (2014). Criminological and Forensic Psychology. SAGE Publications. p. 155).

پیڈوفیلیا ایک نفسیاتی بیماری ہے جس میں بالغ افراد کو بچوں کے ساتھ جنسی فعل سرانجام دینے کی جانب رغبت ہوتی ہے۔ اس لفظ کے دو حصے ہیں: پیڈو کا مطلب بچہ اور فیلیا کا مطلب رجحان یا رغبت۔ ایسے نفسیاتی مریض کو پیڈوفائل کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے، نابالغ بچوں کے ساتھ جنسی رغبت اور جنسی فعل کا ارتکاب کرنے والا شخص۔

بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے والوں کی نفسیات کیسی ہوتی ہے؟

نابالغ بچوں کا جنسی استحصال کرنے والوں میں تین بنیادی خصوصیات ہوتی ہیں

(1) ان کا یہ رجحان طویل مدتی ہوتا ہے اور ان کا یہ رویہ مستقل مزاجی کے ساتھ ہوتا ہے۔

(2) ایسا شخص بچوں کو جنسی تسکین کے سامان کے طور پر ترجیح دیتا ہے۔

(3) ایسا شخص نابالغ بچوں کو اپنی حوس کا شکار بنانے کے لیے بہت ہی چالاکی سے نت نئے منصوبے بنا کر پھنساتا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ پیڈوفائل کے اندر یہ نفسیاتی بیماری طویل مدتی ہوتی ہے۔ اور وہ چوری چھپے، نابالغ بچوں کو بہلا پھسلا کر ان کے ماں باپ یا بڑوں کی لاعلمی میں، ان کا جنسی استحصال کرتا ہے۔

متاثرہ بچوں پر مرتب ہونے والے اثرات

جنسی استحصال کا شکار ہونے والے نابالغ بچوں پر مرتب ہونے والے اثرات پر کی گئی ایک تحقیق کے مطابق۔

جنسی استحصال کا بچوں پر گہرا نفسیاتی اثر ہو سکتا ہے، جو ان کی شخصیت کو تباہ کر دیتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد بھی اس کا اثر پوری زندگی ان کو پریشان رکھ سکتا ہے۔

''ٹروتھ پروجیکٹ'' نامی تحقیق کو ملنے والی انفارمیشن، کے مطابق، پیڈوفیل کے ہاتھوں استحصال ہونے والے متاثرین اور ان حملوں میں زندہ بچ جانے والوں نے، متعدد نفسیاتی یا ذہنی صحت سے جڑے مسائل کی اطلاع دی ہے جو ان کے ساتھ ہونے والے جنسی استحصال کا نتیجہ ہیں۔

رپورٹ ہونے والے سب سے عام مسائل

- ڈپریشن
- بااختیار لوگوں پر اعتمادی کی کمی
- خودکشی کے خیالات
- انگزائٹی یا بے چینی
- خود کو نقصان پہنچانا

- اور خودکشی کی کوشش وغیرہ۔

آن لائن مشاورت میں حصہ لینے والوں کا کہنا تھا کہ انہیں زیادہ تر انگزائٹی (بے چینی) اور خوف، ڈپریشن، خود کو نقصان پہنچانے اور خودکشی کے خیالات کا سامنا کرنا پڑا۔ گھبراہٹ کے حملے، خود اعتمادی کی کمی، جنون، کھانے پینے میں دشواری، اور الکحل اور منشیات کے استعمال کی بھی فورم کے اراکین نے اطلاع دی۔

"The impacts of child sexual abuse: a rapid evidence assessment Independent Inquiry into Child Sexual Abuse"(2017)

اوپر پیڈوفیلیا کے متعلق یہ مختصر سا انفارمیشن اس لیے پیش کیا ہے تاکہ، پہلے ہمارے سامنے یہ واضح ہو کہ پیڈوفیلیا کی تعریف کیا ہے، اور پیڈوفائل کیسے کام کرتے ہیں، اور ان کا شکار بننے والوں کی کیا حالت کرب ہوتی ہے، اور کیسے ان کی شخصیت مجروح ہو کر رہ جاتی ہے۔ اب اس کے برعکس حبیب پاک حضرت محمد رسول ﷺ کی پاکیزہ، منزہ، مبرا زندگی کو دیکھیں اور ساتھ میں سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ کی خوشحال ازدواجی زندگی اور آپ کی علمی قدر و منزلت کو دیکھیں، تو یہ واضح ہو جائے گا، کہ پیڈوفیلیا کا الزام کتنا بے تکا اور بے بنیاد ہے۔

اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دو اشعار پیش کرنے کو دل کرتا ہے، جو پوری دنیا کے نعتیہ کلام پر بھاری ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

وَ أَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَ أَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَیْبٍ
کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ سے زیادہ حسن و کشش رکھنے والا پیکر کبھی میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں۔ آپ سے بڑھ کر حسین و جمیل مولود کبھی کسی ماں نے جناہی نہیں۔ آپ ہر عیب و نقص سے پاک پیدا ہوئے، گویا آپ اپنی من چاہی صورت پر پیدا ہوئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے پہلے 54 سال تک صرف ایک ہی زوجہ محترمہ تھیں، اور وہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ؆ تھیں۔؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ ایک بیوہ عورت تھیں جن سے حضرت محمد ﷺ نے نکاح کیا تھا؟

اور کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں؟

یعنی جس وقت آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ؆ سے نکاح کیا اس وقت آپ پچیس سال کے خوبصورت اور حسین و جمیل نوجوان تھے اور اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔

یعنی حضرت محمد ﷺ نے اپنی زندگی کے عین جوانی کے ایام اس ایک بیوی حضرت خدیجہ کے ساتھ گذارے ہیں جو آپ سے 15 سال بڑی تھیں اور آپ ﷺ نے ان کی وفات تک ان سے تعلق رکھا، اور کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا، اور یہاں تک کے انکی وفات کے بعد بھی ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تعلق کو برقرار رکھا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ؆ کا رشتہ پیش کرنے والی خود ایک خاتون تھیں، جن کا نام حضرت خولہ بنت حکیم؆ تھا، جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں اتنی کم سنی میں ہی رشتے طے کر دیے جاتے تھے، کہ آپ ﷺ سے پہلے حضرت عائشہ کا رشتہ جبیر بن مطعم کے بیٹے سے طے ہو چکا تھا؟

> ”حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جبیر سے جا کر پوچھا کہ تم نے عائشہ کی نسبت اپنے بیٹے سے کی تھی، اب کیا کہتے ہو؟ جبیر نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ جبیر کا خاندان ابھی اسلام سے آشنا نہیں ہوا تھا، اس کی بیوی نے کہا: اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آگئی تو ہمارا بچہ بد دین ہو جائے گا ہم کو یہ بات منظور نہیں۔“ (مسند احمد، ۲۱۱/۶، سیرت عائشہ ص ۲۴)

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا نکاح خود ان کے باپ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پڑھایا تھا۔؟ کیا باپ سے بڑھ کر بھی کوئی اپنی بیٹی کا خیر خواہ ہو سکتا ہے۔؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ چھ سال کی عمر میں حضرت عائشہؓ کا نکاح تو ہو گیا تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کی رخصتی نہیں کروائی، کیوں کہ وہ اس وقت نابالغ بچی تھیں۔؟

یہ انتظار بتاتا ہے کہ معترضین کی طرف سے پیڈوفیلیا کا الزام کتنا بے معنی اور غیر معتبر ہے، کیوں کہ جو پیڈوفائل ہوتا ہے اس کی نفسیات اس کو اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ نابالغ سے تعلق قائم کرے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے والدین نے خود رخصتی کی درخواست کی تھی؟

عرب معاشرے کے رواج کے مطابق، نو سال کی عمر میں حضرت عائشہ کی رخصتی ان کی بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد ہی ہوئی تھی۔ اس بات کا اہم ثبوت اس حقیقت میں ہے کہ نکاح کے تقریباً تین سال کے بعد ان کے والدین کے کہنے پر رخصتی کی گئی۔ وہ

کہتی ہیں

''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَ بِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتٍّ فَاسْتَحَثَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَايَ بِالْبِنَاءِ.''

(پیغمبر ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب میں چھ سال کی تھی۔ اس کے بعد میرے والدین نے رخصتی کرنے پر زور دیا (تین سال بعد)۔)

پھر حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

''إِنَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ مَعَ عِيَالِ أَبِي بَكْرٍ، وَنَزَلَ آلُ رَسُولِ اللّٰهِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ يَبْنِي الْمَسْجِدَ وَأَبْيَاتًا حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَنْزَلَ فِيهَا أَهْلَهُ، وَمَكَثْنَا أَيَّامًا فِي مَنْزِلِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا يَمْنَعُكَ مِنْ أَنْ تَبْنِيَ بِأَهْلِكَ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الصَّدَاقُ». فَأَعْطَاهُ أَبُو بَكْرٍ الصَّدَاقَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَةً وَنَشًّا، فَبَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا.''

(الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبَرَانِيِّ: 18591)

ترجمہ: اس کے بعد ہم مدینہ پہنچے، اور میں ابو بکرؓ کے بچوں کے ساتھ تھی اور (ابو بکرؓ) نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے۔ مؤخر الذکر اس وقت مسجد اور اس کے ارد گرد ہمارے گھر بنانے میں مصروف تھے، جہاں انہوں نے (بعد میں) اپنی بیویوں کو رکھا۔ ہم ابو بکرؓ کے گھر میں

کچھ دن رہے۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے (نبی ﷺ) سے پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی اہلیہ کو رخصت کیوں نہیں کرا لیتے؟ اِس میں کیا رکاوٹ ہے؟ (مراد یہ تھا کہ آپ اپنی زوجہ اپنے گھر کیوں نہیں بلوا لیتے؟)۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اِس وقت میرے پاس مہر اداء کرنے کے لیے رقم موجود نہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کو ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی 500 درہم دیے۔ سرورِ عالم ﷺ نے یہ تمام رقم حضرت عائشہؓ کو بھجوا دی اور اِس طرح آپ ﷺ کی رخصتی عمل میں آئی"۔

غور فرمائیں کہ لڑکی کے والد حضرت ابو بکرؓ کو نبی ﷺ کو یاد دہانی کے طور پر کہنا پڑا کہ وہ اپنی دلہن کو لے جائیں، لہذا مؤرخین لکھتے ہیں کہ

"یہ یاد دہانی یہ بھی دلالت کرتی ہے کہ تب تک حضرت عائشہ بلوغت کو پہنچ چکی تھیں، اور حضرت ابو بکرؓ کو اس کا علم ہو چکا تھا"۔

کیا والدین سے بہتر کوئی بچی کی رخصتی کی مناسب عمر کو سمجھ سکتا ہے۔؟

(Asad, Muhammad, Sahih al-Bukhari – The Early Years of Islam (Gibraltar: Dar al-Andalus, 1981) page number 199)

ایک تاریخی حقیقت

اس تاریخی حقیقت کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ پچھلے زمانوں میں نکاح کے لیے کوئی قانونی عمر کا تصور نہیں تھا، کسی لڑکی یا لڑکے کا بالغ ہو جانا ہی ان کی شادی کے لیے مناسب عمر سمجھا جاتا تھا اور صدیوں تک دنیا میں اسی پر عمل رہا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی والدہ کا ان کی جسمانی نشو و نما کا خیال رکھنا

کیا آپ جانتے ہیں کہ جس طرح ہمارے گھروں میں مائیں رخصتی سے پہلے بچیوں کو کھلا پلا کر صحت مند بنانے کی کوشش کرتی ہیں، اسی طرح حضرت عائشہ کی والدہ نے ان کی جسمانی نشو و نما میں خصوصی دلچسپی لی تھی، جو بظاہر ان کو ازدواجی زندگی کے لئے تیار کرنے کے لئے تھی۔ خود حضرت عائشہ بتاتی ہیں:

''كَانَتْ أُمِّي تُعَالِجُنِي لِلسَّمْنَةِ تُرِيدُ أَنْ تُدْخِلَنِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا اسْتَقَامَ لَهَا ذٰلِكَ، حَتَّى أَكَلْتُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ كَأَحْسَنِ سَمْنَةٍ.''

(سُنَنُ ابْنِ مَاجَهْ/ كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ/ حَدِيثُ: 3324)

''ام المؤمنین عائشہ کہتی ہیں میری ماں میرے موٹا ہونے کا علاج کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر سکیں، لیکن کوئی تدبیر بن نہیں پڑی، یہاں تک کہ میں نے ککڑی کھجور کے ساتھ ملا کر کھائی، تو میں اچھی طرح موٹی ہو گئی۔''

اس حدیث کے مختلف طرق کے مطابق نہ صرف ان کی والدہ؛ بلکہ ان کے علاوہ افراد بھی ان کی نشو و نما پر مطمئن تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی والدہ ان کو ازدواجی زندگی کے لئے تیار کر رہی تھیں۔ اس میں ایک عقلی دلیل ہے کہ کسی بھی قسم کے شکوک و شبہات ایک ماں کے یقین کی جگہ نہیں لے سکتے، کم از کم کسی لڑکی کے پوشیدہ معاملات کے حوالے سے نہیں۔

حضرت عائشہؓ کی کامیاب اور خوشحال ازدواجی زندگی

اوپر ہم نے پیڈوفیلیا سے متاثرہ مظلوم بچیوں کی تکلیف دہ، نفسیاتی مسائل میں

گھری ہوئی اور احساس کمتری میں مبتلا زندگی کے بارے میں بتلایا تھا، اب اس کے بر خلاف سیدہ عائشہ کی خوشحال ازدواجی زندگی اور کامیاب عالی مرتبت شخصیت کو دیکھیں اور خود فیصلہ کریں کہ اس نکاح پر پیڈوفیلیا کا الزام کتنا بے تکا اور بے بنیاد ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو اپنے شوہر حضرت محمد ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اے اللہ کے نبی! آپ مجھے مکھن اور شہد ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہیں۔

کیا آپ کو پتا ہے کہ حضرت عائشہ کو اپنے نکاح پر اور نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہونے پر صرف خوشی ہی نہیں بلکہ فخر تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں فخر نہیں کرتی؛ بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتی ہوں کہ دنیا میں ۹ چیزیں ایسی ہیں جو صرف اللہ نے مجھے عطا کی ہیں میرے سوا کسی کو نہیں ملیں:

1) خواب میں فرشتے نے حضور ﷺ کے سامنے میری صورت پیش کی۔
2) جب میں سات برس کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا۔
3) جب میرا سن 9 برس کا ہوا تو رخصتی ہوئی۔
4) میرے سوا کوئی کنواری بیوی آپ ﷺ کی خدمت میں نہ تھی۔
5) آپ ﷺ جب میرے بستر پر ہوتے تب بھی وحی آتی تھی۔
6) میں آپ ﷺ کی محبوب ترین بیوی تھی۔
7) میری شان میں قرآن کی آیتیں اتریں۔
8) میں نے جبریل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔
9) آپ ﷺ نے میری گود میں سر رکھے ہوئے وفات پائی۔

(الْمُسْتَدْرَكُ لِلْحَاكِمِ / جِلْدُ 4 / ص 11، مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ / ج 18 / ص 125)

کیا آپ نے اس سے زیادہ خوشحال اور شکر گزار کسی شادی شدہ خاتون کو دیکھا ہے؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اپنی زوجہ حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ لگاتے تھے۔؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ کی دلجوئی کے لیے آپ ﷺ انہیں حبشیوں کے کھیل دکھلاتے تھے؟

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور اکرم ﷺ کی محبوب ترین رفیقہ حیات تھیں۔ وہ حسین و جمیل ہی نہیں بلکہ نہایت ذہین، عقل مند، معاملہ فہم، دور رس نگاہ کی حامل تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی علمی قدر و منزلت

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے علم وفضل کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے درمیان ایک گرانڈ مفتی کا درجہ رکھتی تھیں۔؟

تفسیر، علم حدیث فقہ و قیاس، عقائد اور خواتین کے بارے میں خصوصی علوم کی حامل تھیں۔

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ

"سیدہ عائشہؓ پوری امت کی عورتوں سے زیادہ عالمہ، فاضلہ، فقیہہ تھیں۔"

آپؓ کے مایہ ناز شاگرد، بھانجے اور تربیت یافتہ حضرت عروہ رحمہ اللہ بن زبیرؓ کا قول ہے:

"مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرِیْضَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ

وَلَا بِفِقْهٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسبٍ مِّنْ عَائشَة۔''

(تذکرۃ الحفاظ)

ترجمہ: "میں نے قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔"

طبقاتِ ابن سعد میں ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ

"میں نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ نہ کسی کو سنتِ رسول (ﷺ) کا عالم دیکھا، نہ کسی ایسے معاملے میں جس میں رائے کی حاجت ہو، ان سے زیادہ کسی کو فقیہ دیکھا اور نہ کسی آیت کے شان نزول میں ان سے زیادہ عالم دیکھا اور نہ فرائض میں کسی کو آپ ﷺ سے بڑھ کر پایا۔"

اسی طرح عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں:

''کَانَتْ عَائِشَۃُ اَفْقَہَ النَّاسِ وَاَعْلَمَ النَّاسِ وَاَحْسَنَ النَّاسِ رَاْیًا فِی الْعَامَّۃِ۔'' (الِاسْتِيعَابُ فِي مَعْرِفَةِ الْأَصْحَابِ: ج 2، ص 109)

یعنی (عام معاملات میں حضرت عائشہؓ سب سے بڑھ کر فقیہہ، سب سے بڑی عالمہ اور رائے و مشورہ میں سب سے بڑھ کر تھیں۔)

امام زہری رحمہ اللہ ان تمام باتوں کا احاطہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی ازواج کے بارے میں فرماتے ہیں:

''لَو جُمِع عِلْمُ النَّاسِ کُلّھم ثُمّ عِلمُ اَزْوَاجِ النَّبی ﷺ فکَانَت عائشۃُ وُسْعٰھم عِلماً۔'' (طَبَقَاتُ ابْنِ سَعْدٍ، الْإِصَابَةُ فِي تَمْيِيزِ الصَّحَابَةِ)

(اگر تمام مردوں اور اُمّہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے وسیع تر ہو گا۔)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ صدیقہؓ علم کا بحرِ بے کنار تھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حتیٰ کہ روایات میں آتا ہے کہ کبار صحابہ بھی حضرت عائشہؓ سے وراثت جیسے پیچیدہ مسائل پر مشورہ لیتے تھے۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے فقہ، طب اور شعر میں حضرت عائشہؓ سے زیادہ علم والا نہیں دیکھا۔'' (الإِصَابَةُ فِي تَمْيِيزِ الصَّحَابَةِ لِابْنِ حَجَرٍ: ج 8، ص 18)

ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل ہے:

''مَارَاَيْتُ اَفْصَحَ مِن عَائِشَةَ-'' ------ (میں نے عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔)

(سنن الترمذي: رقم الحديث: 3384)

حضرت محمود لبید کہتے ہیں

''رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو احادیث کی ایک بڑی تعداد یاد تھی ؛ مگر حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرح کوئی یاد نہیں رکھتا تھا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد: ج2 ص375)

حضرت عائشہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں اور اس کے بعد اپنی وفات کے وقت تک فتویٰ دیتی تھیں۔ (طبقاتِ ابن سعد: ج2 ص375)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ ان سے مختلف

مسائل پر نبوی اسوہ کے بارے میں استفسار کرتے تھے۔

(طبقاتِ ابن سعد:ج2 ص375)

ابن حزم کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے 2210 احادیث مروی ہیں۔

مزید بر آں، ان کی تحقیق پسند فطرت اور رسول اللہ ﷺ سے بے تکلفی کی وجہ سے وہ آپ ﷺ سے وہ سب سوالات کر لیتی تھیں، جو دوسرے نہ کر پاتے تھے۔

یہ تفصیلات ہمیں حضرت عائشہؓ کا ایسا روپ دکھاتی ہیں، جو ایک مظلوم کم عمر لڑکی کا نہیں ہے؛ بلکہ ایک پر اعتماد اور واجب التعظیم اسکالر عائشہؓ کا ہے جو اسلام کو خالص اور پاک کرنے اور اس کی ترویج کی صف اول میں کھڑی نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ امی جان پر اپنی رحمتوں کا نزول کرے۔

حضرت عائشہ سے نکاح پر اعتراض؛ مگر کس کو؟

- جس نکاح پر خود لڑکی کو کوئی اعتراض نہیں تھا (بلکہ فخر تھا)۔
- جس نکاح پر لڑکی کے والد کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔
- جس نکاح پر لڑکی کی والدہ کو کبھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔
- جس نکاح پر مکہ والوں کو کبھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔
- جس نکاح پر مدینہ منورہ والوں کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔
- جس نکاح پر عرب معاشرے کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔
- جس نکاح پر عرب کے دشمنان اسلام نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔
- جس نکاح پر سیرت نگاروں نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اس نکاح کو لے کر آج چودہ سو سال کے بعد کسی کو کیوں کر اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور ان کا یہ اعتراض کیوں کر قابل قبول ہو سکتا ہے؟ ان ساری وضاحتوں کے بعد بھی اگر

کوئی بے جا تبصرے کرتا ہے، تو اس کے لیے کیا کہا جا سکتا ہے، سوائے اس کے کہ جو قرآن کہتا ہے۔

قولہ تعالی:

﴿ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴾ (سُورَةِ البَقَرَةِ الآيَة:10)

ترجمہ: ان کے دلوں میں مرض تھا۔ خدا نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت عائشہ کے درمیان عمر کا فرق

حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح کے وقت حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک 54 سال تھی

(ماخوذ سیرت مصطفی، ج:۳، ص:۱۵۶، ط: عمر فاروق)

اعتراض: اگلا اعتراض اس بات کو لے کر کیا جاتا ہے کہ کیا یہ بات اخلاقی نقطہ نظر سے ٹھیک ہے کہ ایک شخص 54 سال کی عمر میں 9 سال کی لڑکی سے شادی کرے۔

ظاہر سی بات ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ، جو تاریخی حالات اور قدیم زمانے کے چیلینجز سے ناواقف ہے، اس کے لیے ان حقائق پر حیرانی بالکل بجا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض مرتبہ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ انسانی نفسیات میں کچھ ایسی گہری اور مہیب تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں کہ ماضی قریب بھی کسی دوسری دنیا کی داستان لگتی ہے۔ مثلاً پچھلے زمانوں میں انسانوں کے علاج و معالجے کے طریقے کو ہی لے لیں، تو موجودہ دور کے میڈیکل سائنس کے اصولوں کے مطابق آج وہ طریقے انتہائی ظالمانہ اور جارحانہ نظر آتے ہیں، کہ کہیں مریض کے جسم کو گرم لوہے سے داغا جا رہا ہے، تو کہیں زخمی انسان کے ہاتھ یا پاؤں کو بغیر انیستھیشیا کے کاٹا جا رہا ہے۔ نہ کوئی ڈس انفیکشن ہے نہ اسٹرلائزیشن ہے، نہ لوکل انستھیشیا ہے نہ پین کلر ہے وغیرہ وغیرہ۔

لہذا موجودہ نسل کو لگے لگا کہ اس زمانے کے معالجین کتنے ظالم اور سفاک تھے کہ وہ ایسی میڈیکل پریکٹس کرتے تھے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے کی سخت ترین حالات زندگی میں علاج کا یہی طریقہ رائج تھا۔ چنانچہ موجودہ سہولیات اور تبدیلیوں کو سامنے رکھ کر پرانے دور کے معالجین کی پراکٹیس پر تنقید کرنا ناانصافی ہے۔

اسی طرح سخت ترین صحرائی ماحول میں زندگی گزارنے کے لیے شادیوں کا یہی طریقہ رائج تھا، کیونکہ کہ لوگوں کی مدت عرصہ زندگی (Life expectancy) تھوڑی ہوتی تھی، وہاں پر لڑکیوں کے لیے شادی کی عمر، اور شوہر اور بیوی کے درمیان عمر کا تفاوت وغیرہ، آج کے دور کے مقابلے میں کافی مختلف ہوتا تھا۔ لہذا کسی بھی ذی شعور اور صاحب عقل کے لیے یہ رویہ مناسب نہیں ہے کہ زمان و مکاں سے بے نیاز ہو کر موجودہ زمانے کے اخلاقی قدر کو مطلق مانتے ہوئے ماضی پر بھی بد اخلاقی یا جہالت کے فتوے جڑ دے۔

آرٹیفیشل انٹیلیجنس یا مصنوعی ذہانت

آج دنیا میں ہر طرف ”آرٹیفیشل انٹیلیجنس“ کی ٹیکنالوجی کا بول بالا ہے، لہذا کسی بھی تفصیل میں جانے سے پہلے، آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کے متعلق ”چیٹ جی پی ٹی“ کا کیا کہنا ہے۔ جب میں نے اس طرح کا سوال، چیٹ جی پی ٹی سے کیا تو اس کی مصنوعی ذہانت نے جو جواب دیا وہ حیران کن ہے، وہ کہتی ہے:

By Copilot:

"Historical context is crucial when evaluating the actions and decisions of historical figures. Societal norms, laws, and ethical standards have evolved significantly over time, and what might seem

unacceptable today could have been commonplace or even necessary in the past.

For example, age differences in marriages were often viewed differently in various historical periods. In many cultures, it was normal for older men to marry much younger women, often for reasons related to social, economic, or political alliances. Judging these practices by today's standards can lead to misunderstandings about the past".

ترجمہ: تاریخی شخصیات کے کام اور فیصلوں کا جائزہ لیتے وقت تاریخی تناظر اہم ہوتا ہے۔ سماجی اصول، قوانین، اور اخلاقی معیارات وقت کے ساتھ ساتھ نمایاں طور پر تبدیل ہوئے ہیں، اور جو کچھ آج ناقابل قبول معلوم ہوتا ہے وہ ماضی میں عام یا ضروری بھی ہو سکتا تھا۔

مثال کے طور پر، مختلف تاریخی ادوار میں شادیوں میں عمر کے فرق کو اکثر مختلف انداز میں دیکھا جاتا تھا۔ بہت سی ثقافتوں میں، بڑی عمر کے مردوں کے لیے بہت کم عمر عورتوں سے شادی کرنا معمول کی بات تھی، اکثر سماجی، اقتصادی یا سیاسی اتحاد سے متعلق وجوہات کی بنا پر۔ ان طریقوں کو آج کے معیارات سے پرکھنا ماضی کے بارے میں غلط فہمیوں کا باعث بن سکتا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"It is unfair to judge historical figures by modern standards of morality, ethics, and social norms rather than the mores of their own time and culture".

ترجمہ: تاریخی واقعات اور شخصیات کو ان کے اپنے وقت اور معاشرے کے اصول اور اخلاقیات پر پرکھنے کے بجائے، موجودہ دور کے سماجی اصولوں کے جدید معیارات سے پرکھنا ناانصافی ہے۔

چیٹ جی پی ٹی سے اقتباس ختم ہوا۔

اوپر ذکر کردہ آرٹیفیشل انٹیلیجنس کے اس جواب کے بعد مزید کسی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے؛ لیکن پھر بھی ہم چند غیر مسلم مصنفوں کی توجیہات اور ساتھ میں دوسری مذہبی اور تاریخی شخصیات کی زندگیوں سے مثالیں پیش کرتے ہیں تاکہ کسی کے دل میں کوئی خلش باقی نہ رہے۔

صرف یہی قصہ زیر بحث کیوں؟

صرف امی عائشہ کا قصہ ہی کیوں زیر بحث ہے؛ حالاں کہ کئی حوالے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ کوئی انوکھا معاملہ نہیں تھا، بلکہ تاریخ میں متعدد معروف شخصیات اور حکمران ایسے ہیں، جنہوں نے، بڑی عمر کے ہونے کے باوجود اپنے سے بہت کم عمر کی لڑکیوں سے شادیاں کی تھیں۔ کیونکہ شوہر اور بیوی کے درمیان عمر کا زیادہ فرق ہونا اس دور کی ضرورت تھی اور معاشرے میں اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ صرف عالم عرب یا مسلمانوں کی بات نہیں ہے، بلکہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور چین وغیرہ میں بھی لوگ اس پر عمل پیرا تھے۔ درحقیقت اس زمانے کے چیلینجس کو سامنے رکھتے ہوئے، لوگ سیاسی، سماجی، معاشی، اقتصادی اور مذہبی بنیادوں کو مد نظر رکھ کر اپنی بچیوں کی شادیاں بڑی عمر کے قابل احترام مردوں سے کر دیا کرتے تھے، جس میں دونوں کے درمیان عمر کا تفاوت ان کے لیے کوئی خاص معنی نہیں رکھتا تھا۔

عمر کے درمیان تفاوت کی تاریخ سے چند مثالیں

1-Ethelwulf, King of Wessex

جس کی عمر 61 سال تھی اس نے اکتوبر 856 عیسوی میں Judith of Flanders سے شادی کی جس کی عمر اس وقت 12 سال تھی۔

2-Rollo

فرانس کی لڑکی گسیلا Gisela جس کی عمر اس وقت 5 سال تھی، اس کی شادی 911 عیسوی میں 51 سالہ رولو Rollo سے ہوئی۔

3 - Charles the Simple

مغربی فرانس کے بادشاہ چارلس کا نکاح اس کی چالیس 40 سال کی عمر میں ایک سولہ 16 سالہ لڑکی Eadgifu of Wessex سے 919 عیسوی میں ہوا۔

4 - Rudolph II of Burgundy

922 عیسوی میں 42 سالہ رولف 2 نے ایک پندرہ 15 سال کی لڑکی Bertha of Swabia سے شادی کی۔

5-Gévaudan, in circa

955 عیسوی میں بڑی عمر کے گیواوڈان نے پندرہ 15 سال کی لڑکی Adelaide-Blanche of Anjou سے شادی کی۔

Tancred-6

گیلیلی کا شہزادہ ٹینکریڈ نے اپنی 30 سال کی عمر میں 8 سال کی فرانسیسی لڑکی Cecile of Franceسے شادی کی۔

Theobald V, Count of Blois-7

34 سالہ تھیوبالڈ نمبر 5، نے 1164 میں فرانس کی ایک چودہ14 سالہ لڑکی الکس Alix of Franceسے شادی کی۔

Henry the Lion-8

1168 میں ہینری دی لاین کی عمر تقریباً چالیس 40سال تھی جب اس نے، انگلینڈ کے ہینری نمبر 2 کی گیارہ 11 سالہ بیٹی مٹلڈاMatilda of Englandسے شادی کی۔

Toyotomi Hideyori-9

جاپان کا مشہور بادشاہ ٹویوموٹومی حیڈیوری جس کو کانگسی شہنشاہ بھی کہا جاتا ہے، جس نے پورے جاپان کو متحد کیا، اس کا نکاح 1603 میں ایک 7 سال کی لڑکی Senhime سے ہوا۔ اس کی متعدد بیویوں میں ایک 11 سال کی لڑکی Empress Xiaochengren بھی تھی جس سے اس نے 1665 میں اپنی عمر کے 72 ویں سال میں شادی کی تھی.

Daoguang Emperor-10

یہ شخص چنگ خاندان کا ساتواں شہنشاہ تھا، اور چین پر حکومت کرنے والا چھٹا چنگ شہنشاہ تھا، اس کی ایک بیوی کا نامEmpress Xiaomucheng تھا ، جس کے

ساتھ اس نے 1796 میں شادی کی جس وقت اس کی عمر 14 سال تھی۔

پھر 1809 میں اس نے ایک 16 سال کی لڑکی Empress Xiaoshencheng سے شادی کی۔

پھر اس نے 1821 میں جس وقت کہ اس کی عمر 40 سال کے قریب تھی، ایک 12 سال کی لڑکی Empress Xiaoshencheng سے شادی کی۔

پھر 1825 میں جس وقت اس کی عمر 44 سال تھی، اس نے 12 یا 13 سالہ Empress Xiaojingcheng سے شادی کی۔

غیر مسلم پروفیسروں کی وضاحت

1- Professor Colin Turner

انگلینڈ میں "یونیورسٹی آف ڈرہم" کے ایک غیر مسلم پروفیسر کولن ٹرنر۔ جو کہ "مڈل ایسٹ اسٹڈیز ڈیپارٹمنٹ" میں اسلامک تھیالوجی کے ماہر ہیں، وہ حضرت عائشہ سے پیغمبر اسلام ﷺ کی شادی کے سیاق وسباق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ترجمہ: ایک بڑی عمر کے آدمی اور ایک نوجوان لڑکی کے درمیان شادی کا اعرابیوں میں رواج تھا، جیسا کہ آج بھی دنیا بھر کے بہت سے معاشروں میں ہے۔ محمد (ﷺ) کے زمانے میں لڑکوں اور لڑکیوں کی پیدائش کے ساتھ ہی شادی کا ایک دوسرے سے وعدہ کیا جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی، خاص طور پر اگر یہ اتحاد متعلقہ خاندانوں کے لیے براہ راست سیاسی اہمیت کا حامل ہو۔"

Professor Colin Turner "Islam : the Basics" published by 102utledge 2006 pages 34-35.

Karen Armstrong -2

کیرن آر مسٹر انگ جو کہ ایک عیسائی خاتون اور مذہبی اسکالر ہیں، جو کہ اسلام، عیسائیت، یہودیت، اور بدھ مت پر ایک بہت ہی ممتاز اور قابل پبلشر ہیں، وہ اپنی سیرت پر لکھی ہوئی کتاب میں اس کی توجیح کچھ اس طرح پیش کرتی ہیں:

”(حضرت)عائشہ کے ساتھ محمد (ﷺ) کی منگنی میں کوئی بات نامناسب نہیں تھی، اس زمانے میں آپسی اتحاد کے لیے معاہدے کے طور پر اکثر بالغوں اور نابالغوں کے درمیان رشتے طے کر دیے جاتے تھے، جو کہ (حضرت) عائشہ سے بھی کم عمر ہوتے تھے۔ یہ رواج یورپ میں ماڈرن زمانے کے ابتدائی دور تک جاری رہا۔ (حضرت) عائشہ کی رخصتی، اور لڑکیوں کی طرح بلوغت کے بعد ہی ہوئی ہے۔ بلوغت سے پہلے رخصتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔“

Muhammad : A Prophet for Our Time" published by harpercollins

تاریخ سے مزید چند مثالیں

Afonso III of Portugal -11

1253 میں پرتگال کے افانسو نمبر 3 نے، جس وقت کے اس کی عمر 43 سال تھی، ایک 11 سال کی لڑکی Beatrice of Castile سے شادی کی۔

Agnes of France -12

اگنیس آف فرانس صرف 8 سال کی تھی، جب اس کی منگنی 1180 میں الیکسیوس نمبر 2 Alexios II Komnenos سے ہوئی، اور پھر اگلے سال یعنی نو 9

سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ پھر شادی کے صرف تین سال کے بعد 1183 میں 12 سال کی عمر میں وہ بیوہ ہو گئی۔ اس کے دو سال بعد، یعنی چودہ 14 سال کی عمر میں، ان کی شادی 65 سال کے انڈرونیکس Andronicus Comnenus سے ہوئی۔

13- King Richard II of England

30 سالہ انگلینڈ کے بادشاہ رچرڈ 2 نے، 6 سال کی فرانس کی شہزادی آئزابیلا (Isabella of Valois) سے شادی کی۔

14- Henry II, Duke of Lorraine

اپریل 1606 میں، 42 سالہ ہنری II، ڈیوک آف لورن کی شادی 14 سالہ مارگریٹا گونزاگا (Margherita Gonzaga) سے ہوئی۔

15- Alexander I of Scotland

1107 میں اسکاٹ لینڈ کے لیگزینڈر نمبر 1، نے جب کے ان کی عمر 30 سال کے قریب تھی، اپنے سے آدھی عمر کی ایک پندرہ 15 سالہ لڑکی سئ بلا Sybilla of Normandy سے شادی کی۔

16- Henry I of England

1110 میں انگلینڈ کے ہینری 1 – نے اپنی 8 سالہ بیٹی Matilda کی شادی Henry V, سے طے کر دی اور بارہ 12 سال کی عمر میں 1114 عیسوی میں اس کی شادی اور رخصتی کی۔ جس وقت اس کے شوہر ہینری کی عمر 28 سال تھی۔

Henry of Bohemia -17

1306 میں ہینری آف بوہیمیا نے، 41 سال کی عمر میں تقریباً 15 سال کی لڑکی انا پریمئی سلوونا(Anna Přemyslovna) سے شادی کی۔

Philip I, Prince of Taranto -18

جولائی 1313 میں 34 سالہ، ٹرانٹو کے شہزادے پھلپ 1 نے 10 سال کی لڑکی کیتھیرائین Catherine of Valois–Courtenay سے شادی کی۔

Engelbert I of Nassau -19

1403 میں، اینگل برٹ 1 نے 34 سال کی عمر میں 11 سال کی لڑکی Johanna van Polanen سے شادی کی۔

James II, Count of La Marche -20

1406ء میں 36 سالہ جیمز 2، نے ایک 13 سالہ لڑکی بیاٹرائس (Beatrice of Navarre) سے شادی کی۔

مغربی دنیا میں جب اسلام بڑی تیزی سے پھیلنے لگا تو عیسائی مشنریوں نے، مغربی دنیا کی نئی نسل کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متنفر کرنے کے لیے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ ﷺ کے نکاح کو بنیاد بنا کر بے تکے اعتراضات کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ یہ سلسلہ تقریباً 1950 عیسوی کے آس پاس شروع ہوا۔ ورنہ اس سے پہلے کسی کو اس نکاح پر اشکال کا خیال بھی نہیں گزرا۔ پھر ہندوستان میں چند سالوں سے، جب مستقل

پیشے کے طور پر آئی ٹی سیل کی ایک بڑی ٹیم نے، سوشل میڈیا پر اسلام مخالف محاذ پر کام کرنا شروع کیا، تو انہوں نے مغربی دنیا سے ہر اس اعتراض اور پروپیگنڈا کو لیا جو مسلمانوں کی شبیہ کو بگاڑ کر پیش کرنے میں مؤثر ثابت ہو سکتا تھا، اسی میں حضرت عائشہ سے نکاح کا عنوان بھی شامل ہے۔ اس طرح یہ اشکال مغربی دنیا سے بھارت منتقل ہوا۔

شیشے کے گھروں سے پتھر

شیشے کے گھروں میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا عقلمندی نہیں ہوتی ہے۔ جو عیسائی حضرت محمد ﷺ کی مذمت کرتے ہیں، وہ دراصل کنواری مریم (علیہا السلام) کی مذمت کرتے ہیں، اور بائبل میں ذکر کردہ سینٹ جوزف کی مذمت کرتے ہیں، اور اولڈ ٹیسٹیمنٹ میں موجود ابراہم (ابراہیم علیہ السلام) کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ان ہزاروں چرچوں کے ان لاکھوں پادریوں کی مخالفت کرتے ہیں جو پچھلے کئی ہزار سال سے بائبل کی تعلیمات کے مطابق، بلوغت کے فوراً بعد لڑکی کا نکاح کر دیے جانے کے قائل تھے اور پچھلی صدی تک اس پر عمل پیرا تھے۔ مزید یہ کہ وہ انگلینڈ کے رائل فیملی کے ان ہزاروں عیسائی بادشاہوں اور شہزادوں کی مذمت کرتے ہیں جن کے لیے شوہر اور بیوی کے درمیان عمر کا فرق کوئی خاص معنی نہیں رکھتا تھا، اور جن کی شادیاں 6 سے 16 سال کے درمیان کی لڑکیوں سے ہوتی تھیں۔ (مزید مثالیں آگے پیش کی جائیں گی)

اور جو ہندو اس نکاح کی مذمت کرتے ہیں وہ انجانے میں شری رام جی کی مذمت کرتے ہیں، منوسمرتی اور مہابھارت کی مذمّت کرتے ہیں۔ شیوا جی مہاراج، مہاتما گاندھی، بھیم راؤ امبیڈکر وغیرہ کی مذمّت کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ پوری تاریخ انسانیت میں ان لوگوں کی اکثریت کی مذمت کرتے ہیں، جن کے لیے جوانی بلوغت سے شروع

ہوتی تھی، اور وہی شادی کی عمر کہلاتی تھی۔ بشمول ہندوستان اور گرد ونواح کے علاقوں کے۔(مثالیں پہلے گزر چکی ہیں)

تورات اور بائبل کے مطابق انبیاء علیہم السلام کے نکاح

1- ابراہم (ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام)

جب متعصب یہودی اور عیسائی مشنری حضرت محمد ﷺ کو ان سے تقریباً چالیس سال چھوٹی لڑکی سے شادی کرنے پر ملامت کرتے ہیں تو وہ دراصل اپنی بائبل میں موجود انبیاء پر بھی حملہ آور ہوتے ہیں۔ کیا انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ یاد نہیں ہے، کہ ان کی اپنی بائبل کے مطابق جب حضرت ہاجرہ کی رخصتی ہوئی تو وہ اس وقت ان سے ساٹھ یا ستر سال چھوٹی تھیں؟ اگر عیسائیوں کو حضرت محمد ﷺ کے پچاس کی دہائی میں ہونے سے کوئی مسئلہ ہے، تو وہ اس پر کیا کہنا چاہیں گے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت اسّی کی دہائی میں تھے؟ ہم پڑھتے ہیں:

"Sara his wife took her Egyptian maidservant Hagar and gave her to her husband to be his wife. He (Abram) slept with Hagar, and she conceived. So Hagar bore Abram a son, and Abram gave the name lshmael to the son she had borne. Abram was eighty-six years old when Hagar bore him Ishmael".

(Genesis, Chapter l6, verses |4, 15-16, NIV)

ترجمہ: ان کی بیوی سارہ نے اپنی مصری باندی ہاجرہ کو لے کر اسے اپنے شوہر کو دے دیا کہ وہ ان کی بیوی بنے۔ وہ (ابراہیم) ہاجرہ کے ساتھ رہے اور وہ حاملہ ہوئیں۔ چنانچہ ہاجرہ نے ابراہیم سے ایک بیٹا پیدا

کیا اور اس بچے کا نام ابراہیم نے اسماعیل رکھا۔ اس وقت ابراہیم چھیاسی برس کے تھے جب ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوئے۔

2۔ کنگ ڈیوڈ (داوٗد عَلَیۡہِ السَّلَامُ)

بائبل کے مطابق جب کنگ ڈیوڈ بڑھاپے میں بیمار ہو گئے تھے تو ان کے خدام نے ان کی خدمت کرنے کے لیے ایک نوجوان کنواری بیوی ابھیشاگ کو پیش کیا تھا جو ابھی بلوغت کی عمر کو پہنچی تھی۔ لکھا ہے:

"When King David was old and well advanced in years, he could not keep warm even when they put covers over him. So his servants said to him, 'Let us look for a young virgin to attend the king and take care of him. She can lie beside him so that our lord the king may keep warm.' Then they searched throughout Israel for a beautiful girl and found Abishag, a Shunammite, and brought her to the king".

(I Kings, Chapter 1, verses 1-4, NIV)

چونکہ ہم مسلمان ان تمام انبیاء علیہم السلام کا انتہائی احترام کرتے ہیں؛ لہذا جو زبان یا اصطلاحات موجودہ تحریف شدہ بائبل میں ان واقعات کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، ان کو پاک انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرنا ہم بے ادبی سمجھتے ہیں۔ لہذا یہاں اس کا ترجمہ نامناسب سمجھ کر ہم صرف انگریزی عبارت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اوپر بھی جن عبارات کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ بالکل لفظی ترجمہ نہیں ہے؛ بلکہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے محتاط انداز سے قریب قریب کے معنی بیان کیے گئے ہیں۔

3 - آئی زیک (اسحاق عَلَیْہِ السَّلَام)

یہودی اور عیسائی روایات کے مطابق، حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر چالیس سال تھی جب انہوں نے ربیکا (ریوکا) سے شادی کی جو اس وقت صرف تین سال کی تھیں۔ اور یاد رہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو یہودی انبیاء میں سے ایک اہم ترین نبی مانتے ہیں اور ربیکا یہودیوں کے چار مادریوں میں سے ایک ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جس طرح سے کچھ مسلمان معذرت خواہانہ جذبے کے ساتھ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ عائشہؓ شادی کے وقت نو سال کی تھیں، اسی طرح کچھ اپولوجیٹک یعنی معذرت خواہ یہودی بھی ہیں جو اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ شادی کے وقت ربیکا کی عمر تین سال تھی۔ ہم قارئین کو ان کے ہم عصر یہودیوں کی طرف سے بنائی گئی مندرجہ ذیل شکست خوردہ ویب سائٹ کا حوالہ دیتے ہیں جو اس معاملے پر اپنے قدیم علماء کی باتوں سے انکار کرنا چاہتے ہیں:

http://www,jewishlegends.com/displayExp.php?rumor=|22

دونوں طرف معذرت خواہانہ جذبہ رکھنے والے یہودی اور مسلمان، تاریخ کے مختلف واقعات میں تضادات کو تلاش کرتے ہوئے، کچھ ریاضیاتی حساب کتاب کے دلائل سے ذکر کردہ عمروں سے دس دس سال زیادہ ثابت کرنے کی سعی میں مشغول ہیں، درحقیقت، دونوں گروہ ان کم عمری کی شادیوں کی تاریخ کو غلط ثابت کرنے کے لیے یکساں طریقہ کار استعمال کرتے ہیں۔

تاہم ایک بڑا فرق آپ کو مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے درمیان ملے گا وہ یہ کہ یہودی اور عیسائی حضرت محمد ﷺ کے نکاح کو بنیاد بنا کر آپ ﷺ کے ناموس پر حملے

کرتے ہوئے کبھی کتابوں کو سیاہ کرتے ہیں تو کبھی میڈیا کی سکرینوں پر گندگی بکھیرتے ہیں۔اس کے برخلاف کہیں کوئی مسلمان بائبل میں یا تورات میں ذکر کردہ کسی نبی کی شادی کو بنیاد بنا کر کبھی کوئی گستاخی کرتے ہوئے نظر نہیں آتے ہیں۔ یہاں تک کہ بائبل کے مطابق تین سالہ ربیکا سے حضرت اسحاق کی شادی پر بھی مسلمان خاموش ہیں۔ دوسری طرف صہیونیوں نے نبی کریم ﷺ کے ناموس کے خلاف حملوں کی قیادت کی ہے۔

اسی طرح بھارت میں اب تک کتنے واقعات قصداً شان رسالت میں گستاخی کرنے کے پیش آچکے ہیں۔ جس کے خلاف مسلمانوں نے اپنے غم اور غصے کا اظہار تو کیا، لیکن اس کو بنیاد بنا کر کبھی کسی مسلمان نے چھ سالہ سیتا جی سے رام جی کی شادی کو لے کر کبھی کوئی گستاخی نہیں کی۔نہ کبھی لکشمن جی کی شادی پر تنقید کی۔

اگر یہودی اور عیسائی یہ استدلال کرتے ہیں کہ ان کے بعض محققین کے مطابق ان کے قدیم علماء یہ غلط کہتے تھے کہ چالیس سالہ حضرت اسحاق نے تین سال کی عمر کی لڑکی سے شادی کی، تو اس حساب سے منطق اور انصاف یہ بتاتا ہے کہ مسلمان بھی بری الذمہ ہیں؛ کیونکہ مسلمانوں کے پاس بھی ایسے احساس کمتری کا شکار معذرت خواہ لوگ ہیں، جو شادی کے وقت سیدہ عائشہ کی عمر نو سال ہونے کا انکار کرتے ہیں۔اسی طرح کے لوگ آپ کو ہندوازم میں بھی مل جائیں گے جو سیتا جی کی عمر کو شادی کے وقت چھ سال کی بجائے سولہ ثابت کرنے پر مصر ہیں۔

4- جیسس (عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ)

اگر مغربی عیسائی حضرت محمد ﷺ کے ناموس پر حملہ کر کے ہمارے دلوں کو چھلنی کرنا چاہتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا کیا ہو گا جن کی عمر بائبل اور عیسائیوں کی کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کے مطابق صرف بارہ سال

تھی جب بائبل کے مطابق ان کی شادی نوے سال کے بزرگ جوزف سے ہوئی تھی۔

کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کہتا ہے

”پادریوں نے یہودیہ کے ذریعے اعلان کیا کہ وہ یہودا کے قبیلے میں ایک قابل احترام آدمی کو تلاش کرنا چاہتے ہیں جو مریم کا شریک حیات بن سکے، جس کی عمر بارہ سے چودہ سال ہو۔ سینٹ جوزف جو اس وقت نوے برس کے تھے، وہ امیدواروں کے درمیان یروشلم گئے۔“

(Catholic Encyclopedia, http://wvww.newadvent.org/cathen/08504a.htm)

Oxford Dictionary Bible:

آکسفورڈ ڈکشنری بائبل کی تفسیر کے مطابق، مریم علیہا السلام کی عمر بارہ سال تھی جب وہ حاملہ ہوئیں۔ جہاں تک سینٹ جوزف کی عمر کا تعلق ہے، روایتی رائے یہ تھی کہ وہ اس وقت نوے سال کے تھے اور ان کی بیوی فوت ہو چکی تھیں۔

البتہ یہ ابھی حالیہ قصہ ہے کہ اچانک چند شکست خوردہ عیسائیوں نے اس کی تردید کرنے کی کوشش کی اور یہ دعویٰ کیا کہ جوزف اپنی عمر کے صرف تیس کی دہائی میں تھے۔ جوزف تیس یا نوے کی دہائی میں تھے یا نہیں، یہ بات بڑی حد تک غیر اہم ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک بڑی عمر کے آدمی تھے جنہوں نے ایک بارہ سال کی لڑکی سے شادی کی۔ کسی بھی صورت میں، مشرقی عیسائی اب بھی اس خیال کو قبول کرتے ہیں کہ سینٹ جوزف اپنی اسّی کی دہائی میں تھے اور مریم بارہ سال کی تھیں۔ لہٰذا، اگر مغربی عیسائی مسلمانوں پر اس وجہ سے لعنت بھیجنا چاہتے ہیں کیوں کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بڑی عمر میں ہمارے نبی نے ایک نوجوان کنواری سے شادی کی تھی، تو وہ سب سے پہلے

مشرق میں اپنے ہی بھائیوں کے خلاف پتھر پھینکیں۔ تفصیلات آپ مشرقی آرتھوڈوکس ویب سائٹ پر دیکھ سکتے ہیں۔

(Ukrainian-Orthodoxy, http://www.unicorne.org/orthodoxylarticles/articles_a/joseph.htm)

بہر حال، اگر ہم اس دعوے کو مان بھی لیں کہ محترم جوزف تیس سال کے تھے جب ان کی حضرت مریم علیہا السلام سے شادی ہوئی، تو کیا اس سے یہ حقیقت بدل جاتی ہے کہ حضرت مریم کی عمر بارہ سال تھی؟

چنانچہ مغربی عیسائی بھی یہ مانتے ہیں کہ تیس سال کی عمر میں ایک بالغ آدمی نے ایک کم سن لڑکی سے شادی کی اور جن سے بعد میں وہ حاملہ بھی ہوئیں۔ اگر آج کے عیسائیوں کو حضرت عائشہ کی کم عمری کا صدمہ ہے تو کیا انہیں حضرت مریم علیہا السلام کی کم عمری کا بھی اتنا ہی صدمہ نہیں ہونا چاہیے؟

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے اس رویے میں منافقت کرتے ہیں، اور یہ صرف اس لیے کہ یہ لوگ حق کو قبول کرنے سے نفرت کرتے ہیں، اور ہم جانتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو کافروں نے گالیاں دیں اور تنقید کا نشانہ بنایا۔ خدا ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے گا جس طرح خدا نے ان تمام لوگوں کے ساتھ کیا جنہوں نے انبیاء کی توہین کی تھی۔

کیا عیسائی بادشاہ اور شہزادوں کی شادی چرچ کی اجازت کے بغیر ہوتی تھی؟

واضح رہے کہ عیسائی بادشاہوں، شاہی خاندانوں اور رئیسوں کی شادیاں جو اکثر و بیشتر 6 سال سے لے کر 16 سال کے درمیان کی لڑکیوں سے ہوتی تھیں وہ در حقیقت

چرچ کی دعاؤں اور منظوری سے ہوتی تھی۔ اس طرح کی، ان گنت مثالیں ہیں جن میں سے کچھ ہم اوپر پیش کر چکے ہیں اور مزید کچھ آگے پیش کریں گے، جو عیسائیوں کی طرف سے حضرت محمد ﷺ پر بے جا تنقیدوں کے خلاف ایک مضبوط ثبوت کے طور پر کام کریں گے۔

تاریخ سے مزید چند مثالیں

Adolph, Count of Mark - 21

مئی 1406 میں 32 سالہ اڈالف مارک نے 12 سال کی لڑکی میری (Mary of Burgundy) سے شادی کی۔

Georg, Margrave of Brandenburg-Ansbach - 22

1525 میں، 16 سالہ ہیڈوگ آف میونسٹر برگ-اوئل (Hedwig of Münsterberg-Oels) کی شادی 40 سالہ جارج، مارگریو آف برانڈنبرگ سے ہوئی۔

Charles Brandon, 1st Duke of Suffolk - 23

1533 میں، تقریباً 49 سالہ چارلس برانڈن، 1st ڈیوک آف سافک کی شادی 14 سالہ کیتھرین ولیوبی، 12th بارونیس ولیوبی ڈی ایریس بی (Catherine Willoughby) سے ہوئی۔

George, Margrave of Brandenburg-Ansbach -24

1533 میں، 49 سالہ جارج، مارگریو آف برانڈنبرگ-انس باخ کی شادی 17 سالہ ایملی آف سیکسونی (Emilie of Saxony) سے ہوئی۔

Francis II, Duke of Milan -25

ستمبر 1533 میں، 38 سالہ فرانسس II، ڈیوک آف میلان، کی شادی 11 سالہ کرسٹینا آف ڈنمارک(Christina of Denmark)سے ہوئی۔

Ferdinand II, Archduke of Austria -26

1582 میں، 52 سالہ فرڈینینڈ II، آرچ ڈیوک آف آسٹریا کی شادی 15 سالہ آنا جولیا گونزاگا(Anna Juliana Gonzaga)سے ہوئی۔

Francis Bacon -27

مئی 1606 میں، 45 سالہ فرانسس بیکن کی شادی 13 سالہ ایلس بارنہم(Alice Barnham)سے ہوئی۔

Victor Amadeus I, Duke of Savoy -28

1619 میں، 31 سالہ وکٹر امادیوس I، ڈیوک آف ساوی، کی شادی 13 سالہ کرسٹین آف فرانس(Christine of France)سے ہوئی۔

Prince Maurice of Savoy -29

1642 میں، 49 سالہ پرنس موریس آف ساوی، کی شادی 13 سالہ پرنسس لوئس کریستینا آف ساوی(Princess Luisa Cristina of Savoy)سے ہوئی۔

Louis, Duke of Vendome -30

فروری 1651 میں، 48 سالہ لوئس، ڈیوک آف وینڈوم، کی شادی 14 سالہ لورا مانچینی(Laura Mancini)سے ہوئی، جو کہ مزارینیٹس میں سے ایک تھیں۔

خود ساختہ ضابطۂ اخلاق کو دوسروں پر تھوپنا

کچھ لوگ خود ساختہ ضابطہ اخلاق کو پوری انسانیت اور پوری تاریخ پر منطبق کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں جو ان کا اخلاقی نقطۂ نظر ہے وہی عالمی اور تاریخی ہونا چاہیے، لہذا وہ زبردستی اس کو دوسروں پر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں، جو کہ ایک غیر منطقی اور غیر معقول ضد ہے۔

ضابطہ اخلاق

اخلاق کی دو قسمیں

1- Objective morality

2- Subjective morality

1- اخلاق کا دوامی یا ابدی نقطۂ نظر

2- اخلاق کا انفرادی یا شخصی نقطۂ نظر

1۔ ضابطہ اخلاق کا دوامی نقطۂ نظر

ضابطہ اخلاق کا ایک معروضی یا دوامی نقطۂ نظر ہے، جو عالمی اور ابدی ہے۔ جیسے سچ بولنا یہ پوری دنیا میں اخلاق کے موافق ہے اور جھوٹ بولنا غیر اخلاقی ہے۔ ایسے ہی چوری کرنا، دھوکہ دینا یا ڈاکہ ڈالنا جیسے کام، یہ دائمی طور پر ہر زمانے میں ہر معاشرے میں اور ہر ملک میں غیر اخلاقی شمار ہوتے ہیں۔

2۔ ضابطہ اخلاق کا انفرادی یا شخصی نقطۂ نظر

اخلاق کا ایک انفرادی یا شخصی نقطۂ نظر ہوتا ہے، اس ضابطے کی بنیاد اس بات پر موقوف ہے کہ ایک انسان کسی کے بارے میں کیا دیکھتا ہے، کیا سوچتا ہے اور کیا محسوس کرتا ہے۔ یہ وقت، زمانہ اور معاشرے کے حساب سے بدلتا رہتا ہے۔ ایک ہی چیز ایک معاشرے میں قابل قبول ہوگی اور دوسرے میں غیر اخلاقی شمار کی جائے گی۔ ایک ہی عمل ایک زمانے میں عین ضابطہ اخلاق کے موافق ہوگا تو وہی عمل کسی دوسرے زمانے میں اخلاقی بنیادوں کے منافی شمار ہوگا۔ لہذا اس کے اصولوں میں نہ دوامیت ہوگی اور نہ ہی اس کو دوسروں پر تھوپنے کی اجازت ہوگی۔

جیسے کھانے پینے کے طریقے، رہن سہن، لباس، تعدد ازواج، شادی کی عمر اور میاں بیوی کے درمیان عمر کا تفاوت وغیرہ وغیرہ، یہ ساری چیزیں اسی کے ضمن میں آتی ہیں، جس میں وقت اور زمانے کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ اور آگے بھی تبدیلیاں ہوں گی۔

مثال کے طور پر 1860 عیسوی میں ہندستان میں 10 سال کی لڑکی سے شادی کرنا عین اخلاق کے موافق تھا اور قانوناً اجازت تھی اور لوگ اس پر عمل پیرا تھے۔ لیکن 1891 عیسوی میں اس کو غیر اخلاقی شمار کر کے 12 سال کی عمر کو ضابطہ اخلاق کے موافق سمجھا گیا، اور قانون میں ترمیم کر دی گئی (اس کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں)۔ لیکن آج بارہ سال کی لڑکی سے شادی کرنا ضابطہ اخلاق کے خلاف ہے اور اٹھارہ سال صحیح ہے۔ ممکن ہے کہ کل کو پھر سے اس کا معیار بدل جائے اور اسے بڑھا کر بیس یا بائیس سال کر دیا جائے۔

دادی اور پڑ دادی کی عمر شادی کے وقت

جو معترضین حضرت عائشہ کی کم عمری میں شادی کو لے کر فکر مند ہیں ان کو اگر روک کر پوچھا جائے کہ آپ ذرا تحقیق کر کے بتائیں کہ آپ کی دادی اور پڑ دادی کی شادیاں کس عمر میں ہوئی تھیں، تو اس کا خلاصہ یہ نکلے گا کہ ان میں سے اکثروں کی شادیاں 12 سے 15 سال کی عمر میں ان سے دس دس بارہ بارہ سال بڑے دادا اور پڑ دادا سے ہوئی تھیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آج کے ماحول کو معیار بنا کر ہم اس کو غیر اخلاقی قرار دے سکتے ہیں، کہ چوبیس سال کے دادا نے اپنے سے آدھی عمر کی دادی سے شادی کی تھی۔؟

کیا اس کی بنیاد پر ہم اپنے دادا یا پڑ دادا کو غیر اخلاقی قرار دے سکتے ہیں۔؟

اسی طرح کیا ہم اپنی دادی یا پڑ دادی کے والدین کو ظالم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے کھیلنے کودنے اور اسکول جانے کی عمر میں ان سے تقریباً دوگنی عمر کے مردوں سے ان کی شادیاں کر دیں۔؟ نہیں ایسا کہنا غلط ہو گا۔

بیٹی کی شادی موجودہ دور میں

اگر اس وقت آپ اپنی بیٹی کی شادی موجودہ دور کے قانون اور اخلاقی معیار کے عین مطابق اس کی اٹھارہ سال کی عمر میں کرتے ہیں، تو ظاہر سی بات ہے کہ سارا معاشرہ اور خاندان قبیلہ آپ کے ساتھ خوشی میں شریک ہو گا، آپ کو مبارکباد دے گا۔ اس شادی پر نہ آپ کے رشتے داروں کو کوئی اعتراض ہو گا، نہ پڑوسیوں کو اور نہ قانون کو، کیونکہ یہ آج کے معاشرتی اصولوں کے عین موافق ہے۔ اب فرض کریں کے دس سال

کے بعد ملک کا قانون بدل جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے لڑکی کے لیے ایج آف کنسینٹ کو بدل کر 25 سال کر دیا جاتا ہے۔ تو کیا اس وقت کے لوگوں کو آپ پر طعن و تشنیع کرنے حق حاصل ہو گا کہ آپ نے بہت کم عمری میں اپنی بچی کا نکاح کر دیا حالانکہ اخلاقی نقطۂ نظر سے لڑکی کی شادی 25 سال کی عمر میں کرنی چاہیے تھی، کیونکہ اٹھارہ سال تو میلوں میں جھولا جھولنے اور گول گپے کھانے کی عمر ہے۔ کیا اس وقت ان کا یہ اعتراض قابل قبول ہو گا۔؟

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نکاح حضرت محمد ﷺ سے اس زمانے میں ہوا ہے، جس زمانے میں یہ بات قابل قبول تھی اور عین ضابطہ اخلاق کے موافق تھی اور لوگ اس پر عمل پیرا تھے۔ ماں باپ اس رشتے سے خوش تھے۔ انصار کی عورتیں شادی کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں۔ اس قبیلے کے لوگ اس نکاح کی خوشیوں میں شریک تھے۔ اور اس جوڑے نے ایسی خوبصورت اور خوشحال ازدواجی زندگی گزاری کے رہتی دنیا تک کے لیے ایک مثال قائم کر دی کہ جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ ان سب کے مقابلے میں آج کسی تنگ نظر کا اس نکاح پر اعتراض کیوں کر قابل قبول ہو گا۔۔۔؟؟

اعتراض: جھولے اور گڑیوں سے کھیلنے کا شوق

اکثر معترضین کی طرف سے بعض روایات کو پیش کیا جاتا ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا شادی کے وقت جھولا جھولنے کا ذکر ہے اور شادی کے بعد بھی آپ کی گڑیوں کا ذکر ملتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ گڑیوں اور جھولوں سے کھیلنے کی عمر میں لڑکی کی شادی کرنا کیا درست ہے۔؟

روایات: حضرت عائشہ سے ہی روایت ہے کہ

"جب میں نبی ﷺ کے عقد میں تھی اس وقت اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیوں سے کھیلتی تھی، جس وقت آپ ﷺ گھر میں داخل ہوتے تھے میری سہیلیاں چھپ جاتیں، تو آپ انہیں واپس بلاتے پھر وہ میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔"

بخاری:(7130)مسلم:(2440)

اسی طرح ابو داود:(4932)میں عائشہ کی روایت موجود ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک یا خیبر سے واپس تشریف لائے تو ان کی الماری کا پردہ ہوا سے ہٹ گیا، جس کی وجہ سے عائشہ کی گڑیاں نظر آنے لگیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:(عائشہ یہ کیا ہیں؟) تو انہوں نے کہا: "یہ میری گڑیاں ہیں" انہی گڑیوں میں آپ ﷺ کو دو پروں والا کپڑے کا گھوڑا بھی نظر آیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا:(یہ گڑیوں کے درمیان کیا چیز ہے؟) تو عائشہ نے کہا: "یہ گھوڑا ہے" آپ نے پوچھا: (اس پر کیا بنا ہوا ہے؟) عائشہ نے کہا: "یہ اس کے پر ہیں" تو آپ ﷺ نے پوچھا: (کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟) تو عائشہ نے کہا: "کیا آپ نے یہ نہیں سنا کہ سلیمان [علیہ السلام] کے گھوڑے کے پر تھے" عائشہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر آپ ﷺ اتنا کھل کھلا کر ہنسے کہ مجھے آپ کی ڈاڑھیں بھی نظر آئیں۔"

اعتراض کا جواب

لڑکیوں میں جھولا جھولنے اور گڑیوں سے کھیلنے کا شوق اور کرتب وغیرہ دیکھنے میں دلچسپی کا تعلق ان کی فطرت سے ہے، کیوں کہ ان جذبات سے تو وہ نوجوانی میں بھی خالی

نہیں ہوتیں ہیں۔ اور شادی کا تعلق پچھلے زمانوں میں بلوغت کے ساتھ رہا ہے۔ لہذا ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلکہ اکا دکا روایات تو ایسی بھی ہیں جن کی رو سے اس نوعیت کے شغف مبینہ طور پر حضور ﷺ کی وفات سے چند سال پہلے تک بھی ثابت ہیں۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پروں والے گھوڑے کے واقعے کے وقت تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر مبارک چودہ سال تھی (جس عمر میں ہماری پڑ دادیوں کی شادیاں ہوئی ہیں)۔ مزید یہ کہ اس روایت سے گڑیوں سے کھیلنا نہیں بلکہ "سامان کے کمرے" میں فقط ان کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ جس طرح اپنے بچپن کے کھلونوں کو بڑے ہونے تک بھی لوگ سنبھال کر رکھ لیتے ہیں، اسی طرح حضرت عائشہؓ کا بھی اسی مقصد سے ان کو بچا رکھنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

جس طرح آج بھی کالج میں پڑھنے والی بالغ لڑکیاں ٹیڈی بیئر خریدنا پسند کرتی ہیں۔ آئس کریم اور گول گپے کھانا اور میلوں میں جھولے جھولنا پسند کرتی ہیں۔ شادی کے بعد بھی جب وہ میلوں میں جاتی ہیں تو اپنے چھوٹے بچوں کو شوہر کو تھما کر خود ماڈرن جھولوں میں بیٹھ کر لطف اندوز ہوتی ہیں۔ لہذا ان دلچسپیوں کا تعلق ان کی جبلت اور فطرت سے ہے۔ اسی طرح آج کے معاشرے میں اگر کوئی بچی اٹھارہ بیس سال کی عمر میں کہیں جھولا جھولتی ہو یا ٹیڈی بیئر پاس رکھتی ہو، یا کارٹون دیکھتی ہو یا گول گپے کھاتی ہو تو کیا اس کے یہ شوق، اس کی شادی کے لیے مانع سمجھے جائیں گے۔؟

سوال: کیا مسلمان اس وقت نو سال کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟

جواب: یہ بھی معترضین کی طرف سے داغا جانے والا ایک مستقل سوال ہے۔ اس کا جواب ہے: نہیں! کیوں کہ مسلمانوں کے لیے ایسا کرنا فرض یا ضروری نہیں ہے۔

جیسے ایک مسلمان کے لیے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، ماں باپ کی خدمت کرنا اور حلال کمانا وغیرہ فرض اور ضروری ہے، ایسا ہی اس کے لیے کم عمر کی لڑکی سے شادی کرنا یا ایک سے زیادہ نکاح کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس کو شریعت نے اس کے ماحول اور وقت اور اس کی ضرورت کے حساب سے اختیار کرنے کی گنجائش دی ہے۔ موجودہ دور کے سماجی، حیاتیاتی اور قانونی اصولوں کے مطابق نو سال کی عمر، لڑکی کی شادی کے لیے مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمان اس کا احترام کرتے ہیں۔ اور جو عمر اس وقت شادی کے لیے مناسب سمجھی جاتی ہے اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

سوال: اگلا سوال ملحدین کی طرف سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ اپنی نو سال کی بیٹی کی شادی کسی 53 سالہ شخص کے ساتھ کریں گے؟

جواب: اگر ہم دور نبوت میں ہوتے، اور رشتہ مانگنے والے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوتے تو ہم ضرور اپنی نو سال کی لڑکی کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیتے اور اس کو اپنے لیے باعث شرافت اور سعادت سمجھتے۔ مگر آج نہ وہ دور نبوت ہے اور نہ ایسا رشتہ ہے، لہٰذا آج کے دور میں ہم اس پر عمل نہیں کریں گے۔

تاریخ سے مزید چند مثالیں

پچھلی قسطوں میں ہم نے میاں بیوی کے درمیان عمر کے تفاوت کا عام ہونا ثابت کرنے کے لیے تاریخ سے مشہور شخصیات کی تیس مثالیں پیش کی تھیں، نیچے مزید دس مثالیں ملاحظہ فرمائیں، تاکہ چالیس کا عدد پورا ہو جائے۔

James II of England - 31

1668 میں، 39 سالہ جیمز II آف انگلینڈ کی شادی 15 سالہ میری آف موڈینا (Mary of Modena) سے ہوئی۔

Edward Radclyffe, 2nd Earl of Derwentwater - 32

1687 میں، 31 سالہ ایڈورڈ ریڈکلف، 2nd ارل آف ڈروینٹ واٹر، کی شادی 13 سالہ لیڈی میری ٹیوڈر (Lady Mary Tudor) سے ہوئی۔

Louis Henri, Duke of Bourbon - 33

1728 میں، 35 سالہ لوئس ہنری، ڈیوک آف بوربن، کی شادی 13 سالہ لینڈ گراوین کیرولین آف ہیسے-روٹین برگ (Landgravine Caroline of Hesse-Rotenburg) سے ہوئی۔

Thomas Wynn, 1st Baron Newborough - 34

1786 میں، 49/50 سالہ تھامس وین، 1st بیرن نیوبرو، کی شادی 13 سالہ ماریا سٹیلا کیا پینی (Maria Stella Chiappini) سے ہوئی۔

Duke Louis of Württemberg - 35

جنوری 1797 میں، 40 سالہ ڈیوک لوئس آف ورٹمبرگ، کی شادی 16 سالہ پرنسس ہینریٹ آف ناسو-وائلبرگ (Princess Henriette of Nassau-Weilburg) سے ہوئی۔

Ygnacio del Valle - 36

1852 میں، 44 سالہ ایگناسیو ڈیل ویلے، کی شادی 15 سالہ ایسبیل ڈیل ویلے (Ysabel del Valle) سے ہوئی۔

Edward Browning - 37

اپریل 1926 میں، 51 سالہ ایڈورڈ براؤننگ، جو نیویارک سٹی کے رئیل اسٹیٹ ڈویلپر تھے، کی شادی 15 سالہ فرانسس بیل ہینن (Frances Belle Heenan) سے ہوئی۔

Homer Peel - 38

1937 میں، 32 سالہ ہومر پیل، کی شادی 12 سالہ جنیوا ہمبی (Geneva Hamby) سے ہوئی۔

George Jessel - 39

1940 میں، 42 سالہ جارج جیسل، کی شادی 16 سالہ لوئس اینڈریوز (Lois Andrews) سے ہوئی۔

Ernest Günther, Duke of Schleswig-Holstein-Sonderburg-Augustenburg - 40

1651 میں، 43 سالہ ارنسٹ گنتھر، ڈیوک آف شلیز کی شادی 17 سالہ پرنسس آگسٹا آف شلیزوگ (Princess Augusta of Schleswig) سے ہوئی۔

ان مثالوں کے آخر میں ابن الہاشمی کا یہ قول یہاں قابل ذکر ہے، جو انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے

"It is safe to say that if Prophet Muhammad (peace be upon him)had been Christian, then the Church itself

would have sanctioned his marriage to Aisha (peace be upon her)! But because the Prophet (peace be upon him) is Muslim, the Church instead has levied allegations of "pedophilia" against him! This is the two-faced nature of the Crusader bigots".

(Book: REFUTING THE CALIM THAT PROPHET MUHAMMAD WAS A PEDOPHILE – By: Ibne Al Hashimi. Pg 26)

ترجمہ: یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اگر حضرت محمد ﷺ عیسائی ہوتے تو چرچ خود عائشہ سے آپ کی شادی کی منظوری دے دیتا! لیکن چوں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمان ہیں، اس لیے چرچ نے اس کے بجائے ان پر "پیڈوفیلیا" کے الزامات عائد کیے ہیں! یہ صلیبی متعصبوں کی دو چہروں والی فطرت ہے۔

اب تک جن اعتراضات کے جوابات پیش کیے گئے تھے، ان کا تعلق بالخصوص غیر مسلم معترضین اور ملحدین سے تھا، لہذا ان کی ذہنیت کو سامنے رکھ کر ہی سارے جوابات قلمبند کیے گئے تھے۔ ظاہر سی بات ہے کہ ایک مومن کے لیے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ پر ایمان کا پہلا تقاضا ہی آپ کی ذات اور آپ کی تعلیمات پر کامل اعتماد ہے۔

نبی ﷺ پر ایمان اور آپ سے عشق کی اصل روح، ہر چیز سے بڑھ کر آپ ﷺ کی ذات پر اعتماد ہے۔ سچا اور غیر متزلزل اعتماد۔ آپ کے صادق اور امین ہونے پر اعتماد۔ آپ کے ہر قول و عمل کے پُر حکمت ہونے پر اعتماد۔ آپ ﷺ کو اللہ کا سچا نبی مان لینے کے بعد، دل میں آپ ﷺ کے بارے میں آخری درجے میں یہ اطمینان پیدا ہو جائے کہ آپ اپنے قول و فعل میں صادق اور امین ہیں۔

شادی ایک روحانی معاہدہ

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلام میں شادی محض جنسی تعلق سے متعلق نہیں ہے، بلکہ یہ ایک روحانی معاہدہ ہے اور اس کو میاں بیوی کے درمیان مودت ورحمت اور ایک دوسرے کے لیے تسکین قلب کا سامان فراہم ہونے کا ذریعہ قرار دیا ہے، ارشاد باری ہے:

''وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ'' (الرّوم:۲۱)

ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں، تا کہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔

خواب کے ذریعے اشارہ

حدیثوں میں آیا ہے کہ نکاح سے پہلے آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر آپ ﷺ کے سامنے کوئی چیز پیش کر رہا ہے، پوچھا کیا ہے ؟جواب دیا کہ آپ کی بیوی ہیں۔ آپ نے کھول کر دیکھا تو حضرت عائشہ تھیں۔

''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي

سَرَقَةِ حَرِيرٍ، فَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ''.

(صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ، 5078)

ان کی شادی کا قصہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ، ام المومنین خدیجہ کی وفات سے بہت زیادہ غمزدہ ہوئے اس لیے کہ وہ ان کی تائید اور مدد کیا کرتی تھیں، اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں، ابو طالب کے انتقال سے آپ ﷺ کے باہر کا سہارا ٹوٹا تو وہیں حضرت خدیجہ کی وفات سے آپ کا اندر کا سہارا بھی ٹوٹ گیا، اسی لیے اس سال کو جس میں وہ فوت ہوئیں اسے عام الحزن (یعنی غموں کا سال) کہا جاتا ہے۔

سیدہ خدیجہؓ کی وفات کے بعد ''آپ ﷺ کے پاس حضرت خولہؓ نے آکر عرض کیا کہ سیدہ خدیجہ کی وفات سے آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ بچوں کی ماں اور گھر کی منتظمہ تھیں اور اب کوئی نہیں''۔ حضرت خولہ نے دو رشتے بتائے ایک سیدہ سودہ اور دوسرا سیدہ عائشہ کا۔

(شرح العلامة الزرقانی، الفصل الثالث، سودة ام المومنين رضى الله عنها ج 4 ص 379)

پھر ان کے بعد نبی ﷺ نے حضرت سودہؓ سے شادی کرلی، علماء نے لکھا ہے کہ یہ بڑی عمر کی تھیں اور خوبصورت بھی نہیں تھیں، نبی ﷺ نے ان سے صرف غمخواری کے لیے شادی کی تھی کیوں کہ ان کا خاوند فوت ہو چکا تھا، اور یہ مشرک قوم کے درمیان رہائش پذیر تھیں۔

اس کے چار سال بعد نبی ﷺ نے عائشہ سے شادی کی اس وقت نبی ﷺ کی عمر پچاس برس سے زیادہ تھی۔

بے دینوں کے ایک اعتراض کا جواب

بعض بے دینوں کی طرف سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ سیدہ عائشہؓ کی آپ ﷺ کے ساتھ محبت کی شادی تھی یا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی آپ ﷺ کو تحفہ یا ہبہ کیا تھا۔

یہ بات بھی بے اصل اور بے بنیاد ہے کیوں کہ پہلے یہ رشتہ حضرت خولہؓ نے آپ ﷺ کو پیش کیا تھا، اور جس وقت حضرت خولہ حضور ﷺ کا رشتہ لے کر گئیں ہیں، تو اس سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے سیدہ عائشہؓ کی چھوٹی سی عُمر میں منگنی جبیر ابن **مطعم** کے بیٹے سے کی ہوئی تھی جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ سیدنا جبیر ابن **مطعم** کے گھر والوں کی طرف سے انکار ہونے پر سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے سیدہ عائشہؓ کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔

(مسند احمد، 6؍211، سیرت عائشہ ص24)

اس تفصیل کے سامنے آنے سے بے دینوں کی طرف سے کیا جانے والا یہ اعتراض زائل ہو جاتا ہے کہ یہ محبت کی شادی تھی یا ہبہ تھا۔ بلکہ یہ سوچ سمجھ کر کیا گیا فیصلہ تھا، جو کہ در حقیقت حضور ﷺ کے خواب کا نتیجہ تھا۔

(صحیح بخاری 3895)

نگاہ مومن سے اس نکاح کی متعدد مصلحتیں

حضرت عائشہ سے کم سنی میں نکاح کی متعدد مصلحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے رسول اکرم ﷺ کی گھریلو اور ذاتی زندگی کا وہ حصہ جو عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل تھا وہ امت کے سامنے آگیا اور علوم و معرفت کے اعتبار سے

مسلمانوں کو زبردست نفع پہنچا، علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب سیرت عائشہ میں فرماتے ہیں:

”عرب میں خود مردوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا تو عورتوں میں کیا ہوتا، جب اسلام آیا تو قریش کے سارے قبیلہ میں صرف سترہ آدمی لکھ پڑھ سکتے تھے، ان میں شفاء بنت عبد اللہ عدویہ صرف ایک عورت تھیں، اسلام کی دنیوی برکتوں میں یہ واقعہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے کہ اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ نوشت وخواند کا فن بھی فروغ پاتا جاتا تھا، بدر کے قیدیوں میں جو نادار تھے آنحضرت ﷺ نے ان کا فدیہ یہ مقرر کیا تھا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں، صفہ میں کم وبیش سو اصحاب داخل تھے ان کو دیگر تعلیمات کے ساتھ لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔

ازواج مطہرات میں حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، حضرت حفصہ نے خاص آنحضرت ﷺ کے حکم سے یہ فن شفاء بنت عبد اللہ عدویہ سے سیکھا تھا بعض اور صحابیات بھی نوشت وخواند سے آشنا تھیں۔

آنحضرت ﷺ کی کثرت ازواج اور خصوصاً حضرت عائشہ کی اس کم سنی کی شادی میں بڑی مصلحت یہ تھی کہ اگرچہ آنحضرت ﷺ کے دائمی فیضان صحبت نے سینکڑوں مردوں کو سعادت کے درجۂ اعلیٰ پر پہنچادیا تھا لیکن فطرۃً یہ موقع عام عورتوں کو میسر نہیں آسکتا تھا، صرف ازواج مطہرات اس فیض سے متمتع ہوسکتی تھیں اور پھر یہ نور آہستہ آہستہ انہی ستاروں کے ذریعے سے پوری کائنات نسوانی میں پھیل سکتا تھا۔

حضرت عائشہ کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات بیوہ ہو کر آنحضرت ﷺ کے حبالۂ عقد میں داخل ہوئی تھیں، اس بنا پر ان میں حضرت عائشہ ہی خالص فیضان نبوت سے مستفیض تھیں، لڑکپن کا زمانہ جو عین تعلیم وتربیت کا زمانہ ہے، ابھی شروع ہوا ہی تھا کہ سعادت نے ظلمت اور نقص کمال کے ہر گوشہ سے الگ کر کے کاشانۂ نبوت میں پہنچا

دیا کہ ان کی ذات اقدس، پُر نور اور کامل بن کر دنیا کی نصف لطیف آبادی کے لیے شمع راہ بن جائے"۔

(سیرت عائشہ ص ۳۱)

اور عائشہؓ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ عائشہ کے علاوہ ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے لحاف میں وحی نازل نہیں ہوئی، اور عائشہ نبی ﷺ کو سب بیبیوں سے زیادہ محبوب تھیں، ان کی برات ساتوں آسمانوں سے نازل ہوئی۔

عائشہؓ نبی ﷺ کی بیویوں میں سے سب سے زیادہ فہم و فراست رکھنے والی تھیں، بلکہ مطلقاً امت اسلامیہ کی عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہ اور علم رکھنے والی تھیں۔ جس کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔

نبی ﷺ نے عائشہ کے بچپن میں جو ذہانت اور سمجھداری کی علامات اور نشانیاں دیکھیں تو اس بنا پر ان سے نکاح کرنا پسند فرمایا تاکہ ان کے ذریعے سے نبی ﷺ کے افعال اور اقوال، دوسروں کی بنسبت صحیح اور بہتر طریقے سے نقل ہو سکیں۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کیسے حضرت عائشہ نے اپنے علم سے عالم اسلام کو فیض یاب کیا، یہاں تک کہ وہ بڑے بڑے صحابہ کرام کے لیے مرجع بن گئیں، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے معاملات اور شرعی احکام کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کیا کرتے اور پوچھا کرتے تھے۔

اس نکاح کا ایک سبب حضرت عائشہ کے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو رشتے داری کا شرف بخشنا بھی تھا کیونکہ ان سے نبی ﷺ کو محبت تھی، کہ انہوں نے دعوت حق کے راستے میں کافی اذیتیں برداشت کیں اور ان پر کافی صبر و تحمل سے کام لیا،

لہذا علی الاطلاق انبیاء کے بعد وہ سب لوگوں سے زیادہ پختہ ایمان والے اور سچے یقین والے تھے۔

نبی ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں جتنے نکاح فرمائے، اگر ان پر نظر دوڑائی جائے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں بڑی عمر کی بھی ہیں، ایک کم عمر بھی، بوڑھی بھی، اور اس کے ساتھ سخت قسم کے جھگڑالو دشمن کی بیٹی بھی اور جگری اور دلی دوست کی بیٹی بھی۔ اور صفات کے اعتبار سے ان میں ایسی بیوی بھی ہے جو یتیموں کی پرورش کرنے والی ہے، ایک ایسی بھی ہے جو نماز اور روزے کی کثرت میں دوسروں سے ممتاز ہے۔ ایسی خاتون بھی ہے جو صدقہ خیرات میں سب سے آگے ہے، ایسی بھی ہے جو علم و معرفت میں سب سے آگے ہے، اور ایسی خاتون بھی ہے جو فراست کے ساتھ سب سے اچھا مشورہ دینے والی بھی ہے۔ الغرض آپ کی ازواج مطہرات سب کی سب انسانیت کے لیے نمونہ اور آئڈیل تھیں، ان کے ذریعہ ہی نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ایک ایسی یکسو تشریع دی جس میں بشریت کے ہر معاملے اور کام سے تعامل اور برتاؤ کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

دیکھیں : السيرة النبوية فى ضوء المصادر الاصلية صفحه (711)

اعتراض: مردوں والے شوق کی شادیاں

اعتراض کا جواب: یہ کہنا درست نہیں کہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے نکاح محض مردوں والے شوق کی شادیاں تھیں۔ ان شادیوں کے پیچھے مختلف تاریخی، سماجی اور سیاسی اسباب تھے۔

تاریخی پس منظر اور مقاصد

نبی اکرم ﷺ کی زیادہ تر شادیاں نبوت کے بعد ہوئیں اور ان میں سے ہر ایک کے پیچھے ایک اہم مقصد کارفرما تھا۔ ان مقاصد میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

* قبائلی تعلقات: عرب معاشرے میں نکاح قبائلی تعلقات کو مضبوط کرنے کا ایک اہم ذریعہ تھا۔ بعض شادیاں مختلف قبیلوں کے درمیان اتحاد اور امن قائم کرنے کے لیے کی گئیں۔ یہ سیاسی تعلقات کو مستحکم کرنے کا ایک مؤثر طریقہ تھا۔

* بیواؤں اور یتیموں کی کفالت: نبی اکرم ﷺ نے کئی ایسی خواتین سے شادی کی جو بیوہ تھیں اور جن کا کوئی سہارا نہ تھا۔ ان میں سے اکثر کے بچے بھی تھے، جن کی کفالت کا بوجھ آپ ﷺ نے اٹھایا۔

* دینی تعلیمات کی ترویج: آپ ﷺ کی زوجات نے اسلامی احکام اور تعلیمات کو خواتین تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہونے والی تعلیمات تھیں جو بعد میں امت کی خواتین کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنیں۔

* قانونی اور سماجی مسائل کا حل: کچھ شادیاں اس لیے کی گئیں تاکہ اس وقت کے سماجی اور قانونی مسائل کو حل کیا جا سکے۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے ذریعے منہ بولے بیٹے (adopted son) کے نکاح کے حوالے سے رائج غلط رسم کو ختم کیا گیا۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی پہلی اور سب سے محبوب زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے 25 سال کی عمر میں شادی کی اور ان کی وفات تک ان

کے ساتھ رہے۔ اس وقت آپ کی عمر 50 سال تھی اور آپ نے اس عرصے میں کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ باقی سب نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہوئے۔

آپ غور کریں گے کہ نبی ﷺ نے عائشہ کے علاوہ کسی اور کنواری عورت سے شادی نہیں کی بلکہ ان کے علاوہ باقی سب بیبیاں ایسی تھیں جن کی پہلے شادی ہو چکی تھی، اب یا تو وہ مطلقہ تھیں یا بیوہ، اس طرح وہ طعن جو کچھ لوگ پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا نکاح کرنے کا مقصد مردوں والا شوق تھا، وہ زائل ہو جاتا ہے۔

کیونکہ جس شخص کی شادیوں کا مقصد مردوں والا شوق ہو تو وہ اپنی ساری بیویاں یا اکثر ایسی اختیار کرتا ہے جو انتہائی خوبصورت ہوں اور ان میں رغبت کی ساری صفات پائی جائیں۔ وہ نکاح کے لیے عمر اور خوبصورتی کے معیار طے کرتا ہے۔ اس کے بر خلاف حضور ﷺ نے اپنی ازدواجی زندگی کا سفر ایک "بیوہ" عورت سے نکاح کر کے شروع کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہا کی وفات تک کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ کیا عورتوں میں دلچسپی رکھنے والا ایسا کرتا ہے؟

اعتراض: کیا تاریخ میں اس طرح کی شادیوں کی مثال ملتی ہے؟

اعتراض کا جواب: جی ہاں، تاریخ میں اس طرح کی شادیوں کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ یہ ایک عام رواج تھا جو صدیوں تک مختلف معاشروں میں رائج رہا، خاص طور پر شاہی خاندانوں اور بااثر طبقات میں۔

ان شادیوں کے بنیادی مقاصد عموماً ذاتی محبت سے زیادہ سیاسی، سماجی، اور اقتصادی ہوتے تھے۔

کچھ تاریخی مثالیں

* یورپی شاہی خاندان: یورپی تاریخ میں یہ بہت عام تھا کہ ایک شاہی خاندان کا فرد دوسرے خاندان میں شادی کرتا تھا۔ اس سے دو سلطنتوں کے درمیان اتحاد قائم ہوتا، امن کی ضمانت ملتی، یا کسی علاقے پر قبضہ مضبوط ہوتا۔ مثال کے طور پر، انگلستان کے ہینری ہشتم اور اسپین کی کیتھرین آف آراگون کی شادی دو طاقتور ریاستوں کے درمیان تعلقات کو مستحکم کرنے کے لیے کی گئی تھی۔

* قدیم روم اور یونان: قدیم رومی اور یونانی معاشروں میں بھی شادیاں خاندانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کا ایک ذریعہ تھیں۔ کسی بااثر خاندان کی بیٹی سے شادی کرنے کا مطلب تھا کہ اس شخص کو سیاسی اور سماجی مدد حاصل ہو جائے گی۔

* چین کے شاہی خاندان: چین کی تاریخ میں بھی شہزادے اور شہزادیاں اکثر دوسرے قبیلوں یا ریاستوں میں شادی کرتے تھے تاکہ سیاسی تعلقات کو بہتر بنایا جاسکے۔

* افریقہ اور مشرق وسطیٰ: ان علاقوں میں بھی شادیاں قبائلی اتحاد اور باہمی تعلقات کو مضبوط بنانے کا ایک اہم ذریعہ تھیں۔

یہ تمام شادیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ذاتی جذبات کے بجائے وسیع تر مقاصد کے لیے شادیاں کرنا تاریخ کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ ان شادیوں کے ذریعے نہ صرف سیاسی طاقت کو بڑھایا جاتا تھا بلکہ سماجی درجہ بھی برقرار رکھا جاتا تھا۔ یہ ایک طرح کا سفارتی عمل تھا جس میں افراد کی قربانی دے کر ریاست اور قبیلے کے مفادات کو ترجیح دی جاتی تھی۔

یہاں یہ بات اہم ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی شادیوں کے پیچھے بھی ان میں سے

کچھ مقاصد تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بیواؤں کی کفالت اور اسلامی تعلیمات کو پھیلانا جیسے اخلاقی اور دینی مقاصد بھی شامل تھے۔ ان مقاصد کی وسعت اور اخلاقی بنیادوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کو دوسرے تاریخی حکمرانوں کی شادیوں سے ممتاز کیا۔

حضرت خدیجہ سے نکاح

حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کا پہلا نکاح عتیق بن عابد المخزومی اور دوسرا نکاح ابی ہالہ بن النباش سے ہوا تھا اور ان دونوں سے اولاد بھی ہوئی۔ سیدہ خدیجہؓ 40 سالہ بیوہ تھیں اور حضور ﷺ 25 سال کے تھے جب نکاح ہوا۔ سیدہ خدیجہ نے آپ ﷺ کے کردار سے متاثر ہو کر خود رشتہ بھیجا اور 25 سالہ رفاقت میں کبھی لڑائی نہیں ہوئی۔

(زرقانی علی المواهب ج 1 ص 200) (ابو نعیم، معرفة الصحابة، 6: 3200–3201، الرياض) (امام حلبی، السيرة الحلبية، 1: 229، بيروت، لبنان)

آپ ﷺ کی ساری اولاد سیدہ خدیجہؓ سے ہوئی، سوائے ایک بیٹے، سیدنا ابراہیم، جو سیدہ ماریہؓ سے ہوئے اور بچپن میں وفات پا گئے (ابن ماجہ 1510)۔ اس دوران آپ ﷺ اپنے بیوی بچوں سے دور غار حرا میں ایک ایک ماہ تک ریاضت میں مشغول رہتے۔

سوال: کیا عورتوں کی طرف رغبت رکھنے والا ایک ماہ تک اپنی "محبت" کرنے والی بیوی سے دُور رہ سکتا ہے؟

حضرت خدیجہ کی یاد

حضور ﷺ سیدہ خدیجہ کو بہت یاد کرتے تھے۔ ایک دن سیدہ عائشہ کے سامنے

حضور نے سیدہ خدیجہ کا ذکر کیا تو سیدہ عائشہؓ نے حضور ﷺ کو کہا کہ اس بوڑھی عورت کا بار بار ذکر کیوں کرتے ہیں حالاں کہ اللہ نے اس کے بعد آپ کو مجھ جیسی جوان عورت بیوی کے طور پر عطا کی ہے۔ (صحیح بخاری:3821)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میری زبان سے یہ کلمات سُن کر آپ ﷺ کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ ان سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی کیوں کہ انہوں نے ایمان لا کر اس وقت میرا ساتھ دیا جب کفار نے مجھ پر ظلم و ستم کی حد کر رکھی تھی۔ اس وقت میری مالی مدد کی جب دوسرے لوگ میری مدد نہیں کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا جب کہ کسی دوسری بیوی سے میری کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

کیا جس عورت سے محبت کی شادی ہو اور محبت کا اقرار بھی ہو، اُس کو ایسا جواب دیا جاتا ہے؟

بیویوں سے علیحدگی اختیار کرنا

آپ ﷺ کی اپنی بیویوں سے "محبت" اور اُن کا خیال رکھنا اپنی جگہ لیکن جب 9 ہجری میں نبی کریم ﷺ کی تمام عورتوں نے بیک وقت "دنیا" کی چیزوں کا مطالبہ کر دیا تو آپ ﷺ نے ایک ماہ کے لئے اپنی تمام عورتوں سے "ایلا" یعنی جدائی اختیار کر لی، جس پر مشہور ہو گیا کہ آپ ﷺ نے اپنی تمام عورتوں کو طلاق دے دی ہے۔

سورہ احزاب کی آیت 28: آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کا مزہ چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (دنیوی) دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔" صحیح بخاری 5262: میں طلاق کا اختیار بیویوں کو دے دیا مگر سب نے رسول اللہ ﷺ کو پسند کیا۔

کیا عورتوں کی کشش رکھنے والا انسان ایسا کر سکتا ہے۔؟ یہاں تک کہ آپ نے تو ایک ماہ کے بعد سب عورتوں کو طلاق کا اختیار بھی دے دیا۔

عورتوں کی طرف سے نکاح کی پیش کش اور آپ ﷺ کا انکار

صحیح بخاری 5029 ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے نفس کو آپ ﷺ کے لئے ہبہ کرتی ہوں؛ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اب عورتوں کی حاجت نہیں ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایسی بہت سی عورتیں تھیں؛ جنہوں نے اپنے نفس کو آپ ﷺ کے لئے ہبہ کیا۔ ہبہ کا مطلب تھا کہ آپ نکاح کر لیں کوئی حق مہر اور کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں۔

حالاں کہ سورہ احزاب آیت 38 کی تفسیر میں ہے کہ حضور ﷺ کو نکاح کرنے میں وسعت عطا ہوئی تھی اس لیے ایک مسلمان چار نکاح کر سکتا ہے، مگر نبی کریم ﷺ جتنے مرضی کر سکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے، اپنے آپ کو ہبہ کرنے کی پیش کش کرنے والی خواتین کو منع کر دیا۔

ازواج مطہرات کا نبی ﷺ کا ساتھ نبھانا

کسمپرسی کے حالات اور غربت و فاقے کے باوجود آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے کبھی بھی آپ ﷺ کو چھوڑنا پسند نہیں کیا، حتی کہ جب نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو "**امہات المؤمنین**" کا خطاب دیا گیا تو ان تمام عورتوں (ازواج) کو علم ہو گیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ساری زندگی کسی بھی مرد سے ہم نکاح نہیں کر سکتیں؛ لیکن کسی نے بھی نبی کریم ﷺ کو چھوڑنا پسند نہیں کیا بلکہ دُنیا کو چھوڑ دیا۔

قریش مکہ کی پیش کش

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تبلیغ کے دوران ہر طرح (مال، خوبصورت عورت، بادشاہی) کی پیشکش کی گئی؛ مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کسی پیشکش کو قبول نہیں کیا؛ بلکہ "توحید" کی روشنی میں جواب دیا کہ "اگر میری قوم میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ماہتاب رکھ دے تو پھر بھی میں احکامِ الٰہی کی تبلیغ سے باز نہیں آسکتا"۔

(سیرت ابن هشام، ج 2، ص 101 - (البداية والنهاية المجلد الاول، ص 484-485)

کیا نعوذ باللہ ایسے نبی کو "اللہ" کے سوا کسی عورت سے دلچسپی ہو سکتی ہے؟

علمی دہشت گردی

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق پوری تاریخ کا مطالعہ کئے بغیر اعتراض کرنا علمی خیانت ہے اور اس دور میں یہ علمی دہشت گردی ہے، اس کے مقابلے میں موجودہ دور میں مسلمانوں کا صرف جذباتی ہو کر رد عمل کرنا اکثر دشمنوں کو فائدہ پہنچتا ہے؛ لہٰذا موجودہ دور میں اپنی حکمت عملی کو بدلتے ہوئے میڈیا اور ٹیکنالوجی کی طاقت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے علم، حکمت اور دانشمندی سے اکابرین کی سرپرستی میں ان اعتراضات کا منہ توڑ جواب دینا چاہیے۔

دراصل کفار اور ان کے پیروکاروں کا اس طرح نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر طعن کرنا، اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ دین اور شریعت میں طعن کرنے سے بالکل عاجز آچکے ہیں، اب انہیں کچھ نہیں ملا تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات میں طعن کرنا شروع کر دیا اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ خارجی امور میں طعن کیا جائے؛ لیکن اللہ تعالی تو اپنے نور اور دین کو مکمل کر کے رہے گا اگرچہ کافر برا مانتے رہیں۔

(مزید تفصیل کے لیے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی کتاب زاد المعاد (1/106) کا مطالعہ کریں۔)

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ – کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ – صَلُّوا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

ترجمہ: پہنچے بلندیوں پہ ، وہ ﷺ اپنے کمال سے
چھٹ گئے اندھیرے آپ ﷺ کے حسن و جمال سے
آپ ﷺ کی سبھی عادات مبارکہ اور سنتیں بہت پیاری ہیں
آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر سلام ہو

بعض نام نہاد ”مسلم محققین“ کی تحقیقات
اور اُن کے اشکالات کا جائزہ

ابتدائیہ

عصرِ حاضر میں عیسائی مبلغین کی پھیلائی گئی بدگمانیوں سے متاثر ہوکر بعض 'نام نہاد مسلم محققین' نے اس سچے واقعہ کا یا تو انکار کر دیا یا پھر اسے کمزور ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں لگ گئے۔ اب جب بھی کوئی اس عنوان پر غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات دینے کی کوشش کرتا ہے، تو کچھ احباب فوراًاس پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس تحقیق کو پیش کرنے لگ جاتے ہیں، کہ جب چھ اور نو سال والی روایت ہی غلط ہے تو پھر اس دفاع کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یوٹیوب پر بھی بعض احباب بڑی قوت کے ساتھ اس نظریے کو پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ آیئے سمجھتے ہیں کہ اس دعوے کی بنیاد کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔

پہل کس نے کی؟

ان ”نام نہاد محققین میں سرفہرست ”مسیلمہ پنجاب“ ”دجال قادیان“ مرزا غلام قادیانی ہے، جس نے سب سے پہلے 1896 میں اپنے رسالہ ” نور القران“ میں یہ نظریہ شائع کیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

"اول تو نو برس کا ذکر آنحضرت ﷺ کی زبان سے ثابت نہیں اور نہ اس میں کوئی وحی ہوئی اور نہ اخبار متواترہ سے ثابت ہوا کہ ضرور نَو برس ہی تھے۔ صرف ایک راوی سے منقول ہے"۔

(روحانی خزائن 9/377)

پھر 1903 میں اپنی کتاب "آریہ دھرم" میں رقم طراز ہے:

"اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا نو سالہ ہونا تو صرف بے سر و پا اقوال میں آیا ہے۔ کسی حدیث یا قران سے ثابت نہیں (العیاذ باللہ!)۔

(دیکھئے روحانی خزائن 10/64)

ناظرین! اس سے قطع نظر کے یہ سراسر جھوٹ اور دجل سے کم نہیں، غور کرنے کا مقام ہے، کہ ایسے جاہل اور منکرِ حدیث شخص کو کیسے کوئی مسلمان سمجھ سکتا ہے چہ جاے کہ نبی! اس میں کوئی شک نہیں کے مرزا قادیانی (جیسا کہ وہ خود معترف ہے) انگریزی استعمار کا خود کاشتہ پودہ تھا، اور یہی کچھ اُس سے توقع کی جا سکتی تھی۔ اسی کے زمانہ میں منکرینِ حدیث کا فتنہ بھی پروان چڑھنے لگا اور وہ بھی اسی گمراہی میں مبتلا ہوئے؛ چونکہ قرآن میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا تذکرہ نہیں لہذا اُس کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔

دیگر "نام نہاد محققین" میں چند ادیب، صحافی اور شاعر قسم کے لوگ ہیں جو عموماً علومِ دینیہ سے ناآشنا ہوتے ہیں، اِن میں سرِ فہرست عباس محمود العقاد ہیں جو مصری صحافی اور ادیب تھے، اِنہوں نے 1943 میں ایک کتاب لکھی "الصّدّیقۃ بنت الصّدّیق"۔ اسی

کتاب کے بعد پھر یہ عرب شعراء اور "محققین میں اس نظریے کو پذیرائی ملی۔ اہل تشیع کے علماء نے بھی اس نظریہ کو اپنی کتابوں کی زینت بنائی۔ معاصرین اہلِ باطل نے اہل تشیع حضرات کی طرف سے بھی اشکالات پھیلانے کا کام کیا، جیسے بدنام زمانہ شیعی شیخ الحبیب اپنی ناپاک کتاب "الفاحشہ" (222-219) اور السید جعفر مرتضیٰ نے اپنی کتاب "الصحیح من السیرۃ النبی الاعظم" (3/286-284) اور دیگر اہل تشیع کے علماء نے اسے خوب اچھالا۔ عجیب بات یہ ہے کہ شیعہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ وضاحت سے بیان ہوا ہے، اور اُن کے انکار کی وجہ سمجھ میں نہ آئی، چنانچہ قدیم معروف شیعہ کتاب "الکافی" جو علامہ **الکلینی** (متوفّیٰ 329ھ) کی تصنیف ہے، 5/398 پر باب باندھتے ہیں:

"اس حد کے بیان میں جس عمر میں عورت سے ہمبستری کی جائے"

(باب) (الحد الذي يدخل بالمرأة فيه)

آگے اپنی سند سے نَو اور دس سال کی عمر میں ہمبستری کی حد والی روایات کو نقل کیا ہے۔

اسی طرح الحر العاملی (متوفّیٰ 1104ھ) "وسائل الشیعہ" 20/101 پر باب باندھتے ہیں:

"باب اس بیان میں کہ جائز نہیں بیوی سے صحبت کرنا جب تک کے وہ نَو سال کی نہ ہو جائے، پس اگر اُس سے پہلے کیا۔۔۔"

"بَابٌ: أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الدُّخُولُ بِالزَّوْجَةِ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعَ سِنِينَ، فَإِنْ فَعَلَ قَبْلَ ذَلِكَ فَعِيبَتْ أَوْ أَفْضَاهَا ضَمِنَ، وَحُكْمُ الدُّخُولِ بِالْأَمَةِ قَبْلَ ذَلِكَ"

پھر اپنی سند سے مختلف روایات اِس باب میں لاتے ہیں۔

اسی طرح منکرینِ حدیث کے "محققین" نے اس انکار کو اپنی تصنیفات میں جگہ دی۔ غامدی صاحب کا بھی یہی نظریہ ہے اور دیگر یوٹیوب پر بیٹھے بعض "محققین" بھی یہی رائے رکھتے ہیں کہ یہ روایات سرے سے درست نہیں ہیں۔

یہ حضرات، چند روایات کو بنیاد بنا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بہ وقت نکاح حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر مبارک سولہ سال اور بہ وقت رخصتی اٹھارہ سال تھی؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ علماءِ محققین اور ہمارے اکابرین نے اس قول کو غیر محقق اور ناقابل اعتناء قرار دیا ہے، اس کی متعدد وجوہات ہیں، جس کی مختصر تفصیلات آگے پیش کی جائیں گی۔

نفسیات

دراصل نکاح اور رخصتی کے وقت امی عائشہ صدیقہؓ کی عمر کو صحیح قول سے ہٹ کر زیادہ ثابت کرنے کی کوشش کے پیچھے نفسیات یہ ہے کہ وہ خود کم عمری میں نکاح کو غلط یا خلاف عادت عمل سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے ہم اسلام کا دفاع کر رہے ہیں، کہ ان روایات ہی کو غلط ثابت کر دیا جائے، جن میں چھ سال میں نکاح اور نو سال کی عمر میں رخصتی کا ذکر ہے، تاکہ کسی کو اعتراض کرنے کا موقع ہی نہ رہے۔ بہر حال غیر مسلم معترضین تو پھر بھی مطمئن نہیں ہوں گے؛ کیونکہ ان کو پھر آگے عمر کے درمیان فرق کا اعتراض ہوگا۔ (جس کا تفصیلی جواب پیچھے گذر چکا ہے)

صحیح موقف

باقی جو صحیح موقف ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی نو سال کی عمر میں، اس کے لیے صحیحین کی اور دوسری متعدد کتب احادیث میں موجود روایات کافی شافی ہیں۔ من جملہ ان احادیث کی کتابوں میں بخاری، مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی ہیں۔

چنانچہ صحیح البخاری میں ہے

''حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمُغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعْرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا، لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.''

(كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ تَزْوِيجِ الصِّغَارِ إِذَا زَوَّجَهُنَّ آبَاؤُهُنَّ، ج: ، ص: 1451، ط: دَارُ الْمُغْنِي)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میری عمر چھ سال کی تھی کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے میرا نکاح ہوا، پھر ہم (ہجرت کرکے)

مدینہ آئے تو بنی حارث بن خزرج (کے مکان) میں اترے، پھر مجھے (اتنا شدید) بخار آیا کہ میرے سر کے بال گرنے لگے اور وہ کانوں تک رہ گئے، پھر (ایک دن) میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں بیٹھی تھی کہ میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں اور مجھے زور سے آواز دی، میں ان کے پاس چلی گئی اس حال میں کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ انہوں نے کیوں بلایا ہے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا میری سانس پھول رہی تھی حتیٰ کہ ذرا دم میں دم آیا، پھر انہوں نے تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر ہاتھ پھیر دیا، پھر مجھے مکان کے اندر داخل کر دیا تو میں نے کمرہ میں چند انصاری عورتوں کو دیکھا، انہوں نے کہا خیر وبرکت اور نیک فال کے ساتھ آؤ۔ میری والدہ نے مجھے ان کے حوالہ کر دیا، پھر انہوں نے مجھے سنوارا (تیار کیا)، پھر چاشت کے وقت آں حضرت ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے حوالہ کر دیا اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

ذکر کردہ روایت کی سند

جہاں تک بخاری کی ذکر کردہ روایت کی سند کی تحقیق ہے تو الفاظ کی معمولی تقدیم وتاخیر کے ساتھ متعدد کتب حدیث میں وارد ہے

امام دارمی نے اپنی سنن میں (باب في تزويج الصغارإذا زوجهن آباؤهن،3 / 1451 ، دار المغنى للنشر والتوزيع)

اور ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں (باب نكاح الصغار يزوجهن الآباء، 1 / 603، دار احياء الكتب العربية) اس روایت کو "علي بن مسهر، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة" کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

امام مسلم اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس روایت کو راوئ حدیث ''علي بن مسهر'' کے متابع ''أبو أسامة'' کے ساتھ بھی نقل کیا ہے۔

(صحيح مسلم ،باب تزويج الأب البكر الصغيرة،2/ 103، دار احياء التراث العربى وسنن أبي داؤد ، باب في الأرجوحة، 7/ 293،دار الرسالة العالمية)

جس کی نشاندہی امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اپنی شرح میں فرمائی ہے۔

(شرح النووى لصحيح مسلم، 9/ 207،دار احياء التراث العربى)

اسی طرح ''مستخرج ابو عوانة '' میں یہ روایت بطریق سفیان بن عیینہ منقول ہے۔

(باب الإباحة للأبان يزوج الصغير ،3/ 77،دار المعرفة)

اس کے علاوہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دیگر متابعات کی فہرست بھی پیش کی ہے۔

(إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة،17/ 351،مجمع الملك فهد ومركز خدمة السنةوسيرة النبوية بالمدينة)

لہذا جو روایات معروف اور صحیح قول کی تائید میں ہیں وہ اسنادی حیثیت سے پایہ صحت کو پہنچتی ہیں، اور اس سند کے تمام راویوں کو ماہرین حدیث نے ثقہ ومتعمد قرار دیا ہے۔

یہ دعویٰ نیا ہے

یہ بات کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر مبارک رخصتی کے وقت نو نہیں ؛بلکہ اٹھارہ یا انیس سال تھی، یہ ماضی قریب کا دعویٰ ہے، اسلاف کا نہیں ہے۔ اسلاف امت امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داوٗد، امام نسائی وغیر ہم رحمہم اللہ میں سے کسی نے یہ بات نہیں لکھی کہ نکاح کے وقت سیدہ عائشہ کی عمر 16 سال تھی اور رخصتی کے وقت 19 سال تھی۔ یہاں تک کہ یہ بات علمائے دیوبند میں سے بھی کسی ثقہ عالم مثلاً دار لعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا قاسم نانوتوی وغیر ہم رحمہم اللہ میں سے بھی کسی نے نہیں لکھی ہے۔ جبکہ بخاری نے جو لکھا ہے اور حدیث بیان کی ہے، جس کی راویہ خود امی عائشہ ہیں، کہ میں چھ سال کی تھی جب حضور کے ساتھ میرا نکاح ہوا۔ اور میں نو سال کی تھی جب حضور کے ساتھ میری رخصتی ہوئی۔ یہ سیدہ عائشہ خود فرما رہی ہیں۔

نام نہاد محقّقین کے اشکالات اور اُن کے جوابات

اشکال نمبر 1 : حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ہجرت (حبشہ) کے وقت، سے استدلال

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہجرت حبشہ والے ایک قصے کو نقل کیا جاتا ہے: حضرت امام بخاری نے حضرت عائشہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے، جس میں وہ فرماتی ہیں:

" لم أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ...“

(بُخَارِيٌّ، بَابُ جِوَارِ أَبِي بَكْرٍ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهِ، رقم الحديث: 2297)

وجہ استدلال یہ بتاتے ہیں کہ حضرت عائشہ کا اپنے والدین کو دین پر پانا، حضرت عائشہ کا آں حضرت کی روزانہ آمد ورفت اور حضرت ابو بکر کی ہجرتِ حبشہ کے ارادہ کو سمجھنا، ان کے صاحب ہوش ہونے کی دلیل ہے اور ہوش کے لئے پانچ چھ سال کا ہونا ضروری ہے؛ کیوں کہ حضرت ابو بکر نے حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ پانچ نبوی میں کیا تھا، اس لحاظ سے نکاح کے وقت حضرت عائشہ کی عمر تیرہ چودہ سال ہوتی ہے، نہ کہ چھ سات سال۔

اشکال کا جواب

1- امام زہری سے منقول امام بخاری کی روایت کردہ حدیث (جس کو انھوں نے باب جوار أبي بکر في عهد النبي ﷺ وعقده میں نقل کیا ہے) سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت ابو بکر کی ہجرتِ حبشہ کے وقت (پانچ نبوی میں) حضرت عائشہ سن تمیز (یعنی پانچ چھ سال) کی تھیں درست نہیں۔ اس لئے کہ یہاں امام زہری نے (جیسا کہ اُن کی عام عادت ہے) روایت میں ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا ہے۔ اور خود امام زہری رحمہ اللہ کی روایت (جس کو امام بخاری نے کتاب الأدب میں نقل کیا ہے) ان باتوں کی تردید کرتی ہے، نیز سیرت کی کتابوں میں مذکور واقعات کے بھی خلاف ہے؛

لیکن اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ واقعات کی وہی ترتیب درست ہے، جس کو بخاری نے باب جوار أبی بکر فی عهد النبی ﷺ وعقده اور کتاب الہجرۃ میں نقل کیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کی ہجرتِ حبشہ کے ارادہ کو کس بنیاد پر پانچ نبوی مانا گیا، جب کہ حدیث میں اس کا ذکر بھی نہیں ہے؟ دراصل حضرت ابو بکر کی ہجرتِ حبشہ کے ارادہ سے استشہاد کرنے والوں کو یا تو شبہ ہو گیا ہے یا پھر دیدہ و دانستہ ہجرتِ حبشہ کی تاریخ سے صرف نظر کر رہے ہیں؛ کیوں کہ یہ بات تو انھیں بھی معلوم ہے کہ حبشہ کی طرف ہجرت دو مرتبہ ہوئی ہے، پہلی مرتبہ سن پانچ نبوی میں، پھر جب دو ڈھائی مہینے کے بعد قریش کے اسلام لانے کی خبر ملی تو یہ حضرات مکہ واپس آ گئے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں:

”وَكَانَ مَسِيرُهُمْ فِي رَجَبٍ سَنَةَ خَمْسٍ مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ السَّنَةُ الثَّانِيَةُ مِنْ إِظْهَارِ الدَّعْوَةِ، فَأَقَامُوا شَعْبَانَ وَشَهْرَ رَمَضَانَ، وَقَدِمُوا فِي شَوَّالٍ سَنَةَ خَمْسٍ مِنَ النُّبُوَّةِ.“

(الْكَامِلُ: 2/ 52)

جب مکہ کے قریب پہنچے تو یہ خبر جھوٹی نکلی، لہٰذا کچھ لوگ چھپ کر، جب کہ کچھ دوسروں کی پناہ میں مکہ آئے، پھر سن چھ نبوی میں کافی مشقتوں اور مشکلوں کے بعد دوبارہ مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی؛ لیکن دونوں مرتبہ کی ہجرت میں حضرت ابو بکر شامل نہیں تھے۔ (دیکھئے: الروض الأنف: ۲/۹۱ومابعدہا)

بلکہ حضرت ابو بکر کی ہجرتِ حبشہ کا ارادہ ان دونوں ہجرتوں کے بعد ہے۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر حضرت ابو بکر کے ہجرتِ حبشہ کے عزم کے واقعہ کو لکھنے کے

بعد لکھتے ہیں:

''كُلُّ هَذِهِ الْقِصَصِ ذَكَرَهَا ابْنُ إِسْحَاقَ مُعْتَرِضًا بِهَا بَيْنَ تَعَاقُدِ قُرَيْشٍ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ وَكِتَابَتِهِمْ عَلَيْهِمُ الصَّحِيفَةَ الظَّالِمَةَ وَحَصْرِهِمْ إِيَّاهُمْ فِي الشِّعْبِ وَبَيْنَ نَقْضِ الصَّحِيفَةِ وَمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهَا، وَهِيَ أُمُورٌ مُنَاسِبَةٌ لِهَذَا الْوَقْتِ.'' (اَلْبِدَايَةُ وَالنِّهَايَةُ: 3/ 111)

''ابن اسحاق نے ان تمام قصوں کو بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے خلاف قریش کے معاہدہ، صحیفۂ ظالمہ کی مکاتبت اور شعب ابی طالب میں محاصرہ اور نقض صحیفہ کے درمیان کے واقعات میں شمار کیا ہے اور یہی ان امور کا مناسب وقت ہے''، جب کہ محاصرہ سات نبوی میں اور نقض صحیفہ دس نبوی میں پیش آیا۔

نیز حافظ ابن حجر حضرت عائشہ کی کم سنی کے نکاح کو تسلیم نہ کرنے والوں کے لیے ایک جملۂ استشہاد فرماتے ہیں۔

''فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ. شَرْحُهُ:

أَيْ: بِأَذَى الْمُشْرِكِينَ لَمَّا حَصَرُوا بَنِي هَاشِمٍ وَالْمُطَّلِبَ فِي شِعْبِ أَبِي طَالِبٍ وَأَذِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ فِي الْهِجْرَةِ إِلَى الْحَبَشَةِ كَمَا تَقَدَّمَ بَيَانُهُ (قَوْلُهُ: خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ) أَيْ: لِيَلْحَقَ بِمَنْ سَبَقَهُ إِلَيْهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ.''

(فَتْحُ الْبَارِي، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ، رقم الحديث: 3692)

”مشرکین کی ایذا رسانی کی وجہ سے جب ان لوگوں نے بنوہاشم اور بنو مطلب کو شعب ابی طالب میں محصور کردیا تو آں حضرت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو ابو بکر نے بھی سبقت کرنے والے مسلمان بھائیوں سے مل جانے کا ارادہ کیا“۔

یہی بات مشہور سیرت نگار علی بن برہان الدین الحلبی رَحِمَہُ اللہُ لکھتے ہیں:

”لَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ بِأَذَى الْمُشْرِكِينَ، أَيْ: وَحُصِرَ بَنُو هَاشِمٍ وَالْمُطَّلِبِ فِي شِعْبِ أَبِي طَالِبٍ وَأَذِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ فِي الْهِجْرَةِ إِلَى الْحَبَشَةِ، وَهِيَ الْهِجْرَةُ الثَّانِيَةُ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ.“ (السِّيْرَةُ الْحَلَبِيَّةُ: 1/ 484)

بلکہ علامہ حلبی دوسری جگہ تاریخ کی تعیین کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی ہجرتِ حبشہ کا ارادہ تیرہ نبوت کا واقعہ ہے:

”وَفِي السَّنَةِ الثَّالِثَةِ عَشْرَةَ مِنَ النُّبُوَّةِ كَانَتْ بَيْعَةُ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةُ الَّتِي هِيَ الْكُبْرَى، وَبَعْضُهُمْ يُسَمِّيهَا الْعَقَبَةَ الثَّالِثَةَ... وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ أَرَادَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُهَاجِرَ لِلْحَبَشَةِ، فَلَمَّا بَلَغَ بَرَكَ الْغَمَادِ رَدَّهُ رَبِيعَةُ بْنُ الدَّغِنَةِ سَيِّدُ الْقَارَةِ.“

(السِّيْرَةُ الْحَلَبِيَّةُ، بَابُ بَيَانِ مَا وَقَعَ مِنَ الْحَوَادِثِ مِنْ عَامٍ: 3/ 499)

تَرْجَمَۃ: تیرہ نبوت میں عقبہ ثانیہ کی بیعت ہوئی، جس کو عقبہ ثالثہ بھی کہتے ہیں... اور اسی سال حضرت ابو بکر نے حبشہ کی ہجرت کا

ارادہ کیا، جب 'برک الغماد' تک پہنچے تو قبیلۂ قارہ کے سردار ربیعہ بن دغنہ نے واپس کیا'۔

مذکورہ عبارتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر کی ہجرتِ حبشہ کے ارادہ کا تعلق پانچ نبوی سے نہیں ہے؛ بل کہ شعبِ ابی طالب کے مقاطعہ کے وقت سے ہے اور شعب ابی طالب کا مقاطعہ سن سات اور دس نبوی کے درمیان کا واقعہ ہے (یا علامہ حلبی رحمہ اللہ کے بقول تیرہ نبوی کا واقعہ ہے) اوران سالوں میں حضرت عائشہ چار پانچ سال کی رہی ہوں گی (کہ ان کی پیدائش چار یا پانچ نبوی میں مانا جاتا ہے) اور اس عمر کو بہت زیادہ تو نہیں؛ لیکن یادداشت کی حد تک ہوش وحواس کی عمر کہا جاسکتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔

مزید یہ کہ یہ روایت دراصل معترضین کے خلاف دلیل ہے نہ کہ اُن کے حق میں۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُس وقت اتنی چھوٹی تھیں کہ اپنے ماں باپ کو اسلام میں پایا۔ اگر وہ اُس وقت بڑی عمر کی ہوتیں تو اُن کے اسلام لانے کے واقعہ کو یاد رکھتیں اور اس کا بھی تذکرہ کرتیں۔

اشکال نمبر 2: امّی عائشہؓ کا اپنے والدین کو اسلام میں پانا

"محققین" کہتے ہیں کہ اسی روایت میں ہے کہ جب امّی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہوش سنبھالا تو والدین کو اسلام میں پایا۔ اور یہ بات مسلّم ہے کہ ہوش سنبھالنا اور عقل و شعور کے ہونے کے لئے پانچ سال کی عمر ضروری ہے، جیسا کہ خود بخاری (77) میں ہے

"عن محمود بن الربيع قال :عَقَلتُ من النبي صلى الله عليه وسلم مَجَّةً مَجَّها في وجهي وأنا ابن خمس سنين من دلو "

> ”محمود بن الربیع فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے جب نبی ﷺ نے برتن سے منہ میں پانی لیکر میرے چہرے پر چھینٹیں ماری تھیں اور اس وقت میری عمر پانچ سال تھی“۔

اور یہ بھی مسلّم ہے کے امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدین شروع اسلام میں ہی مسلمان ہو گئے تھے، لہذا اُن کے اسلام لانے کے وقت امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم سے کم پانچ سال تو تھی۔ لہذا نکاح کے وقت قطعاً چھ سال کی عمر ممکن نہیں۔

اشکال کا جواب

محمود بن الربیع کے واقعہ سے یہ استدلال کرنا کہ سمجھ بوجھ کے لئے پانچ سال کی عمر شرط ہے حد درجہ کی زیادتی ہے۔ کیا اس سے کم عمر کی چیزیں یاد نہیں رکھی جاتیں؟ کیا اس سے پہلے سمجھ بوجھ بالکل نہیں ہوتی؟ کیا اسی صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق کا آنکھوں دیکھا واقعہ روایت نہیں کیا، جب کہ اس وقت ان کی عمر تقریباً تین سال تھی؟

نیز، امام بیہقی، حضرت عائشہ کی بات: ”میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے اپنے والدین کو دین پر کاربند دیکھا ہے“ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ”عائشہ کی پیدائش اسلام کی حالت میں ہوئی ہے؛ کیوں کہ عائشہ کے والد ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور یہ بات اسود بن یزید کے واسطے سے عائشہ سے ثابت ہے کہ ان کا نبی ﷺ کے ساتھ نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی، جس وقت آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی، تاہم اسما بنت ابی بکر دور جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں، پھر والد کے اسلام قبول

کرنے کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ نیز ابو عبد اللہ بن مندہ نے ابن ابی زناد کی یہ بات نقل کی ہے کہ اسما بنت ابی بکر عائشہ سے دس سال بڑی تھیں، اور اسماؓ کی والدہ کچھ دیر کے بعد مسلمان ہو گئی تھیں، اس کے لیے انہوں نے حضرت اسماؓ کی یہ بات بھی نقل کی کہ: ”جس وقت میری والدہ مشرک تھیں تو میرے پاس آئیں“ یہاں پر یہ دیکھنا لازمی ہے کہ اسما کی والدہ کا نام قتیلہ تھا جو کہ بنی مالک بن حسل کے خاندان سے تھیں، وہ عائشہ کی والدہ نہیں تھیں؛ کیوں کہ اسما اپنے والد کیساتھ مسلمان ہو چکی تھیں، جبکہ عبد الرحمن بن ابو بکرؓ اپنے والدین کے اسلام لانے کے وقت بالغ تھے، چنانچہ عبد الرحمن نے کافی مدت کے بعد اسلام قبول کیا، اور آپ ابو بکرؓ کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔

(انتهى مختصراً ، السنن الكبرى :(6/ 203)

اشکال نمبر 3: لفظ ”بِکْر“ سے استدلال

بعض حضرات نے حدیث میں وارد لفظ ”بکر“ سے استدلال کرتے ہوئے نکاح کے وقت حضرت عائشہ کی عمر چھ اور رخصتی کے وقت نو سال کو ماننے سے انکار کیا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”لَمَّا هَلَكَتْ خَدِيجَةُ جَاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تَتَزَوَّجُ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا، وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا. قَالَ: فَمَنِ الْبِكْرُ؟ قَالَتْ: ابْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ: وَمَنِ الثَّيِّبُ؟ قَالَتْ: سَوْدَةُ ابْنَةُ زَمْعَةَ...“

(مُسْنَدُ أَحْمَدَ، رقم الحديث: 25769)

وجہِ استدلال یہ ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آں حضرت ﷺ کو دوسری شادی کا مشورہ دیا اور آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر بتایا کہ "بکر" (ناکتخدا) اور "ثیب" (شوہر دیدہ) دونوں طرح کی خواتین موجود ہیں، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے "ثیب" کے مقابلہ میں "بکر" کا لفظ استعمال کیا، جو اس بات پر دلیل ہے کہ وہ "بکر" (حضرت عائشہ) چھ سات سال کی نہیں؛ بل کہ اٹھارہ سال کی تھیں۔

اشکال کا جواب

یہ محض دعوی ہے، جس پر کوئی صریح دلیل موجود نہیں؛ کیوں کہ نہ لغوی اعتبار سے یہ بات درست ہے اور نا ہی استعمال کے اعتبار سے؛ چناں چہ "بکر" کے لغوی معنی "ایسی لڑکی، جس کی بکارت زائل نہ ہوئی ہو" یعنی "کنواری" کے ہیں۔

☆ الصاحب اسماعیل ابن عباد لکھتے ہیں:

"وَالْبِكْرُ مِنَ النِّسَاءِ: الَّتِي لَمْ تُمْسَسْ بَعْدُ."

(الْمُحِيطُ فِي اللُّغَةِ 2/ 49)

☆ ابن فارس لکھتے ہیں:

"قَالَ الْخَلِيلُ :وَالْبِكْرُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَمْ تُمْسَسْ قَطُّ"

(كتاب مقاييس اللغة 1/ 289)

☆ ابن منظور لسان العرب (4/78) میں لکھتے ہیں:

"وَالْبِكْرُ مِنَ النِّسَاءِ: الَّتِي لَمْ يُقَرِّبْهَا رَجُلٌ."

☆علامہ فیروزآبادی لکھتے ہیں:

"وَالْبِكْرُ، بِالْكَسْرِ الْعَذْرَاءُ"

(اَلْقَامُوسُ الْمُحِيطُ 1/ 359، وَانْظُرْ أَيْضًا الصِّحَاحَ لِلْجَوْهَرِيِّ 1/ 50)

☆اسی طرح علامہ مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

"الْبِكْرُ (بِالْكَسْرِ): الْعَذْرَاءُ، وَهِيَ الَّتِي لَمْ تُقْتَضَّ."

(تَاجُ الْعَرُوسِ، بَابُ الرَّاءِ: 10/ 239، تَهْذِيبُ اللُّغَةِ لِلْأَزْهَرِيِّ، بَكَرَ: 3/ 372)

اور ظاہر ہے کہ زوالِ بکارت کا تعلق اٹھارہ سال سے قطعاً نہیں؛ بل کہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

جہاں تک استعمال کے لحاظ سے اس کے معنی کا تعلق ہے تو جاننا چاہیے کہ یہ لفظ جس طرح ثیب کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے، اسی طرح صغیرہ کے تعین میں بھی استعمال ہوتا ہے، علامہ ابن دقیق العید: لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

کی شرح میں لکھتے ہیں:

"إِمَّا أَنْ يُحْمَلَ عَلَى التَّحْرِيمِ، وَإِمَّا عَلَى الْكَرَاهَةِ، فَإِنْ حُمِلَ عَلَى التَّحْرِيمِ تَعَيَّنَ أَحَدُ الْأَمْرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْبِكْرِ: مَا عَدَا الصَّغِيرَةَ."

(إِحْكَامُ الْأَحْكَامِ شَرْحُ عُمْدَةِ الْأَحْكَامِ، كِتَابُ النِّكَاحِ: 1/ 395)

یا تو تحریم پر محمول کیا جائے یا کراہت پر، اگر تحریم پر محمول کیا گیا تو دو معنوں میں سے ایک متعین ہو جائے گا، یا تو صغیرہ کے علاوہ..."،

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

"قَالُوا: فَهَذَا عَلَى عُمُومِهِ فِي كُلِّ بِكْرٍ إِلَّا الصَّغِيرَاتِ ذَوَاتِ الْأَبِ"

(التَّمْهِيدُ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ، كِتَابُ النِّكَاحِ: 19/ 100)

تَرْجَمَۃ: کہتے ہیں کہ یہ ہر باکرہ کے سلسلہ میں عمومی حکم ہے؛ البتہ وہ صغیرہ مستثنیٰ ہے، جس کا باپ موجود ہو"— یہاں پر دیکھئے "صغیرہ" کو "بکر" کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔

لیکن اگر "ثیب" کے مقابلہ میں ہی استعمال کریں تو کسی عورت کے "ثیب" ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ اس کی عمر اٹھارہ سال یا اس سے زائد ہو؟ کیوں کہ ثیب کے معنی تو "التی تزوجت وفارقت زوجهابأیّ وجه کان بعدأن مسّها"(لسان العرب، مادة: ثیب:۲۴۸/۱) "جو شادی کرے اور جماع کے بعد کسی وجہ سے شوہر سے جدا ہو جائے" کے ہوتے ہیں، نہ کہ تحدید کے ساتھ اٹھارہ سال۔ معلوم ہوا صرف لفظ بکر سے عمر کی زیادتی پر استدلال کرنا کسی طور درست نہیں۔ (تفصیل کے لیے کتاب "سیرت عائشہؓ" مصنف علامہ سید سلیمان ندویؒ، سے مراجعت کریں)۔

اشکال نمبر 4: سورۃ القمر کی آیات کے نزول کے وقت سے استدلال

"عَنْ عَائِشَةَ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ، (بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ) "

(سُورَةُ الْقَمَرِ). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ التَّفْسِيرِ،جلد 2، صَفْحَةُ 722.

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ پر (سورہ قمر کی آیت

(بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ.)

کے نزول کے وقت میں (قریب البلوغ) نوجوان کھیلتی لڑکی تھی"۔

جو حضرات، امی عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی کے وقت عمر مبارک کے اٹھارہ یا انیس سال ہونے کے قائل ہیں، وہ اس روایت کو پیش کرنے کے بعد اس سے استدلال کرتے ہوئے، یقینیات کا ایک سلسلہ پیش کرتے ہیں، جیسے سورہ قمر کا نزول، واقعہ شق القمر، شعب ابی طالب میں محصور ہونا، پھر سورہ نجم اور سورہ قمر کا نزول ایک ہی زمانے میں ہونا اور پھر اتنی کم سنی میں حضرت عائشہ کو ان آیتوں کا یاد ہو جانا وغیرہ وغیرہ، پھر ان سب واقعات کو آپس میں جوڑ کر یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سیدہ عائشہ کی عمر 10 نبوی میں بوقت نکاح، چھ یا سات سال ہونا قرین قیاس نہیں ہے۔

اشکال کا جواب

اس روایت سے متعلق چند حقائق کا جاننا ضروری ہے۔

(الف) سورۃ قمر کے نزول کا وقت صراحۃً متعین نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ بدر سے سات سال پہلے نازل ہوئی تھی۔ اس اعتبار سے بعثت کے آٹھویں سال بنتا ہے۔ اس وقت اگر امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر تین چار سال مان لی جائے، تو اس عمر میں قرآن کی کچھ آیات کا یاد ہو جانا کون سی حیرت کی بات ہے۔ جب کہ ہمیں آج بھی چار پانچ سال کی عمر کے ایسے بچے مل جائیں گے جنہوں نے پورا قران حفظ کر لیا ہے۔ یاد رہے کے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال ہے جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہوا، پس سورۃ قمر کے نزول کے وقت تین چار سال عمر ہونا اور

اس عمر میں کچھ آیات کا یاد ہو جانا کون سی بڑی بات ہے خصوصا "ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی ہونہار اور عقلمند بچی کے لئے یہ کوئی **مستبعد** نہیں۔

(ب) مزید حدیث میں "کھیلتی تھی" کے الفاظ سے خود یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ وہ کوئی پندرہ سولہ سال کی بڑی لڑکی نہیں تھیں، بلکہ کھیلنے کودنے کی عمر تھی۔

(ج) لفظ "جاریۃ" کی تحقیق

- آیئے دیکھتے ہیں کہ یہاں استعمال لفظ "جاریہ" عربی زبان میں کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ عموماً یہ مغالطہ ہوتا ہے اور دلایا جاتا ہے کہ یہاں لفظ "جاریہ" سے مراد بڑی نوجوان لڑکی ہے، اور عموما اسی لئے استعمال ہوتا ہے، چنانچہ صحیح مسلم کی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے عمرۃ القضا کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں

"قَالَتْ: فَإِنِّي لَأَذْكُرُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَتُصِيبُ وَجْهِي مُؤَخِّرَةُ الرَّحْلِ." (صَحِيحُ مُسْلِمٍ 2202)

ابن بطال لکھتے ہیں: "الْجَارِيَةُ" أَصْلُهَا: الْفَتِيَّةُ مِنَ النِّسَاءِ

(النظم المستعبد 1/ 260)

حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ "جاریہ" ہر عمر کی عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ

☆ **المعجم الوسیط** میں ہے:

"الْجَارِيَةُ الْأَمَةُ وَإِنْ كَانَتْ عَجُوزًا وَالْفَتِيَّةُ مِنَ النِّسَاءِ."

(الْمُعْجَمُ الْوَسِيطُ 1/ 119)

بلکہ اصولا یہ چھوٹی بچی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ

☆علامہ البندنیجی لکھتے ہیں:

"وَالطِّفْلُ: الْبَنَانُ الرَّخْصُ، يُقَالُ: جَارِيَةٌ إِذَا كَانَتْ رَخْصَةً، وَالطِّفْلُ وَالطِّفْلَةُ: الصَّغِيرَانِ."

(اَلتَّقْفِيَةُ فِي اللُّغَةِ 1/ 620)

☆ابن الجوزي لکھتے ہیں:

" وَتَقُولُ لِلصَّبِيَّةِ الصَّغِيرَةِ: "جَارِيَةٌ". وَالْعَوَامُّ تَخُصُّ بِذَلِكَ الْأَمَةَ."

(تَقْوِيمُ لِلِّسَانِ 1/ 91)

☆علامہ فاسی لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا الْمَرْأَةُ مَا دَامَتْ صَغِيرَةً فَهِيَ جَارِيَةٌ. اسْمُ فَاعِلٍ مِنْ جَرَى، لِأَنَّهَا لَا تَزَالُ تَجْرِي بَيْنَ يَدَيْ وَالِدَيْهَا وَأَهْلِهَا."

(شَرْحُ كِفَايَةِ الْمُتَحَفِّظِ 1/ 229)

بلکہ لفظ 'جاریہ' اس بچی کو بھی کہتے ہیں جو نابالغ ہو، چنانچہ

☆ابن المبرد لکھتے ہیں: قَوْلُهُ:

"(الْجَارِيَةُ)، هِيَ مَنْ دُونَ الْبُلُوغِ."

(اَلدُّرُّ النَّقِيُّ لِابْنِ الْمُبَرَّدِ 3/ 502)

☆علامہ فتنی گجراتی لکھتے ہیں:

"الْجَارِيَةُ مِنَ النِّسَاءِ مَنْ لَمْ تَبْلُغِ الْحُلُمَ."

(مَجْمَعُ بِحَارِ الْأَنْوَارِ 1/ 353)

☆علامہ مطرزی لکھتے ہیں:

''الطِّفْلُ: الصَّبِيُّ حِينَ يَسْقُطُ مِنَ الْبَطْنِ إِلَى أَنْ يَحْتَلِمَ، وَيُقَالُ جَارِيَةٌ طِفْلٌ وَطِفْلَةٌ.'' (الْمُغْرِبُ 1/ 292)

بلکہ نومولود بچی کو بھی ''جاریہ'' کہتے ہیں، چنانچہ

☆علامہ لخمی لکھتے ہیں:

''وَمَوْلُودٌ بَكْرٌ إِذَا كَانَ أَوَّلَ وَلَدِ أَبَوَيْهِ غُلَامًا كَانَ أَوْ جَارِيَةً.'' (شَرْحُ الْفَصِيحِ 1/ 146)

☆علامہ فیروزآبادی لکھتے ہیں:

''وَاعْتَجَرَتْ بِغُلَامٍ أَوْ جَارِيَةٍ: وَلَدَتْهُ بَعْدَ يَأْسِهَا مِنَ الْوَلَدِ.''

(الْقَامُوسُ 2/ 85، وَانْظُرْ تَاجَ الْعَرُوسِ لِلزَّبِيدِيِّ 7/ 193)

☆اسی طرح حُرمتِ رضاعت کے مسئلہ پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سنن ترمذی (1149) میں دودھ پینے والی بچی کے لئے 'جاریہ' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

- بلکہ عربی لغت اور ادب کے امام ابن السِّکِّیت نے لفظ ''جاریہ'' کو رحم مادر میں موجود بچی کے لئے بھی استعمال کیا ہے،

... الَّتِي فِي بَطْنِهَا جَارِيَةٌ وَتَتْبَعُهَا جَارِيَةٌ.

(كِتَابُ الْأَلْفَاظِ 1/ 255)

الغرض لفظ ''جاریہ'' کا صرف ''بالغ بچی'' کا معنی کرنا درست نہیں۔

جو مزید تفصیلات دیکھنا چاہیں وہ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ کی کتاب سیرت عائشہ، صفحہ نمبر 335 سے 338 تک ملاحظہ فرمائیں۔

اشکال نمبر 5: تاریخ طبری کی ایک عبارت سے استدلال

تاریخ کی مشہور کتاب کی ایک عبارت سے غلط استدلال کیا جاتا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر اور اس سے قیاس کر کے، "حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت چھ اور رخصتی کے وقت نَو"، والے قول کو رد کیا جاتا ہے جو صحیح روایات سے ثابت ہے اور جس پر علمائے سلف کا اتفاق ہے،۔ آیئے عبارت دیکھتے ہیں:

''حَدَّثَ عَلِيٌّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ وَمَنْ ذَكَرْتَ مِنْ شُيُوخِهِ قَالَ: تَزَوَّجَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قُتَيْلَةَ - وَوَافَقَهُ عَلَى ذَلِكَ الْكَلْبِيُّ - قَالُوا وَهِيَ قُتَيْلَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ بْنِ أَسْعَدَ بْنِ جَابِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حِسْلِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللَّهِ وَأَسْمَاءَ. وَتَزَوَّجَ أَيْضًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ أُمِّ رُومَانَ بِنْتِ عَامِرِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ ذُهْلِ بْنِ دَهْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ غَنْمِ بْنِ مَالِمِ بْنِ كِنَانَةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ - هِيَ أُمُّ رُومَانَ بِنْتُ عَامِرِ بْنِ عُوَيْمِرِ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَتَّابِ بْنِ أُذَيْنَةَ بْنِ سُبَيْعِ بْنِ دَهْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ غَنْمِ بْنِ مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ - فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَعَائِشَةَ فَكُلُّ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ مِنْ أَوْلَادِهِ وُلِدُوا مِنْ زَوْجَتَيْهِ اللَّتَيْنِ سَمَّيْنَاهُمَا هُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ.''

ترجمہ: علی بن محمد روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے زمانے جاہلیت میں قتیلہ بنت عبد العزیٰ نامی عورت سے نکاح کیا تھا۔

ان سے حضرت عبد اللہؓ اور حضرت اَسماءؓ پیدا ہوئیں۔ پھر آپ نے زمانے جاہلیت میں ہی ام رومان بنت عامر سے نکاح کیا، ان سے عبد الرحمنؓ اور عائشہؓ پیدا ہوئیں۔ اور یہ چاروں بچے (عبد اللہ، اسماء، عبد الرحمن اور عائشہؓ) ان دو بیویوں سے ہیں، جن سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زمانے جاہلیت میں شادی کی تھی۔

وجہ استدلال یہ بتاتے ہیں کہ اس عبارت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہ چاروں اولاد زمانہ جاہلیت میں پیدا ہو گئے تھے!

اشکال کا جواب

طبری کی روایت کا خلاصہ

1- امام طبری نے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی دونوں بیویوں سے زمانہ جاہلیت میں شادی کی تھی۔ انہوں نے یہ کہیں بھی ذکر نہیں کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تمام بچے زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے۔

2- امام طبری نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں سے کسی کی بھی تاریخ پیدائش، یا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شادی کس سال میں ہوئی اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

3- تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ اس روایت کی سند غیر متصل (منقطع) ہے۔

لہذا اس روایت سے استدلال کیسے درست ہو سکتا ہے۔؟

ممکنہ اشکال

اس وضاحت کے بعد بھی اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ جب دونوں بیویوں سے نکاح زمانہ جاہلیت میں ہی ہو گیا تھا، تو ان بچوں کی پیدائش بھی اسی زمانے میں ہونا قرین قیاس

ہے، لہذا اس روایت سے یہ استدلال کرنے میں کیا حرج ہے۔؟

جواب: اگر اس قیاس کو درست مان لیا جائے، تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تاریخ طبری کی روایات اتنی معتبر ہیں کہ اس کی ایک روایت کو بخاری اور مسلم کی روایات اور اجماع امت کے مقابلے میں قبول کیا جا سکے۔؟

ابن جریر طبری کے متعلق

علامہ ابن جریر بن یزید طبری بڑے اور بلند مرتبہ کے عالم تھے، خاص کر قرونِ ثلاثہ کی تاریخ کے حوالہ سے ان کا نام اور کتاب کسی تعارف کے محتاج نہیں، قدیم وجدید تمام مؤرخین نے ان سے استفادہ کیا ہے۔

تاریخِ طبری کا اجمالی جائزہ

ان ساری خصوصیات کے باوجود تاریخ طبری میں جگہ جگہ حضرات صحابہ کرام سے متعلق ایسی بے بنیاد اور جھوٹی روایات مروی ہیں، جن کی کوئی معقول ومناسب توجیہ نہیں کی جاسکتی ہے، جب کہ عدالتِ صحابہ کرام پر موجود قطعی نصوص قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے پیش نظر منصف مزاج اہل علم امام طبری اور خاص کر ان کی تاریخ میں مروی اس طرح کی روایات پر کلام کرنے پہ مجبور ہوئے ہیں، تاریخ طبری بڑے بڑے دروغ گو، کذّاب اور متہم بالکذب راویوں کی روایات سے بھری ہوئی ہے، بطور مثال کے تاریخ طبری کی روایات کا ایک جائزہ لینے کے لیے ڈاکٹر خالد علال کبیر صاحب نے تاریخ طبری میں موجود ثقہ و غیر ثقہ راویوں کی روایات کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا ہے؛ چناں چہ وہ لکھتے ہیں کہ تاریخِ طبری میں اس کے بارہ (۱۲) مرکزی رواۃ کی روایات کا جائزہ لیتے ہیں، جن میں سے سات راوی کذّاب یا متہم بالکذب ہیں اور پانچ ثقہ ہیں۔

دروغ گو اور متہم بالکذب راویوں کی روایات کا اجمالی خاکہ

محمد بن سائب کلبی کی بارہ (۱۲) روایات، ھشام بن محمد کلبی کی پچپن (۵۵) روایات، محمد بن عمر کی چار سو چالیس (۴۴۰)روایات، سیف بن عمر تمیمی کی سات سو (۷۰۰)روایات، ابو مخنف لوط بن یحیٰ کی چھ سو بارہ (۶۱۲)روایات، ہیثم بن عدی کی سولہ (۱۶)روایات، محمد بن اسحاق بن سیار (یسار) کی ایک سو چونسٹھ (۱۶۴)روایات ہیں، ان سب کی روایات کا مجموعہ جن کو مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے وہ انیس سو ننانوے (۱۹۹۹) ہے۔

ثقہ راویوں کی روایات کا اجمالی خاکہ

زبیر بن بکار کی آٹھ (۸)روایات، محمد بن سعد کی ایک سو چونسٹھ (۱۶۴)روایات، موسی بن عقبہ کی سات (۷)روایات، خلیفہ بن خیاط کی ایک (۱)روایت، وھب بن منبہ کی چھیالیس (۴۶)روایات ہیں۔ تاریخ طبری کے ان پانچ ثقہ راویوں کی روایات کا مجموعہ دو سو نو (۲۰۹) ہے۔

تو گویا تاریخ طبری میں دو سو نو (۲۰۹) ثقہ روایات کے مقابلہ میں ان سات دروغ اور متہم بالکذب راویوں کی انیس سو ننانوے (۱۹۹۹)روایات ہیں، ان دونوں کے تناسب سے اندازہ لگا جاسکتا ہے کہ تاریخ طبری جیسی قدیم اور مستند سمجھی جانے والی کتاب کا جب یہ حال ہے تو تاریخ کی باقی کتابوں کا کیا حال ہو گا۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے مَدْرَسَةُ الْكَذَّابِينَ فِي رِوَايَةِ التَّارِيخِ الْإِسْلَامِيِّ وَتَدْوِينِهِ، ص: 45-47، دَارُ الْبَلَاغِ، الْجَزَائِرِ.)

علامہ طبری کا اعتراف

مذکورہ بالا باتوں کی تائید خود علامہ طبری رَحِمَهُ اللهُ کا اپنی تاریخ کے مقدمہ کے اس اعتراف سے بھی ہوتی ہے، جس میں انہوں نے واضح طور سے کہا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں بغیر نقد و تمحیص کے مختلف فرقوں اور گروہوں کے راویوں کی روایات کو ان کی اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ چناں چہ قارئین کے اطمینان قلبی کی خاطر علامہ طبری رَحِمَهُ اللهُ کی وہ پوری عربی عبارت پیش خدمت ہے، جس میں انہوں نے محض سند کے ساتھ بغیر نقد و تمحیص کے روایات ذکر کرنے کا اعتراف کیا ہے:

" فَمَا يَكُنْ فِي كِتَابِي هَذَا مِنْ خَبَرٍ ذَكَرْنَاهُ عَنْ بَعْضِ الْمَاضِينَ مِمَّا يَسْتَنْكِرُهُ قَارِيهِ، أَوْ يَسْتَشْنِعُهُ سَامِعُهُ، مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْ لَهُ وَجْهًا فِي الصِّحَّةِ، وَلَا مَعْنًى فِي الْحَقِيقَةِ، فَلْيُعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ يُؤْتَ فِي ذَلِكَ مِنْ قِبَلِنَا، وَإِنَّمَا مِنْ قِبَلِ بَعْضِ نَاقِلِيهِ إِلَيْنَا، وَأَنَّا إِنَّمَا أَدَّيْنَا ذَلِكَ عَلَى نَحْوِ مَا أُدِّيَ إِلَيْنَا." (تَارِيخُ الطَّبَرِيِّ، خُطْبَةُ الْكِتَابِ: 1/ 13)

خلاصۂ بحث

بنیادی بات یہ ہے کہ تاریخ طبری میں ایسی کوئی وضاحت نہیں جس سے پتہ چلے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش بعثت سے پہلے ہو گئی تھی جس پر مزید قیاس کر کے یہ کہا جاسکے کہ نکاح کے وقت انکی عمر سولہ سال (یا صحیح روایات کے مقابلہ میں جو بھی بتایا جائے) تھی بلکہ یہ معترضین کی کج فہمی اور کم علمی کے علاوہ صرف ان کا قیاس ہے۔ دوسری بات اگر اس قیاس کو قبول کر بھی لیا جائے، تو پھر یہ سوال پیدا

ہوتا ہے کہ عمر عائشہ صدیقہؓ کے تعین کے لیے جب ہمارے پاس متعدد صحیح روایات موجود ہیں، جن پر اسلاف نے اعتماد کیا ہے اور جس پر اجماع ہے، تو ان سب کے مقابلے میں علامہ طبری کا یہ غیر معروف اور کمزور قول نقل کرنا کہاں تک درست ہوگا؟

اشکال نمبر 6: حضرت ہشام بن عروہ کے حافظے پر اشکال

معترضین کا اگلا اشکال حضرت ہشام بن عروہ کے حافظے پر ہے، جو کہ چھ سال والی روایت کے مرکزی راوی ہیں، کہ بڑھاپے میں انکا حافظہ گڑبڑا گیا تھا، چنانچہ وہ امام ذہبی کے کچھ اقوال کو پیش کرتے ہیں، جن سے پھر غلط معنی لے کر اس روایت کو مجروح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

”وَإِنَّ مَالِكًا نَقَمَ عَلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ حَدِيثَهُ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ وَكَانَ لَا يَرْضَاهُ إِلَى أَنْ قَالَ يُرْسِلُ عَنْ أَبِيهِ.“

(سِيَرُ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ، رقم الجد 6، رقم الصَفْحَة 278)

ترجمہ: اور بیشک امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ (جو کہ چھ سال والی روایت کے مرکزی راوی ہیں) کی حدیث پر اعتراض کیا ہے ان کے عراق جانے کے بعد وہاں کی آب و ہوا ان کو راس نہ آنے کی وجہ سے ان کے وہاں کی روایات سے ناراضگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ مدینہ میں ہشام امام مالک کے بھی استاد رہے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ چھ سال والی روایت عراقی ہے نہ کہ مدنی۔

”وَلِذَلِكَ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: "أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ هَكَذَا مُرْسَلًا“.

(اَلدَّلَائِلُ لِلْبَيْهَقِيِّ، رقم الجد 2، رقم الصفحة 302)

ترجمہ: اور اس لئے امام بیہقی نے فرمایا کہ بخاری نے اپنی الجامع الصحیح میں اس حدیث کو مرسلا روایت کیا ہے۔

''وَقَالَ الذَّهَبِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ: "هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَحَدُ الْأَعْلَامِ، حُجَّةٌ إِمَامٌ، لَكِنْ فِي الْكِبَرِ تَنَاقَضَ حِفْظُهُ''.

(مِيزَانُ الِاعْتِدَالِ، رقم الجلد 4، ص 276)

ترجمہ: امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ہشام بن عروہ اگرچہ بڑے عالم اور امام فی الحدیث ہیں؛ لیکن بڑھاپے میں انکا حافظہ گڑبڑا گیا تھا (خراب ہو گیا تھا)۔

اشکال کی تفصیل

اشکال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر کے سلسلہ میں جو روایتیں بخاری میں ہیں، وہ پانچ طرق (سندوں) سے آئی ہوئی ہیں:

1. حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ... (صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ 3894)
2. حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ... (صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ 3896)
3. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ... (صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ 5133)
4. حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ... (صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ 5134)

5. حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ... (صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ 5158)

اس میں ان کا اعتراض یہ ہے کہ تمام سندوں میں ایک ہی راوی عروہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت نقل کر رہے ہیں اور عروہ سے نقل کرنے والے بھی ایک ہی راوی ان کے بیٹے ہشام بن عروہ ہیں اوران سے روایت کرنے والے تمام کے تمام اہلِ عراق ہیں، جب کہ امام مالک رَحِمَہُ اللہُ نے ہشام کی سند سے اہل عراق کی روایتوں کو مجروح قرار دیا ہے۔

چناں چہ عبد الرحمن بن یوسف بن خراش کہتے ہیں:

”كَانَ مَالِكٌ لَا يَرْضَاهُ، بَلَغَنِي أَنَّ مَالِكًا نَقَمَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ.“

(مِيزَانُ الِاعْتِدَالِ، رَقْمُ: 9233، 4/ 301؛ تَهْذِيبُ الْكَمَالِ، مَنِ اسْمُهُ هِشَامٌ: 30/ 239؛ تَارِيخُ بَغْدَادَ لِلْخَطِيبِ، بَابُ الْهَاءِ: 14/ 40)

تَرجَمَہ: امام مالک ان کو پسند نہیں کرتے تھے، مجھے خبر ملی ہے کہ وہ (امام مالک) ہشام کی سند سے اہل عراق کی روایتوں کو مجروح قرار دیتے تھے“، لہٰذا حضرت عائشہ کی عمر کے سلسلہ میں امام بخاریؒ کی روایتیں مجروح ہیں، ان سے استدلال کر کے نکاح کی عمر کو چھ اور رخصتی کی عمر کو نو سال قرار دینا درست نہیں۔

اشکال کا جواب

یہ اعتراض بظاہر قوی ہے اور امام مالک کے قول سے اس کی قوت میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے؛ لیکن غور کرنے اور حضرت ہشام کے بارے میں اساطین علم کے اقوال کے

بعد یہ اعتراض بے وزن ہو کر رہ جاتا ہے، اس سلسلہ میں پہلے چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں:

1- امام ابو حاتم ان کو ''حدیث کے امام اور ثقہ'' کہتے ہیں: ثقة إمام في الحديث۔

2- حضرت وہیب بن خالد فرماتے ہیں:

" قَدِمَ عَلَيْنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، فَكَانَ فِينَا مِثْلُ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ."

ترجمۃ: ہشام بن عروہ ہمارے پاس آئے تو ہمارے نزدیک حسن بصری اور ابن سیرین کے مماثل تھے۔

3- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کرنے کے بعد فرمایا: كَانَ مُتْقِنًا وَرِعًا فَاضِلًا حَافِظًا.

ترجمۃ: وہ متقن (اپنے فن میں ماہر)، پرہیز گار، فاضل اور حافظ تھے۔

(تَهْذِيبُ التَّهْذِيبِ، حَرْفُ الْهَاءِ: 11/ 45-46، تَهْذِيبُ الْكَمَالِ، مَنِ اسْمُهُ هِشَامٌ: 30/ 239.)

4- امام ذہبی (جو ائمہ حدیث و رجال میں سے ہیں) فرماتے ہیں:

"أَحَدُ الْأَعْلَامِ، حُجَّةٌ إِمَامٌ؛ لَكِنْ فِي الْكِبَرِ تَنَاقَصَ حِفْظُهُ، وَلَمْ يَخْتَلِطْ أَبَدًا."

ترجمۃ: وہ حجت و امام اور بڑے آدمی تھے؛ البتہ بڑھاپے میں

حافظہ میں کمی آگئی تھی؛ لیکن ملاوٹ نہیں کی"۔

(میزان الاعتدال، نمبر شمار:۴:۹۲۳۳/۳۰۱)

5-امام دارقطنی نے اپنی سنن میں ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"وَهِشَامٌ وَإِنْ كَانَ ثِقَةً فَإِنَّ الزُّهْرِيَّ أَحْفَظُ مِنْهُ."

ترجمہ:ہشام اگرچہ ثقہ ہیں؛ لیکن امام زہری زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

(سُنَنُ الدَّارَقُطْنِيِّ، بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تُقْتَلُ إِذَا ارْتَدَّتْ، رقم الحديث: 127)

6-حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:ثقہ فقیہ،ربما دلس۔

ترجمہ: وہ ثقہ فقیہ ہیں، تاہم بسااوقات تدلیس کیا کرتے تھے"۔

(تَقْرِيبُ التَّهْذِيبِ، ص: 573، رَقْمُ: 7302)

مذکورہ اقوال سے معلوم ہو گیا کہ حضرت ہشام ایسے راوی نہیں ہیں، جن کی روایت مطلقاً نا قابل قبول ہو، اور دوسری ضروری بات یہ ہے کہ امام مالک کی اس جرح کی کیا حقیقت ہے یہ بھی دیکھنا ضروری ہے۔ در حقیقت ہشام پر امام مالک کی جرح کسی بھی صحیح سند سے منقول نہیں ہے۔ علامہ خطیب بغدادی نے اپنی سند سے ایک جرح امام مالک کی نقل کی ہے، پھر لکھتے ہیں کے یہ "غیر محفوظ" ہے اور سند میں ایک مجہول راوی بھی ہے(تاریخ بغداد 2/20-21)۔ اس کے علاوہ ایک جرح امام یحی سے منقول ہے، لیکن وہ بھی ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں جس میں امام مالک جرح کر رہے ہیں ہشام پر۔ (تاریخ بغداد 16/61-63)، رہا ابن خِراش نے جو جرح نقل کی ہے وہ بھی بغیر سند

کے، اس لئے کہ ابن خراش کا امام مالک سے سماع ثابت نہیں۔ مزید یہ کہ اس جرح میں عموم نہیں، بلکہ تفصیل ہے۔ چنانچہ ابن خراش کہتے ہیں:

”بَلَغَنِي أَنَّ مَالِكًا نَقَمَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ، قَدِمَ الْكُوفَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَدْمَةً كَانَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، وَقَدِمَ الثَّانِيَةَ، فَكَانَ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، وَقَدِمَ الثَّالِثَةَ، فَكَانَ يَقُولُ: أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، سَمِعَ مِنْهُ بِأَخَرَةٍ وَكِيعٌ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَمُحَاضِرٌ.“ (تَارِيخُ بَغْدَادَ 16/ 61)

قارئین کرام، یہاں ابن خراش امام مالک کا قول بغیر سند کے نقل کر رہے ہیں، اور جرح یہ ہے کہ عراق کی پہلی آمد میں روایت اس طرح کرتے تھے "مجھے حدیث سنائی میرے والد نے، فرمایا اُنہوں نے سُنا عائشہؓ سے"، پھر دوسری آمد میں روایت کرتے تھے "میرے والد نے مجھے خبر دی عائشہؓ سے"، تیسری آمد میں یوں روایت کرتے تھے: "میرے والد سے اور وہ عائشہؓ سے"، اور یہ آخری بار اُن سے سُنا "وکیع" اور "ابن نُمیر" اور "مُحاضر" نے۔

درج ذیل وضاحتوں پر بھی غور کریں

1- حافظ ابن حجر کے بقول امام مالک کے قول کا تعلق تیسری مرتبہ کی آمد سے ہے؛ چناں چہ وہ اپنی کتاب " هَدْيُ السَّارِي، ص: 702" میں لکھتے ہیں:

”مُجْمَعٌ عَلَى تَثْبِيتِهِ؛ إِلَّا أَنَّهُ فِي كِبَرِهِ تَغَيَّرَ حِفْظُهُ، فَتَغَيَّرَ حَدِيثُ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ فِي قَدْمَتِهِ الثَّالِثَةِ إِلَى الْعِرَاقِ.“

ترجمہ: ان کی ثقاہت متفق علیہ ہے؛ البتہ بڑھاپے میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے ان کی تیسری مرتبہ عراق آمد میں جنہوں نے حدیث سنی، اس کے اندر بدلاؤ آ گیا"،

2- لہذا یہ ثابت کرنا ہو گا کہ جتنے راویوں نے حضرت عائشہ کی چھ سال میں نکاح والی حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے سب نے کوفہ میں اُن کی تیسری آمد پر سُنی تھی، اور یہ خود ابن خراش نے واضح کر دیا ہے کہ تیسری آمد میں سُننے والے یہ تین راوی ہیں (وکیع، ابن نُمیر اور محاضر)، اور بخاری کی چھ سال والی پانچ روایات میں سے کوئی بھی راوی ان تین میں سے نہیں ہے۔

3- جن راویوں نے حضرت ہشام سے حضرت عائشہ کی عمر کے سلسلہ میں روایت نقل کی ہے، ان کی روایتیں بخاری میں تقریباً نوے (۹۰) ہیں، امام مالک کے قول کو اگر مطلق مانا جائے تو ان تمام نوے روایتوں کو مجروح قرار دینا ہو گا۔

حضرت عائشہؓ کی عمر کے سلسلہ میں روایتیں صرف حضرت ہشام ہی سے نہیں ہیں؛ بل کہ ان کی متابعت امام زہری نے بھی کی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

"وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ، وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، وَلُعَبُهَا مَعَهَا، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ"

(صحيح مسلم 71/ 1422)

4- اس کے علاوہ ہشام (ان کے والد عروہ سے) کے علاوہ متعدد راویوں نے امی عائشہؓ سے یہی روایت نقل کی ہے۔

1) ابراہیم عن الاسود بن قیس النخعی

انکی روایت امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ اور نَو والی صحیح مسلم میں ہے (1422/72)

2) محمد بن ابراہیم عن ابوسلمۃ بن عبدالرحمن

ان کی روایت امی عائشہؓ سے سنن نسائی میں ہے

"(سُنَنُ النَّسَائِيِّ، الْبِنَاءُ بِابْنَةِ تِسْعٍ" رقم الحديث: 3379، اَلسُّنَنُ الصُّغْرَى، رقم الحديث: 3344، اَلسُّنَنُ الْكُبْرَى، رقم الحديث: 5380.)

اجلح عن عبداللہ بن ابی ملیکۃ

امام طبرانی اور امام نسائی نے ان سے چھ اور نَو والی روایت امی عائشہؓ سے نقل کیا ہے۔

(الْمُعْجَمُ الْأَوْسَطُ 8/ 108 وَالْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ 23/ 23؛ اَلسُّنَنُ الْكُبْرَى لِلنَّسَائِيِّ 5183؛ مُسْنَدُ إِسْحَاقَ 1238)

4) سعد بن ابراہیم عن القاسم

ان کی روایت ابن ابی العاصم اور امام طبرانی نے نقل کیا ہے۔

(الْآحَادُ وَالْمَثَانِي 3007 وَالْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبَرَانِيِّ 23/ 22.)

5) ابوعوانہ عن عبدالملک بن عمیر اللخمی

ان کی روایت امی عائشہ سے امام طبرانی کی المعجم الکبیر میں ہے (23/29)

1) محمد بن عمرو عن یحیٰ بن عبد الرحمن بن حاطب

ان کی روایت امی عائشہ سے سنن ابی داود (4939) اور مسند ابو یعلیٰ الموصلی (4673) میں ہے۔

2) عبد الرحمن بن محمد بن زید بن جدعان

ان کی روایت امی عائشہ سے مصنف ابن ابی شیبہ (32944)، امام طبرانی کی المعجم الکبیر (23/31) اور مستدرک امام حاکم (6730 اور امام ذہبی نے بھی صحیح کہا) میں ہے۔

3) ابو اسحاق عن ابی عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود

ان کی روایت امی عائشہ سے امام طبرانی نے المعجم الکبیر (23/23) میں اور امام بیہقی نے البعث والنشور (116) میں اور ابن سعد نے طبقات الکبریٰ (8/60) میں ذکر کیا ہے۔

یہ روایتیں حضرت ہشام کے علاوہ سے ہیں، جو حسن درجہ سے کم کی نہیں اور یہ حدیثیں حضرت ہشام کی حدیثوں کی مؤید بھی ہیں، لہٰذا حضرت ہشام کی روایتوں کو کلیۃً مجروح قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔

5- امام بخاری کی کتاب کو جمہور علماء أَصَحُّ الْكِتَابِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ.
قرار دیتے ہیں اور أَصَحِيَّةٌ وَأَرْجَحِيَّةٌ.

میں دوسری روایتوں کے مقابلہ میں ان کی روایات کو ترجیح دی جاتی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں

وَقَدْ صَرَّحَ الْجُمْهُورُ بِتَقْدِيمِ "صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ" فِي الصِّحَّةِ، وَلَمْ يُوجَدْ عَنْ أَحَدٍ التَّصْرِيحُ بِنَقِيضِهِ.

(نُزْهَةُ النَّظَرِ، ص: 96)

ترجمہ: جمہور نے صحت کے سلسلہ میں صحیح بخاری کو مقدم کرنے کی صراحت کی ہے اور اس کے خلاف کسی کی صراحت نہیں ملتی۔

اس لئے بخاری کی روایتیں ہی اس باب میں مستند مانی جائیں گی اور صرف امام مالک رَحِمَہُ اللّٰہُ کے قول کی بنا پر (جس کی صحت پر اشکال بھی ہے اور جس سے ان روایات کا انکار بھی لازم نہیں آتا) ان کی تمام روایتوں کو مجروح نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اشکال نمبر 7: مرسل حدیث قابل حجت نہیں

چھ اور نو سال والی روایت کی تردید میں معترضین یہ اشکال فرماتے ہیں کہ "امام مسلم، مسلم شریف کے مقدمہ میں فرماتے ہیں مرسل حدیث قابل حجت نہیں۔" اور بخاری کی ایک روایت میں عروہ نے ارسال کا ارتکاب کیا ہے، جیسا کہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے۔

اشکال کا جواب

اس اعتراض کا سبب علم اصولِ حدیث سے ناواقفیت کے سوا کچھ نہیں۔ یہ بات اصولِ حدیث میں مسلّم ہے کہ جب ایک راوی ایک روایت وصلاً نقل کرے اور پھر اسی حدیث کو مرسلاً روایت کرے تو یہ ارسال قابل قبول ہوتا ہے، اس لئے کہ بظاہر یہ ہے تو ارسال لیکن واقعۃً یہ متصل ہی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر اسی کے تحت فرماتے ہیں:

" هَذَا صُورَتُهُ مُرْسَلٌ لَكِنَّهُ لَمَّا كَانَ مِنْ رِوَايَةِ عُرْوَةَ مَعَ كَثْرَةِ خِبْرَتِهِ بِأَحْوَالِ عَائِشَةَ يُحْمَلُ عَلَى أَنَّهُ حَمَلَهُ عَنْهَا "

(فتح الباري 7/ 224)

یہ صورۃً مرسل ہے لیکن چونکہ یہ عروہ کی روایت سے ہے جو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے احوال سے بخوبی واقف ہیں، لہذا یہ مانا جائیگا کہ اُنہوں (عروہ) نے اُن (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے لیا ہے۔

مطلقاً مرسل کو قبول کرنا متقدمین کے یہاں مسلّم تھا، چنانچہ جلیل القدر امامِ حدیث ابوداود السجستانی اپنے "اہلِ مکہ کو رسالہ" میں لکھتے ہیں:

"وَأما الْمَرَاسِيل فقد كَانَ يحْتَج بهَا الْعلمَاء فِيمَا مضى مثل سُفْيَان الثَّوْريّ وَمَالك بن أنس وَالْأَوْزَاعِيّ حَتَّى جَاءَ الشَّافِعِي فَتكلم فِيهَا وَتَابعه على ذَلِك أَحْمد بن حَنْبَل وَغَيره رضوَان الله عَلَيْهِم فَإِذا لم يكن مُسْند غير الْمَرَاسِيل وَلم يُوجد الْمسند فالمرسل يحْتَج بِهِ وَلَيْسَ هُوَ مثل الْمُتَّصِل فِي الْقُوَّة"

(رسالة أبي داود إلى أهل مكة ص25)

(اور جہاں تک مراسیل کا تعلق ہے تو اِن روایات سے احتجاج کیا ہے گزرے ہوے علماء نے جیسے سفیان ثوری، مالک بن انس اور اوزاعی نے یہاں تک کے شافعی آئے اور اس پر کلام کیا اور اُن کی متابعت کی احمد بن حنبل اور دوسروں نے رضوان اللہ علیہم۔ پس اگر مراسیل کے علاوہ کوئی مستند روایت نہ ہو تو مرسل کو حجت مانا جائیگا اور وہ متصل روایت کی طرح قوی نہیں ہوگی)۔

یاد رہے کہ امام شافعی نے مطلقاً ساری مرسل روایتوں کو رد نہیں کیا بلکہ شرائط

کے ساتھ وہ بھی قبول کرتے ہیں جیسا کہ امام بیہقی رَحِمَہُ اللہُ (م458ھ) کہتے ہیں کہ

''فَالشَّافِعِيُّ، يَقْبَلُ مَرَاسِيلَ كِبَارِ التَّابِعِينَ إِذَا انْضَمَّ إِلَيْهَا مَا يُؤَكِّدُهَا.''

(امام شافعی کبار تابعین کی مراسیل کو اس وقت قبول کرتے ہیں؛ جبکہ دوسری روایت سے اس کی تائید ہوتی ہو۔)

(مَنَاقِبُ الشَّافِعِيِّ: ج 2: ص 32.)

نیز امام احمد بن حنبلؒ سے بھی ایک قول (بلکہ مشہور قول!) مرسل کے قبول کا موجود ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ صحابہ اور تابعین کا قبولِ مراسیل پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، چنانچہ امام الآمدی مختلف ائمہ کے مراسیل قبول کرنے کی صورتوں کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:

''وَالْمُخْتَارُ قَبُولُ مَرَاسِيلِ الْعَدْلِ مُطْلَقًا، وَدَلِيلُهُ الْإِجْمَاعُ وَالْمَعْقُولُ، أَمَّا الْإِجْمَاعُ فَهُوَ أَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ أَجْمَعُوا عَلَى قَبُولِ الْمَرَاسِيلِ مِنَ الْعَدْلِ''

(الإحكام في اصول الأحكام 2/ 123)

(اور مختار قول عادل راوی سے مراسیل کے مطلق قبول کا ہے، اور اس کی دلیل اجماع سے ہے اور عقل سے بھی۔۔۔)

نیز یہ بھی ذہن نشین ہو جائے کہ مطلقاً مرسل روایت جمہور محدثین کے نزدیک حجت ہے، اور شرائط کے ساتھ سبھی کے نزدیک قابلِ حجت ہے۔ چنانچہ امام العلائی اپنی کتاب "التحصیل" میں فرماتے ہیں:

”وَأَمَّا الْقَوْلُ الْمُخْتَارُ وَهُوَ أَنَّ مَنْ عُرِفَ مِنْ عَادَتِهِ أَنَّهُ لَا يُرْسِلُ إِلَّا عَنْ عَدْلٍ مَوْثُوقٍ بِهِ مَشْهُورٍ بِذَلِكَ فَمُرْسَلُهُ مَقْبُولٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَادَتُهُ ذَلِكَ فَلَا يُقْبَلُ مُرْسَلُهُ وَهَذَا الْقَوْلُ وَالَّذِي قَبْلَهُ أَعْدَلُ الْمَذَاهِبِ وَبِهِ يَحْصُلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْأَدِلَّةِ الْمُتَقَدِّمَةِ مِنَ الطَّرَفَيْنِ فَإِنَّ قَبُولَ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمَرَاسِيلِ لَا يُمْكِنُ إِنْكَارُهُ...“

(مختار قول یہی ہے کہ جس راوی کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ عادۃً عادل اور ثقہ راوی سے ہی ارسال کرتا ہے، اور اسی میں مشہور ہو، تو اُس کی مرسَل مقبول ہے، اور جس کی یہ عادت نہ ہو اُس کی مرسَل قبول نہیں۔ اور یہ قول اور اس سے پہلے کا سارے مذاہب (مرسل روایت کے قبول اور عدم قبول کے مذاہب) سے معتدل ہے، اور اس سے طرفین کے دیئے گئے دلائل کو جمع بھی کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ صدر اول میں مراسیل کے قبول کرنے پر کوئی انکار نہیں کرسکتا"

(الجامع التحصیل ص85)

خود امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں بہت سی مرسل روایتیں نقل کی ہیں (مثلا دیکھئے حدیث 82-344) حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ الشِّخِّيرِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَخُ حَدِيثُهُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ بَعْضًا۔

یہاں ابو العلاء الشخیر تابعی مرسلا روایت کررہے ہیں۔

چنانچہ امام نووی اسی طرح کی ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:۔

"وَإِذَا ثَبَتَ أَنَّهُ رُوِيَ مُتَّصِلًا وَمُرْسَلًا فَالْعَمَلُ عَلَى أَنَّهُ مُتَّصِلٌ هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الَّذِي قَالَهُ الْفُقَهَاءُ وَأَصْحَابُ الْأُصُولِ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَلَا يَضُرُّ كَوْنُ الْأَكْثَرِينَ رَوَوْهُ مُرْسَلًا فَإِنَّ الْوَصْلَ زِيَادَةٌ مِنْ ثِقَةٍ وَهِيَ مَقْبُولَةٌ" (1/ 74)

جن ائمہ کرام نے مرسل کو ضعیف قرار دیا ہے، اُس کی وجہ امام ترمذی بتاتے ہیں:

" قَالَ أَبُو عِيسَى: "وَمَنْ ضَعَّفَ الْمُرْسَلَ فَإِنَّهُ ضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ أَنَّ هَؤُلَاءِ الْأَئِمَّةَ حَدَّثُوا عَنِ الثِّقَاتِ وَغَيْرِ الثِّقَاتِ، فَإِذَا رَوَى أَحَدُهُمْ حَدِيثًا وَأَرْسَلَهُ لَعَلَّهُ أَخَذَهُ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ".
(اَلْعِلَلُ الصَّغِيرُ 754)

"امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جن (ائمہ کرام) نے مرسل روایت کو ضعیف کہا ہے، اُنہوں نے اس لئے ضعیف کہا ہے کہ وہ ائمہ کرام (مرسِل راوی) نے حدیث روایت کی ثقہ اور غیر ثقہ راویوں سے، تو اگر ارسال کردہ حدیث بیان کریں تو ہو سکتا ہے کسی غیر ثقہ سے روایت کی ہو"۔

خود عروۃ بن زبیر (جو مذکورہ حدیث کے راوی ہیں)، اُن کی روایت کرنے میں شدت احتیاط کو خود امام شافعی صحیح سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

"إِنِّي لَأَسْمَعُ الْحَدِيثَ أَسْتَحْسِنُهُ فَمَا يَمْنَعُنِي مِنْ ذِكْرِهِ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَسْمَعَهُ سَامِعٌ فَيَقْتَدِي بِهِ أَسْمَعُهُ مِنْ الرَّجُلِ لَا أَثِقُ بِهِ قَدْ حُدِّثَهُ عَمَّنْ أَثِقُ بِهِ وَأَسْمَعُهُ مِنْ الرَّجُلِ أَثِقُ بِهِ حُدِّثَهُ عَمَّنْ لَا أَثِقُ بِهِ-" (كتاب الأم 6/ 112)

(میں کبھی ایک حدیث سنتا ہوں اور وہ مجھے پسند بھی ہوتی ہے، پھر بھی اس کو ذکر کرنے سے نہیں روکتی مگر یہ کراہت کے آگے سُننے والا سُن کر عمل نہ کر بیٹھے، جب کے کبھی روایت کو میں نے ایسے آدمی سے سُنا ہوتا ہے جو میرے نزدیک ثقہ نہیں، مگر اُس کو روایت کیا ہو ایسے آدمی نے جو میرے نزدیک ثقہ ہے، اور کبھی ایسے آدمی سے سنا ہوتا ہے جو میرے نزدیک ثقہ ہے لیکن اس کو روایت کیا ایسے نے جو میرے نزدیک ثقہ نہیں ہے)۔

اسی کو لے کر ابن عبد البر کہتے ہیں

"كَيْفَ تَرَى فِي مُرْسَلِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ مَا ذَكَرْنَا؟ أَلَيْسَ قَدْ كَفَاكَ الْمُؤْنَةَ؟"

(اَلتَّمْهِيدُ 1/ 39)

(تم عروۃ کی مرسل روایت پر اشکال کیسے کر سکتے ہو، جب کہ جو اوپر ذکر کیا وہ اُن سے صحیح سند سے ثابت ہے؟ کیا اتنی تحقیق کافی نہیں؟)۔

نیز درجِ ذیل اہل علم نے مرسل روایات کو قبولیت کا درجہ دیا ہے بھلے ہی کچھ شرائط کے ساتھ۔ مثال کے طور پر چند ائمہ کے نام مع حوالہ پیش خدمت ہے، باقی عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔ امام مالک بن انس (دیکھئے انکی موطأ، نیز دیکھئے ابن عبد البر مالکی کی "التمھید" 1/30-38)؛ امام ابو حنیفہ (دیکھئے امام الجصاص کی کتاب "الفصول" 3/147)؛ امام احمد بن حنبل (دیکھئے حافظ ابن رجب کی "شرح علل الترمذی" 1/317-310 اور حافظ ابن قیم کی "اعلام الموقعین" 1/31)؛ امام شافعی (دیکھئے

"الرسالہ "461-466 اور بیہقی کی" اور ابن رجب کی "شرح علل "1 / 301)؛ امام بخاری (دیکھئے صحیح البخاری؛ نیز دیکھئے ڈاکٹر عواد حسین خلف کی کتاب "مراسیل صحیح البخاری")؛ امام مسلم (دیکھئے صحیح مسلم؛ نیز دیکھئے ڈاکٹر عواد خلف کا رسالہ "مراسیل صحیح مسلم")؛ امام ترمذی (علل صغیر ص745)؛ امام ابوداود (مراسیل ابوداود)؛ امام ابن ماجہ (سنن ابن ماجہ)؛ شمس الائمہ سرخسی (اصول 1 /359-363)؛ امام ابو یعلیٰ (العدّۃ 3 /920)؛ امام ابن عبد البر (التمھید 1 /30)؛ امام ابن صلاح (المقدمۃ 1 /77)؛ امام خطیب بغدادی (الکفایۃ 384-391)؛ امام غزالی (المستصفیٰ 11 /166-177)؛ امام رازی (المحصول 4 /650-665)؛ امام ابن رجب (شرح العلل 1 /297-318)؛ امام ابن دقیق العید (شرح الالمام 73)؛ امام ابن قدامۃ حنبلی (روضۃ الناظر 64)؛ حافظ ابن حجر (نکت 2 /606)؛ امام نووی (تقریب 34)؛ امام سخاوی (فتح المغیث 1 /155)؛ امام ابن تیمیہ (منہاج السنۃ 4 /117)؛ علامہ بیضاوی (نہایۃ السول 3 /197-210)؛ امام ابن کثیر (الباعث الحثیث 47-49)؛ امام ابن قیم (اعلام الموقعین 31-32)؛ امام ذہبی (الموقظہ 38-40)؛ امام سیوطی (تدریب الراوی 195)؛ امام ابن الوزیر الیمانی (تنقیح الانظار 1 /339-346)؛ امام علائی (التحصیل 92)۔

یہ صرف نمونہ کے طور پر چند اہل علم کے نام لکھ دیئے ہیں، سب کا احاطہ کرنا تو مشکل ہے اور مقصود بھی نہیں۔ نیز فنِ حدیث کے مسلّمہ ائمہ کرام، جن کی کتابوں کو "صحیحین" کا لقب دیا گیا ہے اور جو فنِ حدیث کے اصول وضوابط میں سب سے باریک اور سخت ترین مانی جاتی ہیں، انہوں نے جب اپنی اپنی "صحیح" میں مرسل روایتیں نقل کی ہیں تو پھر انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

ان تفصیلات کے آجانے کے بعد بھی کیا امی عائشہ صدیقہؓ کی چھ سال میں نکاح اور نو سال میں رخصتی والی روایت کو مرسل کہہ کر ترک کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ اس میں

ایسی متعدد شرائط پائی جارہی ہیں جو کہ قابل حجت ہونے کے لیے کافی ہیں۔؟ اور تمام محدثین اور شارحین بخاری ومسلم اور دیگر شارحین نے بھی اس کو قبول کیاہے۔؟

اشکال نمبر 8: اسماء بنت ابو بکر کی عمر سے مقارنہ

نام نہاد "مسلم محققین" یہ استدلال کرتے ہیں کہ تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ امّی عائشہ کی بہن اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہم امّی عائشہ سے دس سال بڑی تھیں جیسا کہ عبد الرحمن بن ابی الزناد نے روایت کیا ہے (دیکھیئے ابن مندۃ کی "معرفۃ الصحابۃ 982، ابن عبد البر کی الاستیعاب 2/616، ابن عساکر کی تاریخ دمشق 69/8 وغیرہ)، نیز یہ بھی تاریخ سے ثابت ہے کہ سن 73 ہجری میں اُن کی عمر سَو (100) سال تھی اور اِسی سال انکے بیٹے کی شہادت کے بعد انکا وصال ہوا (دیکھئے ابی نعیم کی "معرفۃ الصحابۃ" 6/3253، ابن سعد کی "طبقات الکبریٰ" 8/255 وغیرہ)۔ لہذا ہجرت کے وقت طبیعی طور پر اُنکی عمر ستّائس (27) سال بنتی ہے، اور چونکہ وہ دس سال امّی عائشہ سے بڑی تھیں، لہذا امّی عائشہ کی عمر اس وقت سولہ (16) یا ستّرہ (17) سال بنتی ہے اور رخصتی کے وقت اُنّیس (19) یا بیس (20) سال بنتی ہے۔

اشکال کا جواب

- سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ اگر چہ کہ عبد الرحمن بن ابی الزناد بخاری کے راوی ہیں، لیکن جس روایت میں انکا انفراد ہو تو وہ قابلِ قبول نہیں جیسا کہ ابن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل (5/252) میں نقل کیا ہے۔ اور یہاں یہ روایت (جو بغیر کسی سند کے ہے!) نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں۔
- اس روایت کی کوئی سند نہیں ہے۔ عبد الرحمن بن ابی الزناد کی پیدائش سَو (100) ہجری ہے (دیکھئے طبقات ابن سعد 7/324 اور تہذیب الکمال

17/101)۔یعنی کہ ان کی پیدائش امّی عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد ہوئی ہے!

- تاریخی روایتوں کو ہی دیکھنا ہے تو امام ذہبی نے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کے بارے میں سیر اعلام النبلاء(3/520) میں لکھا ہے: "وَكَانَتْ أَسَنَّ مِنْ عَائِشَةَ بِبِضْعَ عَشْرَةَ سَنَةً"یعنی وہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے دس اور چند سال بڑی تھیں"۔ عربی جاننے والے حضرات سمجھتے ہیں کے "بضع" تین سے نَو کے درمیان کو کہتے ہیں۔ اور بیس میں استعمال نہیں ہوتا، لہذا دس سال والی بات غلط ہوئی۔
- تاریخی روایات اور بے سند باتوں کو ہی دیکھنا ہے تو دیکھیں اُن باتوں کو جو صحیح روایات سے نہ ٹکرائیں۔ دیکھیے امام ذہبی ابن ابی الزناد والی روایت نقل کرکے حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں لکھتے ہیں: فَعَلَى هَذَا يَكُوْنُ عُمُرُهَا إِحْدَى وَتِسْعِيْنَ سَنَةً. "اس بنیاد پر ان کی عمر اکیانوے (91) سال بنتی ہے۔" (سیر اعلام النبلاء4/408)
- سوچنے کی ضرورت ہے کے بے سند اور باہم متضاد تاریخی باتوں کو بنیاد بنا کر صحیح احادیث سے انکار کرنا کتنی بڑی گمراہی اور کم عقلی کی بات ہے۔ ایک مستند چیز کو ٹھکرا کر بے سند باتوں کو لے لینا ایمان والے کی شان نہیں۔

اشکال نمبر 9: حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کی عمر سے مقارنہ

نام نہاد "مسلم محققین" مزید بے سند یا کمزور تاریخی روایات کو حجت بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت رسول ﷺ امّی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پانچ سال بڑی تھیں(جیسا کہ حافظ ابن حجر "اصابۃ" (8/263) میں لکھتے ہیں: وَهِيَ أَسَنُّ مِنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ خَمْسِ سِنِينَ.

(اور وہ (فاطمۃ الزہراء) عائشہ سے تقریباً پانچ سال بڑی تھیں۔)

نیز فرماتے ہیں:

''وُلِدَتْ فَاطِمَةُ وَالْكَعْبَةُ تُبْنَى، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ابْنُ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً.''

(فاطمہ پیدا ہوئی تھیں جب کعبہ بنایا جارہا تھا اور رسول اللہ ﷺ پینتالیس (45) سال کے تھے۔" لہٰذا امّی عائشہ کی عمر نکاح کے وقت کم سے کم پندرہ (15) سال بنتی ہے۔)

اشکال کا جواب

- حافظ ابن حجر کی پوری عبارت اگر دیکھی جائے تو ان "محققین" کا دجل واضح ہو جائے گا:
- وَاخْتُلِفَ فِي سَنَةِ مَوْلِدِهَا، فَرَوَى الْوَاقِدِيُّ، عَنْ طَرِيقِ أَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ، قَالَ: قَالَ الْعَبَّاسُ: وُلِدَتْ فَاطِمَةُ وَالْكَعْبَةُ تُبْنَى، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ابْنُ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً، وَبِهَذَا جَزَمَ الْمَدَائِنِيُّ. وَنَقَلَ أَبُو عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيِّ- أَنَّهَا وُلِدَتْ سَنَةَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ مِنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. وَكَانَ مَوْلِدُهَا قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِقَلِيلٍ نَحْوِ سَنَةٍ أَوْ أَكْثَرَ، وَهِيَ أَسَنُّ مِنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ خَمْسِ سِنِينَ، وَتَزَوَّجَهَا عَلِيٌّ أَوَائِلَ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ بَعْدَ عَائِشَةَ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ.

(اور اختلاف کیا(اہل علم) نے اُن کی پیدائش کے سال میں، واقدی نے روایت کیاابو جعفر الباقر، وہ کہتے ہیں کہ عباس نے فرمایا: فاطمہؓ پیدا ہوئیں اور کعبہ بنایا جارہا تھااور نبی ﷺ کی عمر پینتیس (35) سال تھی، اور اِسی پر المدائنی نے زور دیاہے۔ اور ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر الھاشمی سے روایت کیا کہ وہ پیدا ہوئی تھیں نبی ﷺ کے پیدائش کے اکتالیسویں (41) سال میں، اور بعثت سے کچھ پہلے، سال یا کچھ زیادہ، اور وہ حضرت عائشہؓ سے تقریباپانچ سال بڑی تھیں، اور علی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی دوسرے سال (ہجری کے) محرم کے مہینے میں، یعنی حضرت عائشہؓ (کی شادی) کے چار (4) مہینہ کے بعد ہوئی، اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔)

اوپر کی تفصیل سے پتہ چلا کے حضرت فاطمہ کی عمر امّی عائشہ رضی اللہ عنہما سے پانچ سال بڑی تھی۔ اب امّی عائشہؓ کی پیدائش بعثت سے چار (4) یا پانچ (5) سال بعد مانی جائے جیسا کہ معروف ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش بعثت سے پہلے زیادہ قرینِ قیاس ہے، تاکہ ہر طرف کی معلومات موافق ہوں۔ اگر ہم معترضین کی پیش کردہ دلیل قبول کر لیتے ہیں، تو ہمارے لیے دوسری روایات خصوصاً صحیح روایات کا انکار کرنا لازم ہو جائے گا، جو کہ ایک ایسی جسارت ہے جو انسان کو انکار حدیث کے فتنے تک لے جا سکتی ہے۔

- اب یہ بھی دیکھیں کہ یہ روایت نقل کرنے والے واقدی ہیں، جن کی روایت کو معترضین ترجیح دیتے ہیں، جب کہ اِن پر ائمہ محدثین کی جرح ہے۔ نیز ابو جعفر الباقر اور حضرت عباس کے درمیان انقطاع ہے۔ لہذا یہ روایت انتہائی ضعیف ہے، اور صحیح معلومات کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

اشکال نمبر 10: امی عائشہؓ کی تاریخ وفات سے استدلال

نام نہاد "محققین" کہتے ہیں کہ امّی عائشہؓ کی تاریخِ وفات اٹّھاون (58) ہجری میں ہوئی اور ان کی عمر ستّر (70) سال سے زیادہ تھی، جیسا کہ ابن قتیبہ نے "المعارف" (1/ 134) میں ذکر کیا ہے۔ اس حساب سے اگر اُن کی عمر پچھتّر (75) سال بھی مان لی جائے تو نکاح کے وقت عمر تقریباً سولہ (16) یا سترہ (17) سال بنتی ہے۔

اشکال کا جواب

- سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ ہے کہ ایک شخص کی کتاب سے ایک حوالہ غلط نقل کیا جائے اور اس مسئلہ پر اس مصنف کے اپنے قول کو بھی نہ دیکھا جائے۔ دیکھیے یہی ابن قتیبہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

''وَكَانَ تَزَوُّجُهُ إِيَّاهَا بِمَكَّةَ، وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَدَخَلَ بِهَا بِالْمَدِينَةِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، بَعْدَ سَبْعَةِ أَشْهُرٍ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ، وَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً، وَتُكْنَى: أُمَّ عَبْدِ اللهِ.''

(اور آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا مکہ میں جب کہ ان کی عمر چھ (6) سال تھی اور رخصتی ہوئی مدینہ میں جبکہ ان کی عمر نَو (9) سال تھی، مدینہ پہنچنے کے سات (7) مہینہ کے بعد، اور رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور ان کی عمر اٹھارہ (18) سال تھی، اور ان کی کنّیت ام عبد اللہ تھی۔)

- نیز امام قتیبہ نے وفات کے وقت عمر تقریباً ستّر (70) سال بتائی ہے۔

''وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ، وَقَدْ قَارَبَتِ السَّبْعِينَ.''

اس سے خود اندازہ لگائیں کہ صحیح روایات کو چھوڑنے سے کتنا جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

- نیز دیگر مورخین نے بھی جو نقل کیا ہے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ درج ذیل کتابوں میں امّی عائشہ کی عمر مختلف مذکور ہے: تریسٹھ (63) سال سیر اعلام النبلاء 3/462 میں، پیسنٹھ (65) سال ابن عماد الحنبلی کی شذرات الذھب 259 میں، چھیاسٹھ (66) سال امام طبری کی تاریخ طبری 11/602 میں، ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ 8/62 میں، امام ابن الجوزی کی المنتظم 5/303 اور تلقیح فھوم اھل الأثر 530۔ اور سڑسٹھ (67) امام ابنِ کثیر کی البدایۃ والنھایۃ 8/101 میں۔ بہر حال اگر چھیاسٹھ بھی لے لیں تب بھی نکاح کے وقت زیادہ سے زیادہ عمر سات سال(7) بنتی ہے نہ کہ سولہ (16) سال۔

اشکال نمبر 11: پیارے آقا ﷺ کی حضرت عمر بن خطاب کے اسلام کی دعاء سے استدلال۔

نام نہاد "محققین" کہتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ دعاء مانگتے ہوئے سُنا " اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً "(سنن ابن ماجہ 105)۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سن پانچ ہجری کے آس پاس اسلام میں داخل ہوئے۔ اس وقت امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ دعاء نبی ﷺ سے سننا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس وقت کم سے کم عمر پانچ چھ سال رہی ہو گی، کہ یہ سنی ہوئی دعاء ان کو یاد رہی۔

اشکال کا جواب

- ان اشکالات کو دیکھ کر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام نہاد "محققین" علمِ اصولِ حدیث سے ناواقف ہیں جیسا کہ اوپر گزرا۔ یہاں بھی یہ اسی جہالت کی وجہ سے ٹھوکر کھا گئے۔ فنِ حدیث کے طلبہ جانتے ہیں کہ ہر صحابی جو روایت کرتا ہے، اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس صحابی نے بالمشافہہ نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہو، بلکہ اکثر روایات صحابہ ایک دوسرے کو سناتے تھے اور ان کو ایک دوسرے پر اعتماد بھی تھا، پھر اسی کو آگے نقل کرتے تھے۔ یہ صرف دعویٰ نہیں بلکہ خود صحابہ کرام سے اس بارے میں صراحۃً منقول ہے۔ چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

- مَا كُلُّ مَا نُحَدِّ ثُكُمُوْهُ سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا، وَكَانَتْ تَشْغَلُنَا رَعْيَةُ الْإِبِلِ.

(مسند احمد 18493-18498، مستدرک حاکم 326، معرفۃ الصحابہ 1165 وغیرہ)

- "ہر وہ حدیث جو ہم تمہیں سناتے ہیں، ضروری نہیں کہ سب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو، لیکن ہمارے ساتھیوں نے ہمیں سنایا، جبکہ ہم اونٹ چرانے میں مشغول ہوتے تھے"۔ یہی وضاحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی فرمائی، جیسا کہ روایت کیا امام حاکم نے "المستدرک" (6458) میں اور امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (699) میں۔ یہی بات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے (89)۔، نیز ان کے بیٹے ابن عمر سے بھی یہی مروی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے "الاصابہ" (160/4) میں ذکر کیا ہے۔

- مزید یہ کہ ہم نے اوپر تذکرہ کیا ہے کہ مراسیلِ صحابہ بالاتفاق حجت ہیں۔ لہذا ایسی روایات پر کوئی اشکال نہیں۔ حافظ عراقی فرماتے ہیں:

''فَإِنَّ الْمُحَدِّثِينَ وَإِنْ ذَكَرُوا مَرَاسِيلَ الصَّحَابَةِ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي الِاحْتِجَاجِ بِهَا.'' (اَلتَّقْيِيدُ وَالْإِيضَاحُ 80)

بیشک محدثین نے صحابہ کے مراسیل کو اگرچہ ذکر کیا ہے، لیکن ان میں سے کسی نے ان سے احتجاج کرنے سے اختلاف نہیں کیا۔ "مراسیلِ صحابہ کو بالاتفاق حجت درجِ ذیل اہلِ علم قرار دیا ہے: امام ابن حبان اپنی "صحیح کے مقدمہ" میں (1/162) اور امام حاکم نے "معرفۃ علوم الحدیث" (14) میں، ابن الصلاح "مقدمہ" (56) میں، حافظ ابن حجر نے "النکت" (2/548) میں اور حافظ قسطلانی نے "ارشاد الساری" (1/9) میں۔

- مزید یہ کہ امّی عائشہؓ نے اس روایت میں سننے کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے؛ بلکہ صرف روایت نقل کی ہے۔
- مزید یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے کا وقت پانچ سال متفق علیہ امر نہیں، بلکہ روایات اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ کے واقعہ کے بعد اسلام لائے جیسا کہ سیرۃ ابن ھشام 1/342 اور ابنِ کثیر کی السیرۃ النبویۃ 2/32 میں ہے۔ نیز ان کے بیٹے تفصیل کے ساتھ اپنے والد کے اسلام لانے کے واقعہ کو ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری (3865) میں ہے، اس میں وہ اپنے آپ کو غلام کہتے ہیں، جو کہ نابالغ لیکن بڑے بچے کو کہتے ہیں۔ اب یہ متفق بات ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ غزوہ احد (جو ہجرت کے تیسرے سال میں واقع ہوا) میں چودہ (14) سال کے تھے (جیسا کہ صحیح بخاری 2664 اور صحیح مسلم 1868 میں ہے)، تو اس حساب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا وقت بعثت کے بعد تقریبا (8) سال بنتا ہے۔

اشکال نمبر12: حضرت خولہ کے نکاح کے پیغام کے وقت سے استدلال

نام نہاد "محققین" کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے وصال کے بعد حضرتِ خولہ نے جب نکاح کا پیغام حضرت سودۃ اور حضرت عائشہؓ سے متعلق آپ ﷺ کو دیا تو اس وقت امی عائشہ کی عمر مشہور روایات کے مطابق صرف چار سال تھی، اور یہ بالکل نامعقول سی بات ہے کہ اتنی چھوٹی بچّی کے لیے نکاح کا پیغام دیا جائے۔

اشکال کا جواب

یہ بھی اِن لوگوں کا دجل اور فریب ہے، جس کی کوئی دلیل نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال 'عام الحزن' یعنی بعثت کے بعد سن دس میں ہوا، اور وفات کے بعد ہی حضرت خولہ پیغام لے کر حاضر ہوئیں اور نکاح بھی تب ہی ہو گیا تھا۔ اور اس وقت امّی عائشہؓ کی عمر چھ (6) سال ہو چکی تھی اور سات (7) میں داخل ہو گئی تھیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے وضاحت کی ہے (دیکھئے الاصابہ 8/232)۔

اشکال نمبر13: غزوہ احد میں شرکت سے استدلال

نام نہاد "محققین" کہتے ہیں، کہ یہ معروف قاعدہ ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے غزوات میں خصوصاً بدر اور احد میں پندرہ (15) سال سے کم عمر لوگوں کی مشارکت ممنوع قرار دی تھی، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ امّی عائشہ غزوہ اُحد میں شریک ہوئیں کھانے پینے کے انتظام کے لیے اور زخمیوں کی مرہم پٹّی کرنے کے لئے؟ نیز اتنی چھوٹی عمر میں شرکت ماننا ان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ہے۔

اشکال کا جواب

- اولاً ذہن نشین ہو کہ غزوۃ بدر اور احد میں عمر کی قید اتنی بھی سخت نہیں تھی جتنا کہ "محققین" پیش کرتے ہیں۔ مثلاً حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر میں شریک تھے جب کہ وہ چھوٹی عمر کے تھے جیسا کہ بخاری (3761) میں ہے اور شہید بھی ہوئے، نیز عمیر بن وقاص رضی اللہ عنہ چودہ (14) یا سولہ (16) سال کی عمر میں غزوۃ بدر میں شریک ہوئے، اور اصرار کرنے پر نبی ﷺ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔
- دوسری بات یہ کہ یہ سختی مقاتلین کے لئے تھی نہ کہ پانی پلانے اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے والوں کے لئے، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں جیسا کہ صحیح مسلم (91-1868) میں ہے، جب احد میں ان کو واپس کیا گیا تو لفظ "فی القتال" یعنی 'قتال کے لئے '، 'مقاتلین کی صفوں میں شامل ہونے کے لئے' انہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔
- تیسری بات یہ کہ عورتیں چھوٹی ہوں یا بڑی ہوں، اس زمانہ میں جنگی اصول تھے کہ غیر مقاتل کے ساتھ لڑائی کرنا یا اسے مارنا عیب سمجھا جاتا تھا۔ کوئی غلطی سے وار ہو جائے الگ بات ہے، ورنہ اس کی پابندی مشرکین بھی کرتے تھے۔ نیز اگر عورتوں کا معرکہ میں شرکت خطرہ ہے تو اس میں عمر کی کیا قید ہے؟ پھر کسی بھی عورت کو جنگ میں نہ لے جانا چاہئے تھا۔
- چوتھی بات یہ کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر کے لئے **نکلتے** تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے، جس کا نام نکلتا وہی آپ ﷺ کے ساتھ نکلتیں، جیسا کہ صحیحین میں ہے (صحیح بخاری 2518، صحیح مسلم (56) 2770)۔ پس یہ آپ ﷺ کا عدل تھا کہ جب قرعہ امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکلا، تو اُنہیں کو لے جانا معقول تھا۔

اشکال نمبر 14: حبشیوں کے کھیل دیکھنے سے استدلال

نام نہاد محققین کہتے ہیں کہ امّی عائشہ نے اللہ کے نبی ﷺ کے کاندھے پر اپنا سر رکھ کر حبشیوں کا کھیل دیکھا جیسا کہ بخاری (5236) و مسلم (892) اور دیگر روایات میں ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ اتنی لمبی تھیں کہ وہ نبی پاک ﷺ کے پیچھے ان کے اوپر سے دیکھ سکتی تھیں، اور یہ بڑی عمر پر دلالت کرتا ہے، چھوٹی بچی سے ایسا ممکن نہیں۔

اشکال کا جواب

- حافظ ابن حجر فتح الباری (2/445) میں صراحت کرتے ہیں:

وَقَدْ تَقَدَّمَ مِنْ رِوَايَةِ بن حِبَّانَ أَنَّ ذَلِكَ وَقَعَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْحَبَشَةِ وَكَانَ قُدُومُهُمْ سَنَةَ سَبْعٍ فَيَكُونُ عُمْرُهَا حِينَئِذٍ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً"-

- یعنی حبشیوں کا کھیل کا واقعہ بظاہر حبشیوں کے وفد کے وقت کا ہے جیسا کہ ابن حبان کی روایت میں ہے، جو کہ سن سات (7) ہجری میں آیا تھا۔ اس وقت امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً پندرہ (15) سال تھی۔ اب اس عمر میں کیا ایک نوجوان بچی اتنی بھی لمبی نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے شوہر، نبی پاک ﷺ کے مونڈھوں پر اپنے سر کا ٹیکا لگا سکے؟ یہ تو کوئی عجوبہ نہیں، لیکن عجوبہ یہ ہے کہ ضد کی وجہ سے صحیح روایات کو چھوڑنے سے انسان کیسی بیوقوفی والی باتیں کر جاتا ہے، گویا کہ اس کی مت ماری گئی ہو۔
- اور کھیل دیکھنے اور دکھانے سے یہ دلیل بھی ملتی ہے کہ امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر 2520 سال نہیں بلکہ کھیل کود والی عمر تھی! یہ تو صحیح قول کے مطابق اور موافق ہے، اور نام نہاد محققین کے خلاف دلیل بنتی ہے۔

اشکال نمبر 15: حضرت عائشہؓ کا دوسروں سے سُن کر اپنی عمر کا پتہ کرنا

معترضین یا نام نہاد محققین یہ مفروضہ گھڑتے ہیں کہ چونکہ اس زمانہ میں لکھنے کا رواج نہیں تھا اس لئے لوگ سنی سُنائی باتوں سے کام چلاتے تھے، اور تاریخوں میں ایک دوسرے سے سن کر تاریخیں یاد رکھتے تھے۔ نیز عورتوں کی عادت چھوٹی عمر کو لینے کی رغبت ہوتی ہے، پس امّی عائشہؓ نے مختلف عمریں سن کر چھوٹی عمر کو اختیار کر لیا۔

اشکال کا جواب

- یہ صرف مفروضہ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ اس کے برعکس اہل عرب تاریخ کے اہم واقعات کو یاد رکھتے تھے اور اس سے پھر اپنی یا اقارب کی پیدائش اور موت کی تاریخ کی بنیاد رکھتے تھے۔ نیز امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے نکاح اور رخصتی کے وقت کو یاد رکھنا سُنی سنائی باتوں پر نہیں بلکہ حقائق پر مبنی تھا۔

اشکال نمبر 16: جبیر بن مطعم کے بیٹے سے منگنی

"محققین" کی اگلی دلیل یہ ہے کہ امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام لیکر جب حضرت خولہؓ آئیں تھیں، اس وقت اُن کی منگنی جبیر بن مطعم کے بیٹے سے ہو چکی تھی، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں منگنی ہو چکی ہو؟ نیز اس سے منگنی کا ہونا، اس بات کی دلیل ہے کہ امّی عائشہ بعثت سے پہلے پیدا ہو چکی تھیں، ورنہ کیوں کر حضرت ابو بکر ایک مشرک اور اسلام دشمن سے اپنی بیٹی کی منگنی کرواتے؟

اشکال کا جواب

- معترضین کا پہلا اشکال یہ ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں منگنی کیسے ہو گئی؟ تو اس کا جواب اوپر گزر چکا ہے کہ اس زمانے میں چھوٹی عمر میں منگنی کرنا عام رواج تھا، اور آگے اشکال نمبر 18 کے جواب میں اس کی مزید مدلل تفصیلات آرہی ہیں کہ اس زمانے میں صرف نابالغ یا شیر خوار بچوں کا ہی نہیں بل کہ بعض مرتبہ ان بچوں کا بھی نکاح کر دیا جاتا تھا، جو ابھی حالتِ حمل میں ہوتے تھے۔ اور اسی طرح بلوغت کے بعد رخصتی کر دینے کا بھی رواج عام تھا۔ مضبوط دلائل کے مقابلے میں، اس طرح کی قیاسی حربوں کی کوئی قیمت نہیں۔
- دوسرا اشکال یہ کہ ایک مشرک سے منگنی کرنے کا مطلب ظاہر ہے کہ یہ منگنی بعثت سے پہلے کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفار سے مسلمہ کی شادی کی حرمت مدینہ میں نازل ہوئی (سورۃ بقرۃ آیۃ 221 اور سورۃ ممتحنہ آیۃ 10 میں)۔ شروع اسلام میں یہ حرمت نہ تھی۔ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابو العاص سے بعثت کے بعد کیا تھا، ابو العاص پھر بعد میں اسلام لائے۔

(تاریخ طبری 11/499)

اشکال نمبر 17: کنواری سے اجازت لینے کی حدیث سے استدلال

"محققین" کہتے ہیں کہ بخاری کی متعدد احادیث میں (5136، 5137) وارد ہے کہ نکاح کے لئے کنواری سے اجازت لینی چاہئے، اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے، بلکہ امام بخاری نے پورا باب اس بارے میں باندھا ہے " بَابُ لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا.

لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ خود نبی پاک ﷺ اس پر عمل نہ کریں؟ اس لئے کہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نکاح کے وقت امّی عائشہ سے اجازت نہیں لی گئی تھی۔

اشکال کا جواب

- اوپر تفصیل سے گذر چکا ہے اور آگے بھی آرہا ہے کہ کنواری کے نکاح کے لئے اجازت لینی چاہئے، لیکن نابالغ کے نکاح میں اس کی اجازت ضروری نہیں، بلوغ کے بعد رخصتی سے پہلے اگر وہ کنواری چاہے تو انکار کر سکتی ہے۔ یہ مسئلہ فقہاء نے مستقل کتب فقہ میں بیان کیا ہے، یہاں اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ لہذا حتی الامکان ہمیں وہ قول اختیار کرنا چاہیے جو ساری احادیث کو جمع کرے اور سب پر عمل ہو جائے، چہ جائے کہ ایسا قول اختیار کرے جس میں کچھ احادیث کو چھوڑنا پڑے اور کچھ کو بنیاد بنا کر عمل کیا جائے۔
- یہ بات جب سمجھ میں آرہی ہے، کہ نبی پاک ﷺ کیسے کنواری سے اجازت کے حکم کی مخالفت کرتے، تو یہ خود ایمان اور عقل کا تقاضہ ہے کہ نابالغ کنواری سے نکاح بغیر اجازت، بھی شرعی حکم ہے! یہ کیسا ایمان اور کیسی دانشوری ہے کہ جو صاحب شریعت ہے، جو احکاماتِ شریعت بیان کر رہا ہے، اسی پر اشکال اور اعتراض کیا جائے؟
- مزید غور سے پتہ چلتا ہے کہ یہ احادیث "کنواری سے اجازت" والی مدینہ منورہ میں بتائی گئیں، جبکہ امّی عائشہ کا نکاح مکہ میں ہو چکا تھا۔
- یہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ یہ حکم درست ہے کہ نابالغ کنواری سے بھی اجازت لینا ضروری ہے، تب بھی نبی پاک ﷺ کو اس سے مستثنٰی سمجھا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی اپنی خصوصیات تھیں، جیسے بیک وقت چار سے زیادہ نکاح کی اجازت۔ لہذا اگر ان میں اس کو بھی شامل کر لیا جائے تو کیا اشکال ہے؟

- مزید یہ کہ نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے تین سال تک کا وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ پاس تھا، جس میں ان کو اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے کا کافی موقع تھا، اگر وہ چاہتی تو بالغ ہونے کے بعد انکار کر دیتیں۔ پس جس کا نکاح ہے اس کو کوئی اعتراض نہیں، جن کی بیٹی ہیں ان کو کوئی اعتراض نہیں، ان کی ماں کو کوئی اعتراض نہیں، بلکہ اس مجتمع میں رہنے والوں کو اس وقت کوئی اعتراض نہ ہوا، اعتراض ہے تو جدید "علوم" اور "روشن خیال" جیسے صفات سے متصف "دانشور" اور "محققین" کو!۔

اشکال نمبر 18: سیرت کی کتابوں میں حضرت عائشہ کے اسلام لانے کے ذکر سے استدلال

"محققین" کہتے ہیں کہ مختلف سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا اور وہ شروع اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی پیدائش بعثت سے پہلے ہو چکی تھی۔ چنانچہ ابن اسحاق شروع کے اسلام قبول کرنے والوں کی فہرست میں مہاجرین کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"ثم أسلم ناس من قبائل العرب منهم... وعائشة بنت أبي بكر وهي صغيرة..."

یعنی عائشہ بنت ابو بکر اسلام لائیں اور وہ چھوٹی تھیں۔(سیرۃ ابن اسحاق 1/143، نیز ان کے حوالہ سے ذکر کیا ہے امام ابن کثیر نے السیرۃ النبویۃ میں 1/443) بلکہ کچھ تاریخی مصادر سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بعثت کے تین سالوں کے اندر اندر اسلام لا چکی تھیں (البدء والتاریخ 4/146)۔ لہذا نکاح کے وقت اور رخصتی کے وقت ان کی عمر ہر گز چھ اور نَو سال نہیں ہو سکتی۔

اشکال کا جواب

- اولاً ذہن نشین کر لیں کہ صحیح روایات کے مقابلہ میں سیرت اور تاریخی واقعات کی کوئی حیثیت نہیں۔
- دوم یہ کہ ان روایات کے مصادر کی کوئی سند نہیں۔ بے سند بات کو قبول کرنا اور صحیح مستند روایات کو ترک کرنا بے اعتدالی کے سوا کیا ہے؟
- تیسرا یہ کہ ان ہی کتب سیرت میں امّی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی روایت سند کے ساتھ چھ سال اور رخصتی نو سال والی مذکور ہیں (مثلاً دیکھیں سیرۃ ابن اسحاق 1/255؛ اور امام ابن کثیر سے تو چھ سال میں نکاح پر اجماع منقول ہے)، اس سے منہ موڑنے کا کیا مطلب؟
- کتاب "البدء والتاریخ" ایک نامعلوم شخص المطہرن طاہر المقدسی کی ہے، جن کا کتب تراجم میں کوئی ترجمہ موجود نہیں جیسا کہ زرکلی نے "الأعلام" 8/159 میں لکھا ہے۔

اشکال نمبر 19 اور 20: یہ روایت عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

بعض "محققین" نے اشکال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ابن الجوزی اور علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں کہ "کوئی بھی حدیث عقل اور نقل کے خلاف جائے تو وہ حدیث لینے کا نہیں ہے"۔ اور آگے لکھتے ہیں کہ یہ چھ سال والی حدیث منقول کے بھی خلاف ہے اور معقول کے بھی۔ نہ عقل اس کو قبول کرتی ہے، نہ ہی معتبر ذرائع سے یہ ثابت ہے۔

اشکال کا جواب

- چھ سال میں نکاح اور نو سال میں رخصتی والی روایت عقل اور نقل کے خلاف کیسے ہے۔؟ ہاں موجودہ مغرب زدہ معاشرے کے قائم کردہ اصولوں کے خلاف ہو سکتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ موجودہ دور میں بھی 9 سال کی بچیوں کی رخصتی کی جانی چاہیے۔ وہ تو ہر علاقے والے اپنے علاقے کا موسم، بچیوں کی صحت اور اس ملک کے قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے رخصتی کریں گے۔ ہم یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ موجودہ دور کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے چودہ سو سال پہلے کے عرب معاشرے کو قیاس کرنا غلط ہو گا۔
- جس طرح ہماری دادی پڑ دادی کا نکاح 13 یا 14 سال کی عمر میں ہونا آج کے 18 سال والے قانون کے دور میں قابل اشکال نہیں بن سکتا ہے، اور جس طرح آج کے دور میں ہماری بیٹی کا اٹھارہ سال کی عمر میں نکاح کر دیا جانا، وہ اگلے دس سال کے بعد قابل ملامت نہیں بن سکتا ہے، گرچہ کہ اس وقت قانوناً نکاح کی عمر کو بڑھا کر پچیس سال کر دیا گیا ہو۔
- جب دادی پڑ دادی کے زمانے میں بارہ تیرہ سال کی لڑکی کا نکاح معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا تو آپ اندازہ لگائیں کہ ہم چودہ سو سال پہلے کی بات کر رہے ہیں، جس زمانے میں تقریباً پوری دنیا میں کم عمری میں شادی کر دینے کا عام رواج تھا، جس کی مکمل اور مدلل تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔
- دراصل ہر ملک و علاقے کے ماحول کے مطابق لوگوں کے رنگ و روپ، جینیاتی عوامل، جسمانی و جنسی بناوٹ اور عادت واطوار جس طرح باہم مختلف ہوتے ہیں اسی طرح سن بلوغت میں بھی کافی تفاوت پایا جاتا ہے۔ جہاں موسم گرم ہوتا ہے وہاں بلوغت جلد وقوع پذیر ہو جاتی ہے، اس کے بر خلاف جن

ممالک میں موسم سرد ہوتا ہے وہاں بلوغت کی عمر زیادہ ہوتی ہے جیسے شمالی یا جنوبی قطبی علاقوں میں لڑکیاں بسا اوقات 21 سال کی عمر تک بالغ ہوتی ہیں۔

- عرب ایک گرم ملک ہے۔ وہاں کی خوراک بھی گرم ہوتی ہے جو کہ عموماً کھجور اور اونٹ کے گوشت پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس لئے ام المؤمنین عائشہ کا 9 سال کی عمر میں بالغ ہو جانا بعید از عقل نہیں۔
- شروع میں ذکر کردہ تمام دلائل سے یہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ سیدہ عائشہ کا نکاح بچپن یعنی چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی جب آپ بالغ ہو چکی تھیں۔

تاریخِ اسلامی سے جلدی بلوغت کی مثالیں

اسلاف نے ایسے بہت سارے واقعات نقل فرمائے ہیں جو شاید معترضین کی نظروں سے اوجھل ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ کوئی انوکھا قصہ نہیں ہے، بلکہ پہلے بھی اس قسم کے بہت سارے معاملات ہو چکے ہیں اور اب بھی اخباروں میں اس قسم کی خبریں موجود ہیں۔

عرب کے معاشرے میں 9 سال کی عمر میں بچیوں کا بالغ ہو جانا اور رخصتی کے قابل ہو جانا ایک عام سی بات تھی۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

مثالیں

1۔ امام شافعی (204ھ) فرماتے ہیں:

''أَعْجَلُ مَنْ سَمِعْتُ بِهِ مِنَ النِّسَاءِ حِضْنَ نِسَاءُ تِهَامَةَ، يَحِضْنَ لِتِسْعِ سِنِينَ.''

ترجمہ: میرے علم کے مطابق سب سے جلدی تہامہ کی عورتوں کو حیض آجاتا ہے، انہیں نو سال کی عمر میں حیض آجاتا ہے۔

(الأم:5/229)

2۔ اسی طرح علامہ ابن قدامہ (220ھ) نقل کرتے ہیں:

''ذَكَرَ ابْنُ عَقِيلٍ أَنَّ نِسَاءَ تِهَامَةَ يَحِضْنَ لِتِسْعِ سِنِينَ.''

ترجمہ: امام ابوالوفاء ابن عقیل نے ذکر کیا ہے کہ تہامہ کی عورتوں کو نو سال کی عمر میں حیض آجاتا ہے۔

(الشرح الكبير :1/318)

اور خود حضرت عائشہ کے نکاح میں بھی یہ اہم حقیقت ملحوظ ہے؛ چناں چہ ان کا عقد اگرچہ چھ سال کی عمر میں ہو گیا تھا؛ لیکن رخصتی کے لیے مزید تین سال انتظار کیا گیا اور اس دوران ان کی والدہ اس کا خاص خیال رکھتی تھیں اور مختلف غذاؤں کے ذریعے اس کی تدبیر کرتی تھیں کہ جسم کسی قدر فربہ ہو جائے، چناں چہ حضرت عائشہ خود فرماتی ہیں:

''أَرَادَتْ أُمِّي أَنْ تُسْمِنَنِي لِدُخُولِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيدُ حَتَّى أَطْعَمَتْنِي الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ، فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السَّمْنِ.''

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ)

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ نے چاہا کہ میں قدرے موٹی ہو جاؤں تا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھیجا جا سکے۔ مگر مجھے ان کی

حسب منشا کسی چیز سے فائدہ نہ ہوا حتی کہ انہوں نے مجھے ککڑی اور کھجور ملا کر کھلایا تو اس سے میں خوب موٹی تازی ہو گئی۔

سیدہ عائشہ کا نو برس کی عمر میں رخصتی ہونا اتنا یقینی ہے کہ وہ نو برس کے سن کو ایک عرب لڑکی کے بلوغ کا زمانہ متعین کر دیتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

''إِذَا بَلَغَتِ الْجَارِيَةُ تِسْعَ سِنِينَ فَهِيَ امْرَأَةٌ.''

تَرْجَمَہ: جب لڑکی نو برس کو پہنچ گئی تو وہ عورت ہے۔

(حَدِيثٌ: 1422، سُنَنُ التِّرْمِذِيِّ، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْرَاهِ الْيَتِيمَةِ عَلَى التَّزْوِيجِ)

کیا ان تفصیلات کے بعد بھی یہ کہا جائے گا کہ نکاح کے وقت ان کی عمر مبارک بارہ، تیرہ یا سولہ سترہ برس کی تھی۔؟

اسلامی تاریخ سے نکاح کی مثالیں

ہم نے پچھلی تحریر میں جو پادریوں اور غیر مسلم بادشاہوں وغیرہ کی زندگی سے مثالیں پیش کی تھیں، وہ غیر مسلم معترضین کے لیے تھیں۔ اب ہم یہاں صرف اسلامی تاریخ سے مثالیں پیش کریں گے۔

اسلامی کتابوں میں ایسے بہت سے واقعات نقل کیے گئے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے معاشرے میں نو (9) سال کی عمر میں نکاح کرنے کا رواج عام تھا، یہاں تک کہ اس عمر میں لڑکیاں ماں بھی بن جاتی تھیں۔ ان لوگوں کے لئے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(1) ابو عاصم النبیل کہتے ہیں کہ میری والدہ ایک سو دس (110) ہجری میں پیدا ہوئیں اور میں ایک سو بائیس (122) ہجری میں پیدا ہوا۔

(سِيَرُ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ، جِلْدٌ 7، رَقْمُ 1627.)

یعنی بارہ سال کی عمر میں ان کا بیٹا پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ ان کی والدہ کی شادی دس سے گیارہ سال کی عمر میں ہوئی ہو گی۔

(2) عبد اللہ بن عمرو اپنے باپ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے صرف گیارہ سال چھوٹے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد1 ص93)

(3) ہشام بن عروہ نے فاطمہ بنت منذر سے شادی کی اور بوقت زواج فاطمہ کی عمر نو سال تھی۔

(الضعفاء للعقیلی جلد4 رقم 1583، تاریخ بغداد 222/1)

(4) عبد اللہ بن صالح کہتے ہیں کہ ان کے پڑوس میں ایک عورت نو سال کی عمر میں حاملہ ہوئی اور اس روایت میں یہ بھی درج ہے کہ ایک آدمی نے ان کو بتایا کہ اس کی بیٹی دس سال کی عمر میں حاملہ ہوئی۔

(کامل لابن عدی جلد 5 رقم 1015)

(5) ہند بنت معاویہ بن ابی سفیان: امیر المؤمنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی اس لخت جگر کی شادی عبد اللہ بن عامر سے کی جبکہ اسکی عمر 9 برس تھی۔

''إِمَامٌ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ هِبَةِ اللهِ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ عَسَاكِرَ.'' (المتوفی: 571ھ) اپنی شہرہ آفاق تصنیف تاریخ دمشق میں نقل کرتے ہیں:

''زَوَّجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ ابْنَتَهُ هِنْدًا مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ وَبَنَى لَهُ قَصْرًا إِلَى جَانِبِ قَصْرِهِ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَابًا وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.''

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی اس بیٹی (ہند) کا نکاح عبد اللہ بن عامر بن کریز سے کیا اور اس کے لیے اپنے محل کی ایک طرف محل تعمیر کیا اور ان دونوں (محلوں) کے درمیان دروازہ رکھا، اور اس (ہند بن معاویہ) کی شادی اس (عبد اللہ بن عامر) کے ساتھ ہوئی جبکہ (ہند) صرف 9 سال کی تھی۔

(تاریخ دمشق: ج70 ص 188] (تاریخ ابن عساکر جلد70)

(6) امام دار قطنی رَحِمَهُ اللهُ نے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ عباد بن عباد المہلبی فرماتے ہیں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اٹھارہ سال کی عمر میں نانی بن گئی نو سال کی عمر میں اس نے بیٹی کو جنم دیا اور اس کی بیٹی نے بھی نو سال کی عمر میں بچہ جنم دیا۔

(سنن دارقطنی جلد3 کتاب النکاح رقم 3836)

(7) عمرو بن العاص: ان کا نکاح بھی کمسنی میں ہوا، اور اللہ تعالی نے انہیں چھوٹی عمر میں ہی "باپ" بنا دیا۔ امام شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذهبي (المتوفى:748ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ الْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَبُو مُحَمَّدٍ وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ السَّهْمِيُّ: أَحَدُ مَنْ هَاجَرَ هُوَ وَأَبُوهُ قَبْلَ الْفَتْحِ وَأَبُوهُ أَسَنُّ مِنْهُ بِأَحَدَ عَشَرَ عَامًا فَقَطْ.

ترجمہ: عالم ربانی عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ابو محمد اور ابو عبد الرحمن القرشی السہمی: یہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے فتح سے قبل اپنے والد گرامی کے ساتھ ہجرت کی۔ اور ان کے والد گرامی (عمرو بن العاص) ان سے فقط گیارہ سال بڑے تھے۔"

(تذکرۃ الحفاظ: ج1 ص 35-34 ت19)

اس سے آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گیارہ سال کی عمر میں باپ بننے والے کی شادی زیادہ سے زیادہ کتنی عمر میں ہو سکتی ہے؟۔

(8) ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب: ان کی شادی بھی کمسنی میں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب کے ساتھ ہوئی۔ نکاح کے وقت سیدہ ام کلثوم کی عمر مبارک تقریبا 11 برس تھی۔ امام أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی (المتوفی: 463ھ) اپنی کتاب **الاستیعاب فی معرفة الاصحاب** میں نقل فرماتے ہیں:

''أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ إِلَى عَلِيٍّ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ، فَذَكَرَ لَهُ صِغَرَهَا''

ترجمہ: سیدنا عمر بن الخطابؓ نے سیدنا علیؓ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم کے لیے ان کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں (سیدنا علی) نے اس (ام کلثوم) کے چھوٹی ہونے کا ذکر کیا.... الخ

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب : ج4 ص 1955 (4204))

امام شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذھبي (المتوفی: 748ھ) اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں رقم طراز ہیں:

''أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيَّةُ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ الْهَاشِمِيَّةُ، شَقِيقَةُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ. وُلِدَتْ: فِي حُدُودِ سَنَةِ سِتٍّ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَرَأَتِ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَلَمْ تَرْوِ عَنْهُ شَيْئًا.''

ترجمہ: ام کلثوم بنت علی بن طالب بن عبد المطلب بن ہاشم

الہاشمیہ، حسن وحسین کی سگی بہن، ہجرت کے چھٹے سال پیدا ہوئیں، اور انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا، مگر آپ ﷺ سے روایت نہیں کی۔

(سیر اعلام النبلاء:ج3 ص500)

امام أبوعبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفی:230ھ) اپنی کتاب "الطبقات الکبری" میں فرماتے ہیں:

"تَزَوَّجَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهِيَ جَارِيَةٌ لَمْ تَبْلُغْ، فَلَمْ تَزَلْ عِنْدَهُ إِلَى أَنْ قُتِلَ، وَوَلَدَتْ لَهُ زَيْدَ بْنَ عُمَرَ وَرُقَيَّةَ بِنْتَ عُمَرَ".

ترجمہ: ان (ام کلثوم بنت علی) سے سیدنا عمر نے جب شادی کی اس وقت وہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی تھی، وہ ان کی وفات تک ان کے نکاح میں رہی اور ان کے بطن سے سیدنا عمر کی اولاد میں سے زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر پیدا ہوئے۔

(الطبقات الکبری:ج8 ص 338)

(9) عبد اللہ بن صالح کی پڑوسن: امام أبو أحمد بن عدي الجرجاني (المتوفی: 365ھ) نے اپنی کتاب الکامل میں عبد اللہ بن صالح کا قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''أَنَّ امْرَأَةً فِي جِوَارِهِمْ حَمَلَتْ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.''

ترجمہ: بے شک ان کے پڑوس میں ایک عورت حاملہ ہوئی جبکہ وہ ابھی 9 سال کی تھی۔

(الکامل لابن عدی : ج 5 ص 343)

علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں کہ عربوں میں نہ صرف کمسن بچیوں کے نکاح کا رواج تھا؛ بل کہ شیر خوار بچوں کا بھی وہ نکاح کر دیتے تھے، بل کہ ان بچوں کا بھی ان کے ہاں نکاح کر دیا جانا عام تھا، جو ابھی حالتِ حمل میں ہوتے تھے۔ سنن ابو داؤد میں تو با قاعدہ ایک باب ''بَابٌ فِي تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يُولَدْ.''

کے عنوان سے موجود ہے جس میں ان بچیوں کے نکاح کا تذکرہ ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔

(ملاحظہ فرمائیں کتاب ''سیرت عائشہؓ'' صفحہ نمبر 339- دار الابلاغ پبلشرز لاھور)

مزید مثالیں

(10) حضرت قدامہ بن مظعون نے حضرت زبیر کی نو مولود لڑکی سے اسی دن نکاح پڑھا دیا، جس دن وہ پیدا ہوئی۔

(سنن سعید بن منصور 639 : نیز دیکھئے مرقاۃ 417/3)

(11) خود آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کے کم سن لڑکے سلمہؓ کا نکاح حضرت حمزہؓ کی نابالغ لڑکی سے کیا تھا۔

(احکام القرآن رازی، ج ۲، ص ۵۵)

بلکہ ترکمانی فرماتے ہیں: وَزَوَّجَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ ابْنَتَهُ الصَّغِيرَةَ.

(اَلتُّرْكُمَانِيُّ عَلَى الْبَيْهَقِيِّ، ج 1، ص 76-79)

در حقیقت نو، دس سال کی عمر اس زمانے اور اس معاشرے میں وہ عمر تھی، جس میں میاں بیوی کے تعلقات قائم ہو سکتے تھے۔

(12) چنانچہ بخاری شریف میں حسن ابن صالح کا قول نقل کیا گیا ہے

'' أَدْرَكْتُ جَارَةً لَنَا جَدَّةً بِنْتَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ سَنَةً. '' (بَابُ بُلُوغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ، كِتَابُ الشَّهَادَاتِ)

(ہمارے پڑوس میں ایک خاتون تھیں جو اکیس سال کی عمر میں دادی بن گئی تھیں) یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس جدہ کا نکاح صغر سنی میں ہوا تھا اور صرف دس سال کی عمر میں اس نے بچہ جنا تھا اور یہی صورت حال اس کی بیٹی کی بھی رہی۔

(13) امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے بھی ایک خاتون کو دیکھا ہے جو نو سال کی عمر میں بالغ ہو گئی تھی اور دس سال کی عمر میں اس کے یہاں بیٹی کا تولد ہوا۔

(دیکھیے فتح الباری، ج۵، ص ۳۱۲)

ہم نے اس ضمن میں تقریباً ایک درجن سے زیادہ ایسی مسلمان دلہنوں کی لسٹ پیش کر دی ہے جن کی شادیاں کمسنی میں ہوئیں۔ اور اس میں بطور نمونہ ایک کمسن دلہا کا نام بھی شامل کر دیا ہے۔ درحقیقت تاریخ اسلام میں اسکے علاوہ اور بھی بہت سی دلہنوں کے نام شامل ہیں جو کم عمری میں دلہن بنیں اور کم عمری میں مائیں بھی بن گئیں۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ اتنی مثالیں غلط فہمی دور کرنے کے لیے کافی ہو نگیں۔

ماضی قریب کی مثالیں

(14) جب شیخ فضیلت النساء کی عمر صرف 3 سال کی تھی، اس وقت ان کے خاندان کے بزرگوں نے ان کی شادی 13 سالہ شیخ مجیب الرحمن سے طے کر دی تھی، (جو آگے چل کر بنگلہ دیش کے بانی اور پہلے صدر بنے)۔ جب 1938 میں ان کی عمر صرف 8 سال تھی تب ان کی شادی اور رخصتی ہوئی، اس وقت ان کے شوہر صرف 18

سال کے تھے۔ اس جوڑے سے دو بیٹیاں شیخ حسینہ اور شیخ ریحانہ کے علاوہ تین بیٹے شیخ کمال، شیخ جمال اور شیخ رسل پیدا ہوئے۔ ان کی بیٹی شیخ حسینہ جو بنگلہ دیش کی سابق وزیر اعظم رہ چکی ہیں۔

اس طرح کے کئی حوالے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ کوئی انوکھا معاملہ نہیں تھا، آج کل بھی اخباروں میں اس قسم کی خبریں چھپتی رہتی ہیں۔

(15) ماضی قریب میں اسی طرح کا ایک واقعہ رونما ہوا کہ 8 سال کی بچی حاملہ ہوئی اور 9 سال کی عمر میں بچہ جنا۔ (روزنامہ DAWN 29 مارچ 1966)

(16) علاوہ ازیں روزنامہ جنگ کراچی میں 16 اپریل 1986ء کو ایک خبر مع تصویر کے شائع ہوئی تھی جس میں ایک نو سال کی بچی جس کا نام (ایلینس) تھا اور جو برازیل کی رہنے والی تھی بیس دن کی بچی کی ماں تھی۔

(17) خود ہمارے ملک ہندوستان میں یہ خبر کافی تحقیق کے بعد شائع ہوئی ہے کہ وکٹوریہ ہسپتال دہلی میں ایک سات سال سے کم عمر کی لڑکی نے ایک بچہ جنا ہے۔

(دیکھئے اخبار "مدینہ" بجنور، مجریہ یکم جولائی ۱۹۳۴ / بحوالہ نصرت الحدیث صفحہ ۱۷۱)

(18) اس طرح روزنامہ آغاز میں یکم اکتوبر 1997 کو ایک خبر چھپی کہ (ملتان کے قریب ایک گاؤں میں) ایک آٹھ سالہ لڑکی حاملہ ہو گئی ہے اور ڈاکٹروں نے اس خدشہ کا اعلان کیا ہے کہ وہ زچگی کے دوران ہلاک ہو جائے گی۔ پھر 9 دسمبر 1997 کو اسی اخبار میں دوسری خبر چھپی کہ "ملتان (آغاز نیوز) ایک آٹھ سالہ پاکستانی لڑکی نے ایک بچہ کو جنم دیا ہے. ڈاکٹروں نے بتایا کہ بچہ صحت مند ہے۔

جب برصغیر جیسے معتدل اور متوسط ماحول و آب و ہوا والے ملکوں میں آٹھ برس کی لڑکی میں یہ استعداد پیدا ہو سکتی ہے تو عرب کے گرم آب و ہوا والے ملک میں چودہ سو سال پہلے ۹ سال کی لڑکی میں اس صلاحیت کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ انٹرنیٹ پر اس عمر کی لڑکیوں کے ہاں بچوں کی پیدائش کی بیسوں خبریں موجود ہیں۔

لہذا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ، نہ ہی یہ روایات تاریخی، معاشرتی اور سائنسی نکتہ نظر سے خلاف عقل ہیں اور نہ ہی شرعی نکتہ نظر سے خلاف نقل ہیں۔

اشکال نمبر 20: یہ روایت نقل کے خلاف ہے

اشکال کا جواب

جس بات کا اقرار خود حضرت عائشہ کر رہی ہیں کہ ان کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی نو سال کی عمر میں، جس کو کبار محدثین نے صحیح سندوں کے ساتھ متعدد کتب احادیث میں نقل کیا ہے، حتیٰ کہ یہ روایت صحیحین میں ہے۔اور فقہا نے ان روایات سے، بلوغت، نکاح اور رخصتی وغیرہ کے کئی مسائل استنباط کیے ہیں۔ حیرانی ہے کہ اس کو نقل کے خلاف کہا جا رہا ہے۔ من جملہ ان احادیث کی کتابوں میں بخاری، مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی ہیں۔ ان روایات کی تفصیلات ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں،

چنانچہ صحیح البخاری میں ہے:

حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «تزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعْرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا، لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي

الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ1».

(كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ تَزْوِيجِ الصِّغَارِ إِذَا زَوَّجَهُنَّ آبَاؤُهُنَّ، ج: [رقم الجزء هنا]، ص: 1451، ط: دَارُ الْمُغْنِي).

جہاں تک بخاری کی ذکر کردہ روایت کی سند کی تحقیق ہے تو الفاظ کی معمولی تقدیم وتاخیر کے ساتھ متعدد کتب حدیث میں وارد ہے، امام دارمیؒ نے اپنی سنن میں (بَابٌ فِي تَزْوِيجِ الصِّغَارِ إِذَا زَوَّجَهُنَّ آبَاؤُهُنَّ، 3/ 1451، دَارُ الْمُغْنِي لِلنَّشْرِ وَالتَّوْزِيعِ)

اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں (بَابُ نِكَاحِ الصِّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ الْآبَاءُ، 1/ 603، دَارُ إِحْيَاءِ الْكُتُبِ الْعَرَبِيَّةِ)

اس روایت کو ''علي بن مسهر، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة'' کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

امام مسلم اور ابو داؤد نے اس روایت کو راوئ حدیث "علي بن مسهر" کے متابع "أبو أسامة" کے ساتھ بھی نقل کیا ہے۔(صحيح مسلم ،باب تزويج الأب البكر الصغيرة،2/ 103، دار احياء التراث العربى وسنن أبي داؤد ، باب في الأرجوحة، 7/ 293،دار الرسالة العالمية)، جس کی نشاندہی امام نوویؒ نے بھی اپنی شرح میں فرمائی ہے۔ (شرح النووى كا صحيح مسلم، 9/ 207،دار احياء التراث العربى)۔اسی طرح ''مستخرج ابو عوانة '' میں یہ روایت بطریق سفیان بن عیینہ منقول ہے۔(باب الإباحة للأب أن يزوج الصغير ،3/ 77، دار المعرفة)۔

اس کے علاوہ حافظ ابن حجر نے دیگر متابعات کی فہرست بھی پیش کی ہے:

''إِتْحَافُ الْمَهَرَةِ بِالْفَوَائِدِ الْمُبْتَكَرَةِ مِنْ أَطْرَافِ الْعَشَرَةِ، 17/ 351، مَجْمَعُ الْمَلِكِ فَهْدٍ وَمَرْكَزُ خِدْمَةِ السُّنَّةِ وَسِيرَةِ النَّبَوِيَّةِ بِالْمَدِينَةِ.''

چنانچہ حافظ ابن عبد البر الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ

''كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ رَأَى عَائِشَةَ فِي الْمَنَامِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَتُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ فَقَالَ: "إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ" فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَ مَوْتِ خَدِيجَةَ.''

تَرْجَمَۃ: آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ کو ریشم کے کپڑے میں خواب میں دیکھا۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو وہ اس کو سچا کر دکھائے گا (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) حضرت خدیجہ کے بعد آپ نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا۔

(شَرْحُ النَّوَوِيِّ عَلَى مُسْلِمٍ: ج: 15، ص: 202، وَالِاسْتِيعَابُ فِي مَعْرِفَةِ الْأَصْحَابِ: ج: 4، ص: 1881، وَالْإِصَابَةُ فِي تَمْيِيزِ الصَّحَابَةِ: ج: 4، ص: 157.)

''الاصابہ'' میں حافظ ابن حجر اس خواب کا ذکر خود حضرت عائشہ ہی کی زبان سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کہا کرتی تھیں:

''أُعْطِيتُ خِلَالًا مَا أُعْطِيَتْهَا امْرَأَةٌ: مَلَكَنِي رَسُولُ اللهِ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ، وَأَتَاهُ الْمَلَكُ بِصُورَتِي فِي كَفِّهِ لِيَنْظُرَ إِلَيْهَا، وَبَنَى بِي لِتِسْعٍ، الْخ.''

[الْإِصَابَةُ فِي تَمْيِيزِ الصَّحَابَةِ: ج 8، ص 234]

(مجھے بعض ایسی فضیلتیں عطا کی گئیں کہ وہ کسی اور بی بی کو نصیب نہ ہوئیں:

(ایک): یہ کہ سات سال کی عمر میں آپ نے مجھے اپنی بیوی بنایا۔

(دوسرے): یہ کہ فرشتہ میری صورت اپنی ہتھیلی میں لے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دکھلانے کے لئے لایا۔

(تیسرے): یہ کہ ۹/برس کی عمر میں میرے ساتھ آپ نے خلوت کی۔ الخ

ان روایات سے فقہاء کا استدلال

''أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى جَوَازِ تَزْوِيجِ بِنْتِهِ الْبِكْرِ الصَّغِيرَةِ لِهَذَا الْحَدِيثِ.''

(حضرت عائشہ کی حدیث کہ چھ برس کی عمر میں حضور سے نکاح ہوا، سے تمام علماء نے اجماعی طور پر یہ مسئلہ نکالا ہے کہ باپ اپنی چھوٹی بچی کا نکاح اگر کر دے تو جائز ہے۔) (مسلم شریف مع نووی)

اسی طرح اس مسئلہ کا انکشاف تمام کتبِ فقہ میں بھی موجود ہے، جیسا کہ آگے مستقل آئیگا۔

لہذا جو روایات معروف اور صحیح قول کی تائید میں ہیں وہ اسنادی حیثیت سے پایہ صحت کو پہنچتی ہیں، اور اس سند کے تمام راویوں کو ماہرین حدیث نے ثقہ و متعمد قرار دیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ چھ اور نو سال والی روایات عقل اور نقل دونوں کے موافق ہیں، اور ان کا بے جا انکار کرنا نامناسب ہے اور منکرینِ حدیث کو تقویت پہنچانا ہے۔

اشکال نمبر 21: چھ سال والی روایت حد درجہ غلط ہے اور کسی اسلام دشمن عناصر نے اسے بخاری کے اندر داخل کر دیا ہے!

اشکال کا جواب

اس اہم اور مشہور واقعہ پر اسلام کی تیرہ صدیاں گزرنے تک کسی نے اس واقعے کی تاریخ کو غلط ثابت کرنے کی ہمت نہیں کی۔ کیونکہ اسلام کے جملہ دَوَاوِین و کتب میں کہیں ایک حرف بھی اس کے خلاف نہیں ہے۔

قارئین سے ہمارا طالب علمانہ سوال یہ ہے کہ کیا تاریخ میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ کوئی معروف دانشور یا صاحب علم و عقل شخصیت ہو، جس کی عمر کی صراحت خود اس کی زبانی موجود ہو اور وہ معتبر ذرائع سے ہم تک پہنچی بھی ہو، پھر اس کو چھوڑ کر دوسری مختلف روایات کو جوڑ کر قیاس کر کے عمر کا تعین کیا جا رہا ہو۔ دنیا کی تاریخ میں کسی بھی شخصیت کے ساتھ ایسا نہیں کیا گیا ہو گا، تو پھر عمر سیدہ عائشہ صدیقہ کے تعین کے لیے ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟

حضرت عائشہ کی عمر کا تعین اجتہادی نہیں ہے

حضرت عائشہؓ کا نبی ﷺ کے ساتھ نکاح چھ سال کی عمر میں اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی، ان واقعات کے وقت عمر کا تعین علمائے کرام کے اجتہاد سے نہیں ہوا ہے، اس لیے اس کے صحیح اور غلط ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی ہے، بلکہ یہ ایک تاریخی امر

ہے جو کہ ایسے ٹھوس شواہد اور دلائل سے ثابت شدہ ہے، جن کی وجہ سے مذکورہ تاریخوں کو درست مانے بغیر کوئی چارہ نہیں، جیسے کہ درج ذیل ہے:

1- مذکورہ عمر کی تعیین خود عائشہؓ سے ہی منقول ہے، کہ جن کی اس عمر میں شادی ہوئی ہے، کسی اور نے یہ عمر بیان نہیں کی ہے، کسی مؤرخ یا محدث نے ان کی عمر متعین نہیں کی، چنانچہ عائشہ اپنی گفتگو میں فرماتی ہیں:

> "نبی ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر اس وقت چھ سال تھی، پھر جس وقت ہم مدینہ آئے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور میری والدہ نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا، اور میری عمر اس وقت نو سال تھی"

(صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ تَزْوِيجِ الصِّغَارِ إِذَا زَوَّجَهُنَّ آبَاؤُهُنَّ، ج: [رقم الجزء]، ص: 1451، ط: دَارُ الْمُغْنِي)

بخاری شریف کی یہ مکمل روایت ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔

2- یہی بات جو عائشہ اور دیگر راوی آپ سے بیان کر رہے ہیں اس پر تمام تاریخی مصادر متفق ہیں چنانچہ جن حضرات نے بھی عائشہ کے حالات زندگی بیان کیے ہیں، ان میں سے کسی نے بھی اس سے متصادم بات ذکر نہیں کی، کیونکہ یہ معاملہ ہی ایسا ہے کہ ذاتی قیاس آرائی اور اجتہاد کی اس میں کوئی گنجائش ہی نہیں ہے، کیونکہ کوئی اپنی بات از خود بیان کرے تو پھر اس کے بارے میں کسی اجتہاد وغیرہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

3- تمام تر تاریخی مصادر اس بات پر بھی متفق ہیں کہ عائشہ اسلام کا اعلان ہونے کے بعد تقریباً چار یا پانچ سال بعد پیدا ہوئی ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں

"عائشہ کی پیدائش عہد اسلام میں ہوئی ہے، آپ فاطمہؓ سے آٹھ سال چھوٹی تھیں، آپ اکثر کہا کرتی تھیں: "جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے انہیں دین پر قائم ہی دیکھا ہے۔"

(سير أعلام النبلاء :2/ 139)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں

"عائشہ کی پیدائش بعثت سے چار یا پانچ سال بعد ہوئی" انتہی

(الإصابة :8/ 16)

چنانچہ اس بنا پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہجرت کے سال عائشہ کی عمر آٹھ یا نو سال تھی، اور یہی بات عائشہ کی سابقہ آپ بیتی سے بھی مکمل متفق ہے۔

4- تمام تاریخی مصادر بھی اس بات پر متفق ہیں کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو عائشہ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی؛ لہذا اس بنا پر بھی عائشہ کی عمر ابتدائے ہجرت کے وقت میں نو سال ہی بنتی ہے۔

بالکل اسی طرح سیر و تاریخ اور تراجم کی کتب بھی یہی بیان کرتی ہیں کہ عائشہ کی عمر وفات کے وقت 63 سال تھی، چوں کہ آپ کی وفات 57 ہجری میں ہوئی ہے اس لیے ہجرت سے پہلے آپ کی عمر 6 سال ہوئی، اور جب عرب کی عام عادت کے مطابق کسر توڑنے یا پوری کرنے کو سامنے رکھا جائے کہ وہ ابتدائی اور آخری دونوں سالوں کی کسر شامل / خارج کرتے تھے تو اس طرح ان کی عمر ہجرت کے سال 8 سال بنتی ہے،

چنانچہ ہجرت کے آٹھ مہینے کے بعد جب آپ ﷺ نے آپ سے شادی کی تو اس وقت آپ کی عمر 9 سال تھی۔

5- مندرجہ بالا عائشہ کی عمر اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ان کی عمر کے درمیان فرق سے بھی مطابقت رکھتی ہے، چنانچہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: "اسما عائشہ سے دس سال سے کچھ بڑی تھیں" انتہی

(سير أعلام النبلاء : 2/ 188)

چنانچہ عائشہ کی پیدائش بعثت سے چار یا پانچ سال بعد ہوئی اور ابو نعیم رحمہ اللہ کے مطابق ''معجم الصحابه'' میں ہے کہ: "اسماؓ نبی ﷺ کی بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں" انتہی

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور سیدہ اسماؓ کے مابین تقریباً 14 یا 15 سال کا فرق تھا اور یہی مطلب ذہبی کی سابقہ گفتگو کا بنتا ہے کہ: "اسما عائشہ سے دس سال سے کچھ بڑی تھیں۔"

یہ ساری باتیں، اعداد و شمار، سیرت، تاریخ اور تراجم کی کتب میں صحیح سند کے ساتھ مذکور ہیں۔

نیز یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ان سارے حقائق کے باوجود، ہمیں دیگر آثار و روایات سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ نبوت باسعادت کے گھر میں چھوٹی عمر میں ہی پہنچ گئی تھیں۔

- مثلاً، آپ کا حبشیوں کے کھیل کود کو دیکھنا اور پیارے آقا ﷺ کا ان کو کھیل کود کا دکھانا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے (دیکھئے اشکال نمبر 14)۔

- اسی طرح صحیح بخاری 5779 اور صحیح مسلم 6368 میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ گھر میں کھیلا کرتی تھیں، اور جب نبی پاک ﷺ گھر تشریف لاتے تو شرما کر چھپ جاتیں اور پھر نبی پاک ﷺ ان کو کھیلنے دیتے۔
- اسی طرح واقعہ ''افک'' کے موقع پر۔(پورا واقعہ دیکھیں صحیح بخاری 2494 اور صحیح مسلم 7120 میں) عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے کو لوگوں نے اُٹھا کر رکھ دیا اور محسوس بھی نہ ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اندر نہیں ہیں، اس ہلکے پن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں: ''فَاحْتَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ'' کہ چھوٹی عمر کی جوان بچی تھیں۔
- نبی پاک ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت پر وحی آنے سے پہلے انکی خادمہ بریرہ سے عائشہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے جواب دیا ''ما رَأَيْتُ أمْرًا أكْثَرَ مِن أنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عن عَجِينِ أهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فتَأْكُلُهُ'' کے میں نے اس سے زیادہ نہیں دیکھا کہ وہ ایک کم عمر بچّی تھیں (یہاں تک کہ) وہ آٹا گوندھ کر سو جاتیں (اور کھلا چھوڑ دیتیں) اور گھریلو جانور آ کر وہ آٹا کھا جاتے۔
- اسی روایت میں آگے جب براٗت پر وحی نازل ہوگئی تو امی عائشہؓ نے فرمایا: قَالَتْ: وأَنَا جَارِيَةٌ حَدَيْثَةُ السِّنِّ، لَا أقْرَأُ كَثِيْراً مِنَ القُرْآنِ۔ کہ اتنی چھوٹی تھیں کہ قرآن زیادہ نہیں پڑھی تھیں۔

اب غور کریں کہ یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے۔ نام نہاد "محققین" کے حساب سے اس وقت امی عائشہ کی عمر چوبیس پچیس سال کی ہونی چاہیے تھی۔ جب کے بار بار امی جان رضی اللہ عنہا اپنے اپ کو چھوٹی عمر کی بتا رہی ہیں۔ بریرہ بھی آپ کی صفائی میں ان کے چھوٹے پن کو دلیل کے طور پر پیش کر رہی ہیں۔ اب یا تو صحیح احادیث کی صحیح معلومات کو نظر انداز کیا جاے اور نام نہاد "دانشور"، "روشن خیال مسلمان" اور "پاسبانِ ملت" کی جدید "تحقیقات" کو سراہا جائے، یا پھر اصول و قواعد کے مطابق صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہا جائے؟ فیصلہ قارئین خود کرلیں۔۔

آخر میں چند مؤدبانہ گذارشات

اس مسئلے میں اختلافی رائے رکھنے والوں سے ہماری مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ، کسی بھی حساس مسئلے سے متعلق کوئی حتمی رائے قائم کرنے سے پہلے اس امر کا لحاظ رکھنا لازمی اور واجب ہے کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ ہم سے پہلے گزرے ہوئے صاحب علم و فضل اور اکابرین نے اس کے متعلق کیا تحقیق پیش کی ہے، ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ چودہ سو سال تک کوئی محقق پیدا نہیں ہوا تھا جس تک اس علم کی رسائی نہ ہو سکی ہو، اور بس ابھی علم کا فیضان ہوا ہو۔

کسی بھی عنوان پر علم کے ساتھ عدل و انصاف کی بنیاد پر گفتگو ہونا چاہیے، اپنے جذبات یا ذاتی رائے کو تقویت دینا مقصود نہ ہو۔

کسی بھی شخص کے غیر معتبر ہونے کیلیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مسائل میں کثرت سے تفردات اختیار کرے اور اسلاف و اکابرین کے متفقہ مؤقف کے خلاف کوئی رائے قائم کرے۔

دین کے کسی بھی مسئلے میں کوئی بھی ایسا موقف اپنانا جو گزشتہ سینکڑوں سال میں کسی نے نہ اپنایا ہو، یہ خطرے کی بات ہوتی ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”جو بات گزشتہ اہل علم کی بجائے صرف بعد والے کریں تو یہ امر اس کے غلط ہونے کی دلیل ہے، جیسے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا تھا: کوئی بھی ایسی بات مت کرنا جو تم سے پہلے کسی نے نہ کہی ہو“ انتہی

(مجموع الفتاوی: 21/291)

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

چھوٹی عمر میں بچی کا نکاح کر دینے پر اہل علم کا اتفاق، نیز امّی عائشہ کا چھوٹی عمر میں نکاح پر اجماع

کچھ اہل علم کے اقوال پیشِ خدمت ہیں جن میں اس مسئلہ پر صراحتاً اتفاق یا اجماع کو ذکر کیا گیا ہے۔

- ابن المنذر (ت319ھ) 'الاجماع' میں لکھتے ہیں:

وأجمعوا أن نكاح الأب ابنته الصغيرة البكر جائز إذا زوَّجها من كفؤ (ص89)

وقال ابنُ المُنذِرِ: (**أجمع** أهلُ العلم على أنَّ نِكاحَ الأبِ ابنتَه البكرَ الصغيرةَ جائزٌ إذا زوَّجَها من كفُؤٍ. هذا قولُ مالكٍ، والثَّوريِّ، واللَّيثِ بنِ سَعدٍ، والأوزاعيِّ، وعُبيدِ الله بن الحَسَن، والشَّافعيِّ، وأحمَدَ، وإسحاقَ، وأبي عُبيدٍ، وأبي ثَورٍ، وأصحابِ الرأي، وحُجَّتُهم في ذلك حديثُ عائشةَ .وبه نقولُ). ((الإشراف على مذاهب العلماء)) (5/ 19).

- وقال ابنُ عبد البر: (**أجمع** العلماءُ على أنَّ للأبِ أن يزوِّجَ ابنتَه الصغيرة ولا يشاوِرَها، وأنَّ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم تزوَّجَ عائشةَ بنتَ أبي بكرٍ وهي صغيرةٌ بنتُ سِتِّ سنينَ أو سبعِ سنينَ، أنكَحَه إيَّاها أبوها). ((الاستذكار)) (5/ 400).
- وقال القاضي عياض: (حديثُ عائشةَ هذا أصلٌ في جبر الآباء بناتِهم الأبكارَ، وتزويجِ الصِّغارِ منهنَّ، **ولا خلافَ** بين العلماء

في جوازِ تزويج الأب ابنَتَه الصَّغيرةَ التي لا يُوطأُ مثلُها). ((إكمال المعلم بفوائد مسلم)) (4/ 572).

وقال النووي: (**أجمع** المسلمون على جواز تزويجِه بنتَه البِكرَ الصغيرة لهذا الحديث، وإذا بلغت فلا خيارَ لها في فَسخِه عند مالك والشافعي وسائر فقهاء الحجاز، وقال أهل العراق: لها الخيارُ إذا بلغَتْ، أمَّا غيرُ الأب والجَدِّ من الأولياء فلا يجوزُ أن يزوِّجَها عند الشافعي، والثوري، ومالك، وابن أبي ليلى، وأحمد، وأبي ثور، وأبي عُبيد، والجُمهور). ((شرح النووي على مسلم)) (9/ 206). وقال النووي : ... فإن كانت صغيرة جاز للاب تزويجها بغير إذنها **بغير خلاف** (المجموع 16/ 168)

- وقال ابن حجر: (قال ابن بطال: يجوزُ تزويجُ الصغيرة بالكبير **إجماعًا**، ولو كانت في المهدِ، لكِنْ لا يمكَّنُ منها حتى تصلُحَ للوطءِ). فتح الباري لابن حجر(9/ 124.)
- قال ابنُ نصر المَرْوزيُّ: (**أجمع** أهلُ العلمِ على أنَّ نكاحَ الأبِ جائزٌ على ابنِه وابنتِه الصَّغيرينِ، ولا خيارَ لهما إذا أدركا؛ لأنَّ النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم تزوَّجَ عائشةَ وهي بنتُ ستٍّ، وبنى بها وهي بنتُ تِسعٍ). ((اختلاف الفقهاء)) (ص: 227).
- وقال ابن رشد: (**اتَّفَقوا** على أنَّ الأبَ يجبِرُ ابنَه الصغير على النِّكاح، وكذلك ابنتَه الصغيرةَ البِكرَ، ولا يستأمِرُها؛ لِما ثبت أنَّ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم تزوَّج عائِشةَ رَضِيَ اللهُ عنها بنتَ سِتٍّ أو سبعٍ،

وبنى بها بنتَ تِسعٍ بإنكاحِ أبي بكرٍ أبيها رَضِيَ اللهُ عنه، إلَّا ما رويَ مِن الخلافِ عن ابن شبرمة). (بداية المجتهد 2/ 6)

- قال الشافعي: (إنكاحُ الآباءِ الصغارَ قديمًا، **وإنْ لم يختَلِفْ أحد أنَّ ذلك جائِزٌ عليهنَّ**). ((اختلاف الحديث - ملحق بكتاب الأم)) (10/ 142)

- وسئل الإمام أحمد عن: (الجارية الصغيرة يُزوِّجها أبوها؟ قال: **ليسَ بين الناس في هذا اختلافٌ**). ((مسائل الإمام أحمد رواية ابنه صالح)) (3/ 129)

- قال ابن حزم : " الحجة في إجازة إنكاح الأب ابنته الصغيرة البكر إنكاح أبي بكر - رضي الله عنه - النبي - صلى الله عليه وسلم - من عائشة - رضي الله عنها - وهي بنت ست سنين، وهذا أمر مشهور غني عن إيراد الإسناد فيه، فمن ادع أنه خصوص لم يلتفت لقوله، لقول الله عز وجل: {لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر} [الأحزاب: 21] فكل ما فعله - عليه الصلاة والسلام - فلنا أن نتأسى به فيه، إلا أن يأتي نص بأنه له خصوص. (المحلى بالآثار 9/ 40)

- قال ابن الملقن : (تَنْبِيه) صَحَّ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تزوج عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا لست سِنِين أَو سبع فَذهب ابْن شبْرمَة فِيمَا حَكَاهُ ابْن حزم إِلَى أَن ذَلِك خَاص بِالنَّبِيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَأَنه لَا يجوز للْأَب إنكاح ابْنَته حَتَّى تبلغ وَهُوَ غَرِيب لَا نعلمهُ عَن غَيره وَقد خَالف **الْجُمْهُور** فَإِنَّهُم قَالُوا إِن ذَلِك يجوز لكل وَاحِد وَإِنَّهُ لَيْسَ من الخصائص (غاية السول 1/ 222)

حیض آنے کی کم سے کم عمر کو لے کر فقہاء نے نَو سال کو اختیار کیا ہے۔ علامہ کاسانی حنفی رَحِمَہُ اللہُ (587ھ) فرماتے ہیں:

'' أما وقته فوقته حين تبلغ المرأة تسع سنين فصاعدا عليه أكثر المشايخ .''

ترجمہ: (بچی کو) حیض آنے کی عمر نو سال یا اس سے کچھ زیادہ ہے، اکثر مشائخ (حنفیہ) کا یہی مذہب ہے۔" (بدائع الصنائع : 41/ 1)

اور ان کے علاوہ علامہ ابن ہمام حنفی رَحِمَہُ اللہُ (861ھ) علمائے احناف کا اختلاف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: المختار تسع.

ترجمہ: مختار قول یہ ہے کہ (حیض کی کم سے کم عمر) نو سال ہے۔

(فتح القدير : 160/ 1)

اسی طرح علامہ طحطاوی حنفی رَحِمَہُ اللہُ (1231ھ) فرماتے ہیں:

'' تسع سنين هو ما عليه الفتوى .''

ترجمہ: کم سے کم حیض آنے کی عمر) نو سال ہے۔

اسی پر (احناف) کا فتوی ہے ۔ (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص 138) اور آخری میں اس حوالہ سے پانچ سو حنفی علماء کا فتوی ہے : الوقت وهو من تسع سنين .

ترجمہ: حیض کے لیے (کم سے کم) عمر نو سال ہے۔

(فتاوى عالمگيرى:36/ 1)

اور احناف کا بھی متفقہ فتوی ہے کہ بلوغت سے قبل لڑکی کا نکاح کیا جا سکتا ہے۔

"ہدایہ" میں علامہ مرغینانی (1/ 193) ويجوز نكاح الصغير والصغيرة إذا زوجهما الولي بكرا كانت الصغيرة أو ثيبا والولي هو العصبة۔

علامہ جصاص 'شرح مختصر الطحاوی' میں لکھتے ہیں:

(قال أبو جعفر) :ولسائر الأولياء تزويج الصغار، ويتوارثان بذلك.

قال أحمد :أما الأب والجد، فلا خلاف بين فقهاء الأمصار في أن لهما أن يزوجا الصغار، إلا شيء يحكى عن عثمان البتي، وابن شبرمة، أنهما قالا :لا يزوج الأب الصغيرة، وهو قول شاذ في الأمة قد سبقهما بخلافه الصدر الأول.) (4/ 292-293)

الكافى لابن عبد البر (529/2) التاج والاكليل للمواق (225/5)
منہاج الطالبين امام نووى (ص 206) تحفة المحتاج (284/7)
كشاف القناع(43/5) شرح منتهى الارادات (13/3) علامه بہوتی

اہل علم کا اتفاق

چنانچہ اسی کے پیشِ نظر ابن کثیر رَحِمَہُ اللّٰہُ نے اہل علم کا اس بات پر اتفاق بھی نقل کیا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ اس بارے میں کسی کا اختلاف اب تک ذکر نہیں کیا گیا، چنانچہ وہ کہتے ہیں:

"عائشہ کہتی ہیں کہ "آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیساتھ ان کا نکاح 6 سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی 9 سال کی عمر میں ہوئی" اس بارے میں لوگوں کا کوئی اختلاف ہے ہی نہیں، ویسے بھی یہ بات صحیح بخاری و مسلم سمیت دیگر کتب میں بھی ثابت ہے، نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیساتھ ان کی رخصتی ہجرت کے دوسرے سال ہوئی تھی" انتہی

(البداية والنهاية:3 / 161)

اسی طرح علامہ عینی نے "البنایہ شرح ہدایہ" میں اس روایت کو تواتر کے قریب لکھا ہے، فرماتے ہیں

(90/5): وحديث عائشة _ - رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا - مَشْهُورٌ وَقَرِيبٌ إِلَى التَّوَاتُرِ؛ فَإِنَّهُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ.

امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی

یہ بات سب کے یہاں مسلّم ہے کہ اجماع کبھی بھی غلط موقف پر قائم نہیں ہوتا؛ کیوں کہ امت کسی بھی غلط بات پر متفق نہیں ہو سکتی، چناں چہ مشکاۃ اور ترمذی میں ہے:

''وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ اللهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ: أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ''. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا امت محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا''...

(مشکاۃ، ص: ۳۰باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ط: یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند)

اس حدیث کو غیر مقلدین کے شیخ ناصر الدین البانی صاحب نے بھی صحیح الجامع: (1848)میں صحیح قرار دیاہے۔

حدیث میں اجماع امت کے معیار حق ہونے پر دلیل ہے اور مطلب یہ ہے کہ امت کا سواد اعظم معصیت وضلالت پر اتفاق نہیں کر سکتا۔

علماء نے لکھاہے کہ متفق علیہ احادیث کی تکذیب کوئی معمولی گناہ نہیں ہے۔ انہی پر اسلام اور قرآنی احکام کا دارومدار ہے۔ اگر ایسی ہی ''درایت'' سے آج روایتوں کی

تکذیب ہونے لگے تو کل قرآن مجید بھی اسی نام نہاد "درایت" کی قربان گاہ پر چڑھ جائے گا اور ساری دنیائے اسلام میں الحاد و نیچریت کا نقارہ بجنے لگے گا اور اسلام کے پیچھے پڑی ہوئی باطل طاقتیں خود ہمارے ہاتھوں کامیاب ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ ناموس رسالت کے دفاع میں لگے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



کم سنی کی شادیوں کی 100 ناقابل تردید مثالیں

اس کتاب کے آخر میں ہم الگ سے 100 ایسی کم سن دلہنوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں جن سے تاریخ کے معروف اور معزز ترین شخصیات نے شادیاں کیں تھیں۔ یہ ایسی ناقابل تردید مثالیں ہیں جن کو پڑھنے کے بعد کسی بھی ذی عقل آدمی کے لیے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نکاح پر کسی قسم کے کوئی اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔ اگر کسی معترض یا شک میں ڈوبے ہوئے شخص کے پاس یہ پوری کتاب پڑھنے کا موقع یا وقت نہ ہو تو اس کو کم از کم صرف یہ مثالیں پڑھ کر سنادی جائیں، یہ بھی اس کے لیے کافی ہو جائے گا ان شاءاللہ۔

ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ ان ساری کم سن دلہنوں کے ناموں کے ساتھ ساتھ شادی کے وقت ان سب کی عمر کیا تھی اس کو بھی بطور خاص ذکر کیا جائے۔ اور دونوں میاں بیوی کے ناموں کو اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی برقرار رکھا ہے، تا کہ ہر کسی کے لیے گوگل پر اس کو سرچ کرنا اور اس کی تصدیق کرنا آسان ہو سکے۔

1-Maeda Toshitsune Vs Tamahime

سن 1601 میں میڈاتوشیٹسون نے ایک 3 سال کی لڑکی تماحیم سے شادی کی۔

2-Edmund Mortimer Vs Elizabeth de Badlesmere

سن 1316 میں ایڈمنڈ مورٹائمر کی شادی ایک 3 سال کی بچی ایلزبتھ ڈی بیڈلیز میر سے ہوئی۔

3-John V, Duke of Brittany Vs Joan of France

سن1396 میں برٹنی کے ہونے والے حکمران جون نمبر5 کی شادی4 سے 5 سال کی عمر کی ایک فرانسیسی لڑکی جوآن سے ہوئی۔

4-John of Perche Vs Marie of Brittany

سن1396 میں جھون پرشی کی شادی ایک5 سال کی لڑکی میری سے ہوئی۔

5-Thomas Beauchamp Vs Katherine Mortimer

سن1319 میں تھامس بیوچھامپ کی شادی، 5 سال کی لڑکی کتھیرائن مورٹائمر سے ہوئی۔

6- Thomas Stafford, 3rd Earl of Stafford Vs Anne of Gloucester

تھامس اسٹافورڈنے سن 1390 میں ایک 7 سال کی لڑکی اینی آف گلاسیسٹر سے شادی کی۔

7-John de la Pole vs Margaret Beaufort

سن1450 میں، جان ڈی لاپول کی شادی تقریباً7 سالہ مارگریٹ بیوفورٹ سے

ہوئی، جو کہ جان کے والد کی منصوبہ بندی کے تحت تھی۔ یہ شادی 1453 میں ختم کر دی گئی۔ پھر 12 سال کی عمر میں اس کی شادی 25 سالہ ایڈمنڈ ٹیوڈر (Edmund Tudor) سے ہوئی۔

8-Louis, Dauphin of France vs Charlotte of Savoy

سن 1451 میں، لوئس، ڈوفن آف فرانس کی شادی 8 سے 10 سال کی عمر کی شارلٹ آف ساوائے سے ہوئی۔

9-John Stewart, Duke of Albany Vs Anne de La Tour d'Auvergne

جولائی 1505 میں، جان اسٹیورٹ، ڈیوک آف البانی کی شادی 8 یا 9 سالہ این ڈی لاٹور ڈی اورگنی سے ہوئی۔

10-Charlie Johns Vs Eunice Winstead

1937 میں، چارلی جونز کی شادی 9 سالہ یونس ونسٹیڈ سے ہوئی۔

11-Robert de Vere Vs Philippa de Coucy

1376 میں رابرٹ ڈی ویرے کی شادی ایک نو 9 سال لڑکی فلپا ڈی کاوسی سے ہوئی۔

12-Simon of Dammartin Vs Marie of Ponthieu

1208 میں سائمن آف ڈممارٹن کی شادی نو 9 سال کی لڑکی میری آف پونتھیو سے ہوئی۔

13-Charles III, Duke of Lorraine Vs Claude of France

1559 میں، چارلس III، ڈیوک آف لورن کی شادی 11 سالہ لڑکی کلاوڈ آف فرانس، جو کہ ہنری II آف فرانس کی بیٹی تھی، سے ہوئی۔

14-Yongzheng Emperor Vs Empress Xiaozhaoren

پورے چین پر حکومت کرنے ولا مشہور بادشاہ یونگز ھینگ کی شادی 1665 میں ایک 12 سال کی لڑکی مہارانی ژاؤزاؤرین سے ہوئی۔

یونگز ھینگ کی بیویوں میں سے ایک 9 سالہ Empress Xiaojingxian بھی شامل ہے جس سے اس نے 1691 میں شادی کی۔ پھر اس نے 1705 میں ایک لڑکی Empress Xiaoshengxian سے شادی کی جس کی عمر اس وقت 13 سال تھی۔

15-Frederick IV, Duke of Swabia Vs Gertrude of Bavaria

فیڈرک نمبر 4 نے 1166 میں 11 سال کی لڑکی گرٹروڈ باویریا سے شادی کی۔

16-Alfonso VIII of Castile Vs Eleanor of England

الفونسو نمبر 8 نے 1170 میں انگلینڈ کے ہینری 2 کی نو 9 سالہ بیٹی ییلینور سے شادی کی۔

17-Henry I, Duke of Brabant Vs Matilda of Boulogne

1179 میں ہینری نمبر 1 نے نو 9 سال کی لڑکی مٹلڈا سے شادی کی۔

18-Heraclius II of Georgia Vs Darejan Dadiani

1750 میں، 30 سالہ ہراکلیوس II آف جارجیا کی شادی 12 سالہ لڑکی ڈیریان ڈیڈیانی سے ہوئی۔

19-Jean Aubuchon Vs Marguerite Sédilot

ستمبر 1654 میں، جین اوبوشون آف ٹروا-ریویئرس، کیوبیک کی شادی 11½ سالہ لڑکی مارگریٹ سیڈیلوٹ سے ہوئی۔

20-Marie of France Vs Philip I of Namur and Henry I, Duke of Brabant

1211 میں جب فرانس کی میری صرف بارہ 12 سال کی نوعمر لڑکی تھی، اس وقت اس کی شادی 36 سال کے فلپ نمبر 1 سے ہوئی۔ لیکن ایک سال کے بعد اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، تو پھر تقریباً چودہ 14 یا پندرہ 15 سال کی عمر میں اس نے 48 سالہ ہینری نمبر 1 سے شادی کی۔

21- Otto IV, Holy Roman Emperor Vs Beatrice of Hohenstaufen

روم کے بادشاہ اوٹو نمبر 4 نے تقریباً 35 سال کی عمر میں گیارہ 11 یا بارہ 12 سال کی لڑکی بیاٹرس سے شادی کی۔ (سن 1209 یا 1212 میں)۔

22-Baldwin II of Constantinople Vs Marie of Brienne

سن 1234 میں قسطنطنیہ کے بالڈون نمبر 2 کی شادی ایک دس 10 سال کی لڑکی میری آف برینی سے ہوئی۔

23-Philip II of France Vs Isabella of Hainault

فرانس کے فلپ نمبر 2 کی شادی 1180 میں ایک دس 10 سال کی لڑکی عیسابیلا سے ہوئی۔

24-Humphrey IV of Toron Vs Isabella of Jerusalem

ہمفری نمبر 4 نے سن 1183 میں یروشلم کی 10 سال کی لڑکی عیسابیلا سے شادی کی، جبکہ ان دنوں کی منگنی اسی وقت ہو گئی تھی جب عیسابیلا صرف 8 سال کی تھی۔ البتہ شادی دو سال کے بعد ہوئی۔

25-Louis III de Châtillon Vs Marie of Berry

سن 1386 میں لوئس ڈی چاٹیلون نے 11 سال کی لڑکی میری سے شادی کی۔

26-Ladislaus IV of Hungary Vs Elizabeth of Sicily

سن 1270 میں، ہنگری کے ہونے والے حکمران لاڈسلاوس نمبر 4 کی شادی 8 یا 9 سال کی الیزبتھ سے ہوئی۔

27-Philip of Sicily Vs Isabella of Villehardouin

مئی 1271 میں جب سسلی کے فلپ نے عیسابیلا سے شادی کی، تو اس وقت عیسابیلا کی عمر 8 سے 11 سال کے درمیان تھی۔

28-Elizabeth the Cuman Vs Stephen V

الیزبتھ صرف 8 یا 9 برس کی تھی، جب سن 1253 میں اس کی شادی ہنگری کے ہونے والے حکمران اسٹیفن نمبر 5 سے ہوئی۔

29-Philip IV of France Vs Joan I of Navarre

آگست 1285 میں فرانس کے ہونے والے حکمران فلپ نمبر 4 نے ایک 11 سال کی لڑکی جو آن سے شادی کی۔

30-Alexander III of Scotland Vs Margaret of England

دسمبر 1251 میں اسکاٹ لینڈ کے الیگزینڈر نمبر 3، نے انگلینڈ کی مارگریٹ سے شادی کی جس کی عمر صرف گیارہ 11 سال تھی۔

31-Henry the King Vs Margaret of France

ہینری بادشاہ کا نکاح جس وقت فرانس کی لڑکی مارگریٹ سے ہوا، اس وقت مارگریٹ کی عمر تیرہ 13 یا چودہ 14 سال تھی۔ حالانکہ ان دونوں کی منگنی 1160 میں اسی وقت طے ہو چکی تھی جب مارگریٹ صرف دو سال کی تھی

32-William Clito Vs Sibylla of Anjou

سیبائلا صرف 11 سال کی تھی جب 1123 عیسوی میں اس کی شادی ولیم کلیٹو سے ہوئی،

33-Louis, Dauphin of France vs Margaret Stewart

جون 1436 میں، لوئس، ڈوفن آف فرانس کی شادی 11 سالہ مارگریٹ اسٹیورٹ، جو کہ جیمز آف اسکاٹ لینڈ کی بیٹی تھی، سے ہوئی۔

34-Louis IX of France Vs Margaret of Provence

سن 1234 میں فرانس کے لوئس نمبر 9 کی شادی، بارہ 12 سال کی لڑکی مارگریٹ سے ہوئی۔

35- Walter Scott of Highchester Vs Mary Scott, 3rd Countess of Buccleuch

سن 1659 میں، والٹر سکاٹ آف ہائی چیسٹر کی شادی ایک 11 سالہ لڑکی میری سکاٹ، 3rd کاؤنٹیس آف بکلے سے ہوئی۔

36-James Crofts, 1st Duke of Monmouth Vs Anne Scott, 1st Duchess of Buccleuch

اپریل 1663 میں، جیمز کرافٹس، 1st ڈیوک آف مونووتھ، کی شادی 12 سالہ این سکاٹ، 1st سے ہوئی۔

37-Arnold, Duke of Guelders vs Catherine of Cleves

1430 میں، آرنلڈ، ڈیوک آف گیلڈرز کی شادی 12 سالہ لڑکی کیتھرین آف کلیوز سے ہوئی۔

38-Sir Thomas Butler vs Sir Thomas Butler

سن 1449 میں، سَر تھامس بٹلر، کی شادی 13 سالہ لیڈی ایلینور ٹالبوٹ سے ہوئی۔

39-Puyi

چین کے آخری حکمران پوئی Puyi کی چند بیویوں کی عمر شادی کے وقت۔

سن 1912 میں Wanrong سے شادی ہوئی عمر 16 سال۔

سن 1912 میں ہی Wenxiu سے شادی ہوئی جس کی عمر 12 سال۔

سن 1937 میں Tan Yuling سے شادی کی جس کی عمر تھی 16 سال۔

سن 1943 میں Li Yuqin سے شادی کی جس کی عمر تھی 14 سال۔

40-Sir John Grey vs Elizabeth Woodville

سن 1452 میں، سر جان گری کی شادی تقریباً 14 سالہ الزبتھ ووڈوول سے ہوئی۔ الزبتھ بعد میں انگلینڈ کی کوئین کنسورٹ بن گئیں، جیسا کہ ایڈورڈ IV کی بیوی۔ اپنی بیٹی ایلزبتھ آف یارک کے ذریعے، وہ آخر کار ہنری VIII کی مادری دادی بن گئیں۔

41-Francis of Étampes vs Margaret of Brittany

1455 میں، فرانسس آف ایٹیمپس کی شادی تقریباً 12 سالہ مارگریٹ آف بریٹن سے ہوئی۔

42-James III of Scotland vs Margaret of Denmark

جولائی 1469 میں، جیمز III آف اسکاٹ لینڈ کی شادی 13 سالہ مارگریٹ آف ڈنمارک سے ہوئی۔

43-John, Prince of Portugal vs Eleanor of Viseu

جنوری 1470 میں، جان، پرنس آف پورٹوگال کی شادی 11 سالہ ایلیونر آف ویزو سے ہوئی۔

44-Peter II, Duke of Bourbon vs Anne of France

1473 میں، 36 سالہ پیٹر II، ڈیوک آف بوربن کی شادی 12 سالہ این آف فرانس سے ہوئی۔

45-Girolamo Riario Vs Caterina Sforza

1473 میں، 29/30 سالہ جیرولاموریاریو کی منگنی 10 سالہ کیٹرینا اسفورزا سے ہوئی۔ کچھ ذرائع بیان کرتے ہیں کہ وہ اسی سال شادی کر چکے تھے، لیکن یہ شادی 1477 میں مکمل ہوئی، جب کیٹرینا کی عمر 14 سال تھی، جو اس وقت کی قانونی عمر تھی۔

46-Louis, Duke of Orléans Vs Duchess of Berry (Joan of France)

1476 میں، لوئس، ڈیوک آف اورلیانز کی شادی 12 سالہ جوآن آف فرانس ڈچیس آف بیری، سے ہوئی۔ دراصل اس لڑکی کے ساتھ شادی کے معاہدے کی منگنی اسی وقت ہو گئی تھی جب کہ وہ صرف 8 دن کی بچی تھی۔

47-Richard of Shrewsbury, 1st Duke of York Vs Anne de Mowbray

1477 میں، رچرڈ آف شریوزبری، 1st ڈیوک آف یارک کی شادی 6 سالہ این

ڈی موبری سے ہوئی۔ لیکن وہ 10 سال کی عمر میں فوت ہو گئی، اور کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد رچرڈ، جو کہ خود بھی ٹاور کے کم عمر شہزادوں میں سے ایک تھا، اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔

48- Frederick I, Margrave of Brandenburg-Ansbach Vs Sophia of Poland

1479 میں، فریڈریک I، مار گریو آف برانڈنبرگ-انس باخ کی شادی 14 سالہ صوفیہ آف پولینڈ سے ہوئی۔

49-Eric of Pomerania Vs Philippa of England

1406 میں، 12 سالہ شہزادی فیلیپا آف انگلینڈ کی شادی ایریک آف پومیرانیا سے ہوئی۔

50-James IV of Scotland Vs Margaret Tudor

1503 میں، 29 سالہ جیمز IV آف اسکاٹ لینڈ کی شادی 13 سالہ مارگریٹ ٹیودور، ہنری VIII کی بڑی بہن، سے ہوئی۔

51-Charles I of Hungary Vs Beatrice of Luxembourg

نومبر 1318 میں ہنگری کے حکمران چارلز 1 نے 30 سال کی عمر میں ایک 12 یا 13 سال کی لڑکی بیٹریز آف لیو کزیمبرگ سے شادی کی۔

52-Frederick of the Palatinate Vs Dorothea of Denmark

1535 میں، 52 سالہ فریڈریک آف دی پالاتینیٹ کی شادی 14 سالہ ڈوروتھی آف ڈنمارک سے ہوئی۔

53-Maurice, Duke of Saxony Vs Agnes of Hesse

جنوری 1541 میں، موریس، ڈیوک آف سیکسونی کی شادی 13 سالہ ایگنس آف ہیس سے ہوئی۔

54- William, Duke of Jülich-Cleves-Berg Vs Jeanne of Navarre

1541 میں، ولیم، ڈیوک آف جولیچ-کلیوس-برگ کی شادی اس کے چچا فرانسس I آف فرانس کی طرف سے مجبور کردہ 12 سالہ جان آف نیوار سے ہوئی۔ یہ شادی 1545 میں ختم کر دی گئی۔

55-Henry, Lord Herbert Vs Lady Katherine Grey

1553 میں، 12 سالہ لڑکی جس کا نام لیڈی کیتھرین گری، جو کہ لیڈی جین گری کی چھوٹی بہن تھی، کی شادی ہنری، لارڈ ہیربرٹ سے ہوئی۔ یہ شادی 1554 میں ختم کر دی گئی۔

56- Alfonso II d'Este, Duke of Modena Vs Lucrezia de' Medici

1558 میں، 12 سالہ دوشیزہ، لوکریزیا دی میڈیکی، کی شادی، الفونسو II ڈ' ایستی،

ڈیوک آف موڈینا سے ہوئی۔ چونکہ الفونسو اس وقت فرانس میں لڑ رہا تھا، اس نے دو سال بعد ہی اپنی بیوی کو اپنے گھر فراری میں منتقل کیا۔ لیکن وہ 16 سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔ البتہ مورخین کی طرف سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسے اس کے شوہر نے زہر دے کر مارا تھا۔

57-Philip II of Spain Vs Elisabeth of Valois

1559 میں، فلپ II آف اسپین کی شادی 13 /14 سالہ الیسبیتھ آف ویلوئس سے ہوئی۔

58-Thomas Lennard, 15th Baron Dacre Vs Lady Anne FitzRoy

1674 میں، تھامس لینارڈ، 15th بیرن ڈیکر کی شادی 13 سالہ لیڈی این فٹز رائے سے ہوئی۔

59-Sir Edward Lee Vs Lady Charlotte Fitz Roy

1677 میں، سر ایڈورڈلی کی شادی 13 سالہ لیڈی شارلٹ فٹز رائے سے ہوئی۔

60-Margrave Louis of Brandenburg Vs Princess Ludwika Karolina Radziwiłł

سن 1681 میں، مارگریف لوئس آف بریڈنبرگ کی شادی 13 سالہ پرنسس لوڈویکا کیرولینا رڈزیول سے ہوئی۔

61- Louis, Prince of Condé Vs Louise Françoise de Bourbon

1685 میں، لوئس، پرنس آف کونڈے کی شادی 11 سالہ لڑکی لوئیس فرانسواس دی بوربون سے ہوئی۔

62-Louis, Duke of Burgundy Vs Marie Adélaïde of Savoy

دسمبر 1697 میں، لوئس، ڈیوک آف برگنڈی کی شادی 12 سالہ لڑکی میری اڈیلیڈ آف ساوی سے ہوئی۔

63-Philip V of Spain Vs Maria Luisa Gabriela of Savoy

ستمبر 1701 میں، فلپ V آف اسپین کی شادی 12 سالہ لڑکی ماریا لوئسا گبریلا آف ساوی سے ہوئی۔

64-José, Prince of Brazil Vs Infanta Mariana Victoria of Spain

جنوری 1729 میں، جوزے، پرنس آف برازیل کی شادی 10 سالہ لڑکی انفانٹا ماریانا وکٹوریا آف اسپین سے ہوئی۔

65-Carlo Buonaparte Vs Letizia Ramolino

جون 1764 میں، کارلو بوناپارٹ کی شادی 13 سالہ لڑکی لیٹیزیا رامولینو سے ہوئی۔

66-Sir Godfrey Webster, 4th Baronet Vs Elizabeth Fox

1786 میں، 38/39 سالہ سر گوڈ فری ویبسٹر، th4 بیرونٹ کی شادی 14/15 سالہ لڑکی الزبتھ فاکس سے ہوئی۔

67-Geoffrey de Châteaubriant VIII Vs Jeanne de Clisson

سن 1312 میں جیوفری ڈی چٹیوبریانٹ نمبر 8، کی شادی بارہ 12 سال کی ایک لڑکی جیانئے ڈی کلیسن سے ہوئی۔

68-Francis I of the Two Sicilies Vs María Isabella of Spain

1802 میں، فرانسس I آف دی ٹو سسلیز کی شادی اسپین کی ایک 13 سالہ لڑکی ماریا اسابیلا سے ہوئی۔

69-Henry Bolingbroke - later King Henry IV of England Vs Mary de Bohun

سن 1380 میں انگلینڈ کے ہونے والے حکمران ہینری بولنگبروک کی شادی 10 یا 11 سال کی لڑکی میری ڈی بوھن سے ہوئی۔

70-Odo IV, Duke of Burgundy Vs Joan of France

1318 میں برگنڈی کے حکمران اوڈو 4 نے، فرانس کی ایک لڑکی جوان سے شادی کی جس کی عمر 9 سے 10 سال کے درمیان تھی۔

71- Thomas of Woodstock, 1st Duke of Gloucester Vs Eleanor de Bohun

سن 1376 میں تھامس آف اوڈ اسٹاک کی شادی 9 سال کی لڑکی یلیانار ڈی بوھن سے ہوئی۔

72-Joseph Smith Vs Helen Mar Kimball

مئی 1843 میں، 37 سالہ جوزف سمتھ کی شادی 14 سالہ ہیلن مار کمبال سے ہوئی۔

73-Edgar Allan Poe Vs Virginia Eliza Clemm Poe

ستمبر 1836 میں، ایڈگر ایلن پو کی شادی 13 سالہ ورجینیا ایلیزا کلیم پو سے ہوئی۔

74-John III, Duke of Brabant Vs Marie of Évreux

جھون 3 کی شادی 1311 عیسوی میں 7 یا 8 سال کی لڑکی میری آف ایوریوکس سے ہوئی۔

75-Edward King Vs Susie Baker

1862 میں، تقریباً 14 سالہ لڑکی سوزی بیکر کی شادی ایڈورڈ کنگ سے ہوئی۔

76-Jerry Lee Lewis Vs Myra Brown

12 دسمبر 1957 کو، جیری لی لیوس کی شادی 13 سالہ لڑکی میرا براؤن سے ہوئی۔

77-Ervil LeBaron Vs Rena Chynoweth

تقریباً 1974 میں، 49 سالہ ایرول لیبرون کی شادی 16 سالہ رینا چنووتھ سے ہوئی۔ چنووتھ کم از کم تیرہ بیویوں میں سے ایک تھیں جن سے لیبرون نے شادی کی، جن میں سے کئی کم عمر تھیں۔

78-Warren Jeffs Vs Merrianne Jessop

2006 میں، 50 سالہ وارن جیفس کی شادی 12 سالہ میرین جیسپ سے ہوئی۔ وہ جیفس کی کئی بیویوں میں سے ایک تھیں، جن میں سے کئی کم عمر تھیں۔

79-Doug Hutchinson Vs Courtney Stodden

2011 میں، 51 سالہ ڈگ ہچنسن کی شادی 16 سالہ کورٹنی سٹوڈن سے ہوئی۔

80-Alfonsa Tolbert Vs Sherry Johnson

ایک 11 سالہ لڑکی شیری جانسن کو ان کے چرچ کے ڈیکن الفونسا ٹالبرٹ نے ریپ کر کے اسے حاملہ کر دیا تھا۔ لہذا مارچ 1971 میں شیرین کی ماں کے دباؤ پر مجبور کر کے 11 سالہ شیرین کی شادی اسی کے ریپسٹ الفونسا کے ساتھ کر دی گئی۔

81-William II, Duke of Bavaria Vs Margaret of Burgundy

اپریل 1358 میں حکمران بننے سے پہلے، باویریا کے ولیم 2 نے جس لڑکی سے شادی کی اس کی عمر 10 سال تھی، اس کا نام تھا مارگریٹ آف برگنڈی۔

82-Go-Mizunoo Vs Tokugawa Masako

1620 میں گومیزونوو نے بادشاہت سنبھالنے سے پہلے ایک 12 سال کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جس کا نام ٹوکوگاوامساکو تھا۔

83-Jiaqing Emperor Vs Empress Xiaoshurui and Empress Xiaoherui

چین کے راجا جیاکنگ شہنشاہ کی بیویوں میں ایک 13 سالہ لڑکی ژاؤشروئی بھی تھی جس سے اس نے 1774 میں شادی کی تھی۔ پھر 1790 میں اس نے ایک 13 یا 14 سالہ لڑکی ژاؤہیر ووی سے نکاح کیا۔

84-Achilles Kirkpatrick Vs Khairunnissa.

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک آفیسر اچیلیس نے 1800 میں حیدرآباد کی ایک 14 سالہ لڑکی خیر النساء سے شادی کی۔

85-Rajesh Khann Vs Dimple Kapadia

بالی وڈ کے مشہور اکٹر راجیش کھنا نے 15 سال کی لڑکی ڈمپل کپاڈیہ سے 1973 میں شادی کی۔

86-Herman I, Count of Werl Vs Gerberga of Burgundy

سن 978 میں سرکہ کے ہرمان 1 نے بارہ 12 سال کی لڑکی گربرگا سے شادی کی۔

87-Stephen I Vs Gisela of Hungary

سن 996 عیسوی میں ہنگری کے سٹیفن 1 نے گیارہ سال 11 کی لڑکی گسیلا سے شادی کی۔

88-Renauld I, Count of Nevers Vs Hedwig of France

1061 عیسوی میں رینالڈ 1 نے جس لڑکی سے شادی کی اس کا نام ہیڈوگ تھا جس کی عمر 13 سال تھی۔

89-William, Count of Celje Vs Anna of Poland

1380 میں ولیم آف سلجی نے پولینڈ کی ایک 13 سال کی لڑکی انا سے شادی کی۔

90-Henry VI, Count Palatine of the Rhine Vs Matilda of Brabant

سن 1212 میں ہینری نمبر 4 کی شادی، ایک بارہ 12 سال کی لڑکی مٹلڈا سے ہوئی۔

91-Henry III of England Vs Eleanor of Provence

جنوری 1236 میں انگلینڈ کے بادشاہ ہینری نمبر 3 نے 12 سال کی لڑکی ایلیونور سے شادی کی

92-Alfonso X of Castile Vs Violant of Aragon

جنوری 1249 میں الفونسو نمبر 10 نے ایک لڑکی وائیلینٹ اراگون سے شادی کی، جس کی عمر شادی کے وقت بارہ 12 سال تھی۔

93-Baldwin III of Jerusalem Vs Theodora Komnene

سن 1158 میں یروشلم کے بالڈون 3 - نے ایک تیرہ 13 سالہ لڑکی تھیوڈورا کومنینی سے شادی کی۔

-94Edward I of England Vs Eleanor of Castile

سن 1254 میں انگلینڈ کے یڈورڈ نمبر 1 کی شادی 12 سال کی لڑکی ایلیونور سے ہوئی۔

-95Philip III of France Vs Isabella of Aragon

مئی 1262 میں فرانس کے ہونے والے حکمران فلپ نمبر 3 کی شادی 13 سالہ لڑکی عیسابیلا سے ہوئی۔

96-Wenceslaus II of Bohemia Vs Judith of Habsburg

جنوری 1285 میں بوہیمیا کے وینسےلوس نمبر 2 نے، ایک 13 سال کی لڑکی جوڈتھ سے شادی کی۔

97-Gaston I, Count of Foix Vs Joan of Artois

سن 1301 میں گیستاون نمبر 1 کی شادی، جس لڑکی سے ہوئی اس کا نام تھا، جو آن جس کی عمر شادی کے وقت 11 یا 12 سال تھی۔

98-William I, Count of Hainault Vs Joan of Valois

مئی 1305 میں ولیم نمبر 1 نے، 10 یا 11 سال کی لڑکی، جو آن آف ویلو آئیس سے شادی کی۔

99-Charles IV of France Vs Blanche of Burgundy

جنوری 1308 میں فرانس کے ہونے والے حکمران چارلس نمبر 4 کی شادی 11 سال کی لڑکی بلانشے آف برگنڈی سے ہوئی۔

100-Edward II of England Vs Isabella of France

سن 1308 میں انگلینڈ کے یڈورڈ 2 کی شادی، فرانس کی 12 یا 13 سال کی لڑکی عیسا بیلا سے ہوئی۔

مراجع

کتاب "سیرت عائشہؓ" (علامہ سید سلیمان ندویؒ)	1
"بوقت نکاح حضرت عائشہ کی عمر: ایک تحقیقی جائزہ" (متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ)	2
دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، انڈیا	3
دارالافتاء: "جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی"	4
حضرت محمد ﷺ کی 9 سالہ عائشہ سے شادی۔ مباحث کا ایک جائزہ- وقار اکبر چیمہ۔ الحاد ڈاٹ کوم۔	5
مرسل معتضد کی بحث اور اہل حدیث علماء کے اعتراضات کے جوابات۔ مولانا نذیر الدین قاسمی حفظہ اللہ۔	6
الرد على فرية زواج النبي صلى الله عليه وسلم بعائشة ولها 18 سنة- و تحقيق في عمر أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها عندما تزوجها النبي صلى الله عليه وسلم - شيخ محمد صالح المنجد حفظه الله	7
"Mohammed and the Rise of Islam", By Margoliouth, D. S (London: G. P. Putnam's Sons, 1905)	8
Holy Bible (New International Version)	9
Catholic encyclopedia	10
"VALMIKI RAMAYANA" by Ratnakar Maharishi Valmiki	11
"The Oriental, the Ancient and Primitiv" By Jack Goody	12
"The Encyclopedia of Religion and Ethics" by James Hastings	13
Unesco : "THE SOCIAL IMPLICATIONS OF INDUSTRIALIZATION AND URBANISATION" By R. B. Textor.	14
"LOVE AND THE ENGLISH" By Nina Epton.	15

INDEPENDENT NEWS UK www.independent.co.uk	16
Age of Consent - Wikipedia	17
History of Age of Consent in India - NDTV news www.ndtv.com	18
iS. IndiaSpend report www.indiaspend.com	19
The Truth Behind Early Puberty www.livescience.com	20
Book: "The True Nature of Imposture, Fully Displayed in the Life of Mahomet" 10th ed. By Prideaux, Humphrey	21
Book: "An Account of the Manners And Customs of the Modern Egyptians". Fifth ed. (London: J.M. Dent & Sons, 1908) By Lane, Edward William.	22
"Criminological and Forensic Psychology". SAGE Publications. By Gavin, Helen.(2014)	23
"The impacts of child sexual abuse": a rapid evidence assessment Independent Inquiry into Child Sexual Abuse"(2017)	24
Microsoft Copilot - Artificial intelligence.	25
"List of child brides" https://en.m.wikipedia.org/wiki/List_of_child_brides	26
Book: "REFUTING THE CALIM THAT PROPHET MUHAMMAD WAS A PEDOPHILE" – By: Ibne Al Hashimi.	27
Prophet Muhammad's Marriage with Nine-Year Old Aisha: A Review of Contentions By Waqar Akbar Cheema. https://www.icraa.org	28

" فہرست مضامین سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جناب محمد نعمان صاحب نے موضوع سے متعلق کسی بھی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔" (حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند)

" احقر بلاکسی مبالغے کے یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت محقق ومدلل اور جامع کتاب ہے اور اس موضوع پر ماضی میں لکھی جانے والی تمام کتابوں سے فائق و بلند ہے اور اپنے مواد و مضامین کے لحاظ سے ایک تاریخی دستاویز ہے۔ احقر کی رائے یہ ہے کہ اس کتاب کو عام سے عام کیا جانا چاہیے اور عوام سے لے کر خواص تک بھی اس کو پہنچانا چاہیے اور مختلف زبانوں میں اس کے تراجم بھی ہونے چاہئیں۔"
(فقیہ العصر محدث کبیر حضرت مولانا مفتی شعیب اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ بنگلور۔)

" ان شاء اللہ یہ کتاب ایسے افراد کے لیے روشنی کا ایک مینار ہے جو اس موضوع کو انصاف اور حقیقت پسندی کے ساتھ سمجھنا چاہتے ہیں۔ یہ تحریر علمی دیانت داری اور تحقیق کے معیار کو ایک نئی بلندی عطا کرتی ہے جو قاری کو نہ صرف مطمئن کرتی ہے بلکہ فکری سطح پر مضبوط دلائل بھی فراہم کرتی ہے۔"
(متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ، استنبول ترکیہ۔)

" مجھے بڑی خوشی ہے کہ محب عزیز ڈاکٹر محمد نعمان مکی صاحب نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے، اور بہت اطمینان بخش گفتگو کی ہے، جو ان شاء اللہ غلط فہمیوں کے ازالہ میں مفید و معاون ثابت ہوگی۔"
(فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم، خادم: المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد)

" میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب ہر عالم دین کو پڑھنی چاہیے۔۔۔۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔" (ڈاکٹر مفتی یاسر ندیم الواجدی صاحب، دارالعلوم آن لائن شکاگو امریکہ)

" ضرورت اس بات کی تھی کی موجودہ دور کی نئی نسل کی نفسیات کو سامنے رکھ کر ان شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے اور ان کا سائنٹفک طریقے سے تشفی بخش جواب دیا جائے، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے عزیز ساتھی ڈاکٹر محمد نعمان مکی حفظہ اللہ کو کہ انہوں نے یہ کام بحسن خوبی انجام دیا۔"
(مفتی محمد عمر شفیق حجازی حفظہ اللہ، سابق ریسرچر انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ۔)